Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ਹਿੰਦੂ ਤਹਜ਼ੀਬ

ਪੰਡਿਤ ਤੁਸ਼ਨਾਦਾਸ

ਲੇ: ਤੁ'

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

امریکہ کا مشہور محقق عالی خیال ایمرسن لکھتا ہے

55

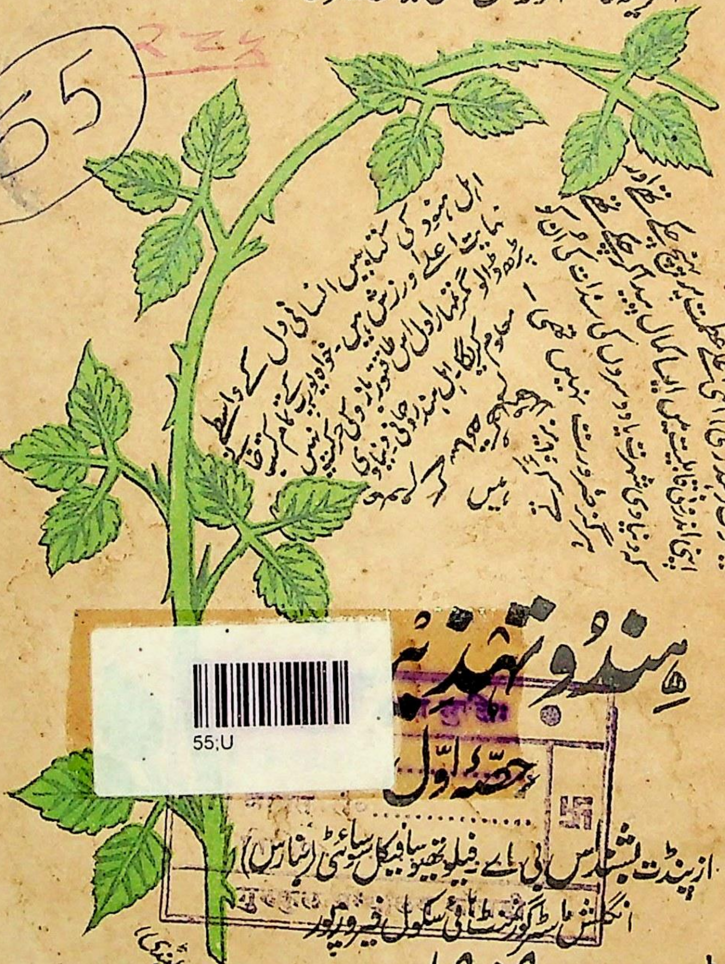

یہ لوگ (ہندو رشی) آتما کی اعلیٰ عظمت اور تیج کے علم اور
اپنی انفرادی قابلیت میں ایسا کمال پیدا کر چکے تھے
کہ دنیاوی شہرت یا دوسروں کی سفارشات کی مدد کی
ضرورت نہیں تھی ۔

اہل ہنود کی کتابیں انسانی دل کے واسطے
نہایت اعلیٰ ورزش ہیں۔ خواہ ہم یہ کام کریں
پڑھو اگر تمہارا دل اس قدر تازہ و کامل نہیں
معلوم کرو کہ اہل ہند روحانی دنیا کی
ہیں

ہندو تہذیب

حصہ اوّل

55;U

از پنڈت بشن داس بی اے فیلو تھیوسافیکل سوسائٹی (بنارس)
انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول فیروزپور

سنہ ۱۹۰۹ء

نولکشور گیس پرنٹنگ لاہور میں چھپی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قیمت فی جلد ۱۰؍

پुस्तकालय
गुरुकुल काँगड़ी.
4442
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمرپن

مصنف اس کتاب کو جو ہندو رشیوں اور مہاتماؤں کی اعلےٰ روشنضمیری کے اظہار میں اُس کی ناچیز محنت کا نتیجہ ہے۔ کمال خلوص ارادت سے اُن فیاض دل۔ نیک سیرت اصحاب کی سیوا میں پیش کرتا ہے جو سب کے بھلے میں اپنا بھلا۔ سب کے آرام میں اپنا آرام مشتمل سمجھتے ہیں۔ جو سب انسانوں کی طرف بلا لحاظِ ملّت۔ قوم فرقہ بندی کے پریم کی نگاہ ڈالتے ہیں۔ اور سب جیوؤں کو اپنے جیسا خیال کر کے کسی کو آزار دینا گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں۔ جو خالص قدرتی زندگی کو مقصد زیست پر وپکار برت کو دھرم کا اعلےٰ جُزد مانتے ہیں۔ اگر محبت کی شناخت صادق جذبۂ دلی ہے اور روحانی خلوص کا ثبوت ارادت حقیقی ہے تو مصنف امید رکھتا ہے۔ کہ یہ اس کا ہدیہ اصحاب ممدوحہ کی نظر میں خواہ کیسا ہی ناچیز ادرادنے ہو۔ وثوق دلی سے قبول کیا جائے گا۔

خاکسار مصنف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معذرت

یہ کتاب جیسا کہ دیباچہ ہذا سے ظاہر ہے ماہ فروری ۱۹۲۸ء میں پریس میں دی گئی تھی مگر کئی وجوہات کے باعث غیر معمولی دیر ہو جانے سے اب اس کو پبلک کے سامنے آنے کا موقعہ ملا ہے۔ مصنف کی غرض تصنیف مشرقی اور مغربی تحقیقات علوم کے مقابلہ سے ایسے سوالات کا حل دریافت کرنا ہے جو اس کے اہل ملک کے واسطے موجودہ زمانہ میں مستفید بن سکیں۔ رشیوں کی تعلیم یا شاستروں کے سدھانت کو مغربی فلسفہ زندگی۔ مغربی علوم سے مقابلہ کرنا مشرقی اور مغربی تہذیب دونوں کا صحیح فایدہ موجودہ حالات کے مطابق اٹھانا ہماری سوشیل اور اخلاقی زندگی کے پیچیدہ سوال کو حل کر دینا ہے۔ جلد اول میں اس معیار سے جس قدر کوشش اولاد۔ والدین۔ عورت کی حیثیت۔ تربیت۔ شادی۔ خانہ داری۔ بیواؤں کی تکالیف کے علاج وغیرہ کے مسایل کے حل کرنے میں کی گئی ہے۔ ناظرین پر کتاب کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو جاوے گی +

جلد دویم میں مضامین حسب ذیل ہونگے :-

ہندو علوم۔ ہندو سائنس۔ ویدک فلسفہ۔ درشن ودیا۔ اوتاری جلوہ۔ (اوتاروں۔ مہاتماؤں۔ مہا پرشوں کا مختصر ذکر) راج رشی جیون (بھارت کے راجاؤں کا مختصر ذکر) +

اس کتاب میں بھی حسب قاعدہ ہر ایک فصل میں مشرقی اور مغربی تحقیقات علوم کا مقابلہ کیا جاوے گا۔ مصنف امید رکھتا ہے کہ تعلیم یافتہ سوسائٹی اس کی اس کوشش کی داد دے گی۔ اور رشیوں کے اعلے خیالات کی اشاعت میں اس ناچیز محنت کو قابل قدر نگاہ سے دیکھے گی۔ حتے الامکان اس امر کی خاص احتیاط کی گئی ہے کہ ارزاں قیمت پر یہ تمام لٹریچر بہم پہنچایا جاوے تاکہ اس قسم کی کتابیں ہر ایک خاص و عام کو میسر آسکیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمالیہ سے ایک آواز

اسرار زندگی اور موت پر ایک محققانہ کتاب

یہ کتاب مصنف کی سالہا سال کی محنت اور مطالعہ کا نتیجہ ہے اس میں زندگی اور موت کے نہایت سنجیدہ مسایل اور باریک امور کو نہایت عام فہم عبارت میں حل کیا گیا ہے۔ قانون زندگی اور موت کے حالات کے متعلق مشرقی اور مغربی تحقیقات سے پورا فایدہ اٹھایا گیا ہے۔ اس کا طرز تحریر مشہور انگریزی مصنف ریلف والڈو ٹراین کی اخلاقی تصانیف سے ملتا جلتا ہے۔ جن رموز کے سامنے بڑے سے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں اور جن کی واقفیت سے انسانی زندگی برکت فیض آب بن جاتی ہے۔ اور جن کی لاعلمی سے یہ دنیا مصیبتوں کا گھر بن رہی ہے۔ ان تمام مسایل پر یہ کتاب نہایت عام فہم طریق سے بحث کرتی ہے +

مضامین حسب ذیل ہیں:۔

قانون کرم۔ قانون موت۔ سائنس اور مذاہب دنیا۔ قانون زندگی۔

جن مشہور مغربی عالموں اور فاضلوں کی تحقیقات سے اس کتاب کی طیاری میں امداد لی گئی ہے یا جن کے خیالات کا مقابلہ مشرقی خیالات سے کیا گیا ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

ریلف والڈو ٹراین۔ ایڈورڈ کارپنٹر۔ ہربرٹ سپنسر۔ جان سٹوارٹ مل۔ کارلایل۔ اسکن۔ جان لببک۔ ہکسلے۔ (انگلینڈ) فنچے۔ شاپن ہار۔ ہیگل۔ شلیگل (جرمنی) اگسٹ کامٹی۔ فیگور۔ (فرانس)، ڈوڈر۔ ایمرسن (امریکہ) فیرینی (اٹلی)، میڈیم بلیو ٹسکے۔ ٹولسٹی (روس) +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس فہرست میں یورپ کے اعلےٰ نامور فاضل آچکے ہیں جن کی تصانیف نے مغربی علوم کو تمام دنیا کے سامنے قابل تعظیم بنا رکھا ہے۔ ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ ان تمام فاضلوں کی تصانیف کو مطالعہ کرنے کے واسطے کس قدر وقت محنت درکار ہے اور کتنا روپیہ محض کتابوں پر صرف کرنا پڑیگا۔ مشرقی کتابیں جن کے خیالات کا مقابلہ کیا گیا ہے حسب ذیل ہیں:۔ دہم پدھ (بدھ دھرم)۔ قرآن مجید (مذہب اسلام)۔ مثنوی مولوی رومی شمس تبریز (صوفی ازم)۔ انجیل (عیسائی مذہب)۔ ویدا و پنشد بھگوت گیتا۔ مہابھارت یوگ اوتر۔ سانکھ درشن (ویدک دھرم)+

موت کے پردہ میں داخل ہونے کا شرف حضرت انسان کو حاصل نہیں ہے۔ مگر دنیا میں ایسے مہاتما ہوئے ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہو سکا ہے۔ ان کی تحقیقات سے محروم رہ کر سراسر جہالت یا نفس پرستی میں اپنے دن گذارنا ہمارا اختیار ہے۔ یہ ہماری اپنی مرضی ہے کہ ہم قوانین زندگی اور موت سے باخبر بن کر اپنی زندگی کو ایک پر فضا نعمت میں تبدیل کردیں یا اپنی جہالت اور بدہوشی سے اس دنیا کو عذاب گاہ یا دوزخ میں (جیسا کہ قانون کرم کے مطابق یہ اب بن رہی ہے) مبدل کریں۔ قانون قدرت اٹل ہے۔ یہ ہماری ناواقفیت کا لحاظ نہیں کرتا+

کتاب تعداد میں متعدد طبع ہوگی۔ جو اصحاب خریدار بننا چاہیں وہ اپنے نام مصنف کے پاس یا مینیجر بھارت لٹریچر کمپنی لاہور انارکلی کے پاس درج رجسٹر کروادیں۔ ماہ اپریل تک نام درج کروانے والے اصحاب سے قیمت محض ایک روپیہ لی جاوے گی۔ بعد طبع ہونے کے یہ کتاب اس قدر ارزاں قیمت کو نہیں مل سکے گی+

آپکا شبھ چنتک مصنف

پنڈت بشنداس بی۔ اے۔ او۔ ٹی۔ ایس۔ فیروزپور۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

یہ کتاب کسی فرقہ بندی - تعصب - مذہبی عناد کے خیال سے ہرگز تحریر نہیں کی گئی ہے ہندو مذہب کا مقصد کسی خاص فرقہ کو فائدہ پہونچانا یا کسی کو نقصان پہونچانا ہرگز نہیں ہے - ایسا شیوہ اختیار کرنا ہندو مہاتماؤں اور ویدک رشیوں کی پاک تعلیم کو دھبہ لگانا ہے - چونکہ ہندو رشی کل مخلوقات کو پریم کی نظر سے دیکھتے ہیں سبھی طرف ہستا کی اچھا کرتے ہیں چرند و پرند حیوان و انسان - سب کو ان بخشتے اور قدرت کے ساتھ اپنا اصلی تعلق مفہوم کرتے ہیں جس تعلق کے مفہوم کرنے سے ہی آریہ ورت قدیمی ایام میں کل دنیا کا سرتاج بنا تھا - اور جس کی علائ بیرونی سے وہ پاک جلوہ ہندو قوم میں عیاں ہو سکتا تھا - پس اسی باریک تعلق کو یہ کتاب اپنا مضمون بناتی اور ٹھہراتی ہے فرقہ بندی کی تنگ خیالی سے نکل کر انسان اپنے سامنے قدرت کا وسیع دائرہ پاتا ہے جس میں قدرت اپنے رموز کو عیاں دکھاتی ہے - خود غرضی اور نفسانیت کی عینک اتار اس قدرت کو ملاحظہ کریں ہر طرف منبع نور بنتی ہے - یہ اپنے بھید کو خود بخود ظاہر کرتی ہے - اسی قدرت کی بیرونی سطح کو مطالعہ کرتی ہوئی مغربی اقوام اس وقت استاد زمانہ بن رہی ہیں - اسی کے اندرونی سطح کے مطالعہ سے ہندو رشی کل عالم کے گرو بننے کے مستحق بنے تھے - یہ تمام کتابوں کی کتاب ہے جب سے یہ کتاب بھارت ورش کے ہاتھ سے گم ہوئی ہے - انسان اپنے تنگ دائرہ میں بند ایک دوسرے سے لڑتے - دن رات بے چینی اور عذاب میں کاٹتے ہیں -

مصنف ہندوستان کی تاریخ تہذیب نہیں لکھتا ہے - وہ اسکی خوبصورتی کو اپنا مضمون بناتا ہے - ہندو دھرم کی پاکیزگی کو ظاہر کرنا اور اسکو دنیا کے اندر دوبارہ رونق پذیر دیکھنا ہر ایک اصلی قومی خیرخواہ کا مقصد رہا ہے - موجودہ سائنس کی تمام روشنی میں جب کہ ہر ایک مذہب میں ہل چل مچ رہی ہے انکے پیرو اپنے اپنے عقائد کو موجودہ سائنس کے مطابق لانے میں ہر ایک قسم کی جدوجہد کر رہے ہیں - اور مادی ترقی کی صدا دنیا کے تمام اطراف میں گونج رہی ہے - ویدک دھرم ایک نہایت پاکیزہ مشن رکھتا ہے - یہ مشن اس کائنات کے اندرونی رموز کا انکشاف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے جسکے ہمہ رشی رازداں ہیں۔ اس انکشاف کے انسانی زندگی میں جلوہ گر ہونے پر دنیا کی تمام اصلی بہبودی اور اقبال مندی کا دارومدار ہے۔ ایک بار ویدک جلوہ کا دنیا میں ظہور ہونے دو اور دیکھو تمام گمراہی تنگ خیالی۔ کم ظرفی۔ خودغرضی کس طرح کافور ہوتی ہے اور انسان بجائے ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے کے ایک دوسرے کی خیرخواہی۔ امن بہبودی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اخلاقی تکمیل رشی آئین کا اصلی مقصد ہے۔ یہی ہندو تہذیب کا معراج ہے۔ اسی معراج کا تمام پہلوؤں میں اظہار اس کتاب کا مقصد ہے۔ جلد اول مرد اور عورت کے تعلقات کا ذکر کرتی ہے۔ جلد دوم میں مذہب سائنس ہند۔ جیون۔ ویدک عظمت۔ اوتاری جلوہ کا ذکر کیا جاوے گا۔ جلد سوئم میں ہندو مدارج کا ذکر ہوگا۔ فی الحال جلد اول ہدیہ ناظرین ہے۔ باقی جلدوں کا ظہور ہندو پبلک اور عام خیرخواہان عالم کی قدردانی اور مصنف کی حوصلہ افزائی پر منحصر ہے۔ مصنف نے اس بات کی خاص احتیاط رکھی ہے کہ اس کتاب سے کسی فرقہ انسان کا خواہ وہ ایشیائی ہو خواہ یوریپین ہو۔ خواہ ہندو ہو یا مسلمان ہو۔ عیسائی ہو یا موسائی ہو۔ دل ہرگز نہ دکھایا جاوے۔ فقط ہندو مدارج کی خوبصورتی کو ظاہر کرنا اس کا مقصد ہے۔ لہٰذا مصنف تمام تعلیم یافتہ اشخاص سے امید واثق رکھتا ہے کہ وہ اسکی حوصلہ افزائی سے اس نیک کام میں مددگار بنیں اور اس کی انجام دہی سے راحت دارین حاصل کریں۔ سب کا بھلا ہو یہی مصنف کی دعا ہے اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی +

ویدک دھرم کا سیوک

مصنف

۱۲ فروری ۱۹۰۷ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

धर्मो विश्वस्य जगतः प्रतिष्ठा लोके धर्मिष्ठं
प्रजा उपसर्पन्ति धर्मेण पापमपनुदन्ति धर्मे
सर्वं प्रतिष्ठितं तस्माद्धर्मं परमं वदन्ति। तैत्तिरीयारण्यक

دہرم تمام جگت کو قایم کرنے والا ہے - دنیا میں مخلوقات کا قیام دہرم سے ہے - دہرم سے ہی پاپ کو دور کیا جاتا ہے - دہرم ہی پر ہر ایک چیز کا قیام ہے - اس واسطے دہرم سب سے اعلےٰ ہے ؞

ہندو تہذیب

باب اوّل

فصل اوّل

مشرقی تہذیب اور سائینس

مغرب سائینس - صنعت اور ہنر کا ویش ہے - مغربی ممالک میں آج ہر قسم کے کارخانے صنعت و ہنر کے دارالعلوم موجود ہیں - تعلیم اور درس کا اشتیاق ہر ایک بلد اور ملک کے باشندگان کی توجہ یونیورسٹی تعلیم کی جانب راغب کرتا ہے - ہر ایک ملک اپنی اپنی یونیورسٹیاں علیحدہ علیحدہ رکھتا ہے - ہر ایک قوم کروڑوں روپیہ تعلیم پر صرف کرتی ہے - بڑے بڑے کالجوں میں صنعت اور ہنر کی تعلیم مفت ملتی ہے - اکثر ممالک میں رعایا کا حق خیال کیا جاتا ہے کہ ان کو ہر ایک قسم کی تعلیم نہایت معمولی اخراجات سے دی جاوے - بعض ملکوں مثلاً جرمنی میں تعلیم کا حاصل کرنا ہر ایک مرد کے لئے لازمی پابندی ہے ملکی قوانین اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعلیم کا دروازہ ہر خاص و عام کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔ امریکہ میں ہر ایک ریاست اپنا علیحدہ دارالعلوم رکھتی ہے جسمیں صنعتی تعلیم عموماً مفت دی جاتی ہے +

علم دال پروفیسر یورپ میں وہ عزت رکھتے ہیں جو ہندوستان میں بڑے بڑے راجاؤں کو بھی نصیب نہیں انکی آواز انکے اہل قوم بڑے شوق سے سنتے ہیں انکی تحریر عوام الناس کے دلوں پر مقناطیسی اثر پیدا کرتی ہے۔ یورپ کے تمام ممالک میں اشاعت تعلیم و سائینس کے لئے سوسائیٹیاں موجود ہیں جو ہر ایک عالم و فاضل کی قدر و منزلت کرنا اپنا اعلےٰ فرض خیال کرتی ہیں ایک ایک ایجاد سائینس پر لاکھوں روپیہ صرف کرتی ہیں۔ لوگ علم کو جان سے زیادہ عزیز خیال کرتے ہیں ایک تحقیقات کی خاطر مغربی لوگ زندگی صرف کر ڈالتے ہیں۔ مسئلہ کے نہ حل ہوسکنے پر ہرگز مایوس نہیں ہوتے استقلال اور ہمت سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ متواتر مایوسی انکے اوسان ہرگز خطا نہیں کر سکتی۔ ایک محقق کا جانشین دوسرا بنتا ہے۔ اسکے کھوج پر اپنا قدم دھرتا ہے اور اس سے بھی بڑھکر استقلال سے ان رموز کائنات کی تحقیقات میں مصروف ہوتا ہے آخر قدرت محنت اور استقلال کا اجر نیک دیتی ہے۔ محقق کامیاب ہوتا ہے۔ مگر اپنے علم کو اپنے دل میں مہر لگا کر بند نہیں کر رکھتا ہے۔ اپنے علم کا اعلان کل دنیا کے روبرو اخباروں میں مشتہر کرتا ہے انکی تحقیقات کو اسکے اہل قوم کاروبار دنیوی میں مستعمل کرتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ انکی بدولت کماتے ہیں +

اس دنیا میں علم کی ہی بادشاہت ہے۔ نادان جاہل اپنے جذبات پر بھی حکمرانی نہیں کر سکتا کسی دوسرے پر تو کیا خاک اثر ڈالے گا۔ مغربی لوگ عالم میں اسی واسطے حاکم ہیں۔ علم ہی اس دنیا میں سب سے بڑی طاقت ہے۔ موجودہ مغربی ترقی و اقبال کا موجب مغربی سائینس ہے۔ انکی بدولت مغربی تجارت کرہ زمین پر اسوقت شہرۂ آفاق بن رہی ہے۔ ایشیا کے ممالک میں لوگ سائینس کی تحقیقات سے ناواقف ہیں۔ ایشیائی اقوام اپنے آباو اجداد کے علوم و فنون سے بے خبر۔ انکو دوبارہ فروغ دینے کے نا قابل محض تقلید کی مشتاق ہیں۔ مگر یاد رکھئے ادھوری تقلید سے کوئی قوم معراج ترقی پر نہیں آسکتی۔ ترقی کا راز آزادانہ تحقیقات ہے۔

(۲) بھارت فلسفہ کا دیش تھا۔ رشی علوم روحانی کے محقق تھے۔ وہ مادی علوم کی تحقیقات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو علم روحانی کے مطیع رکھتے تھے۔ دھرم بھگتی اور دیش بھگتی بھارت کی تاریخ میں ہمرکاب چلتی ہے جو دھرم کا بدخواہ ہو وہ دیش کا خیرخواہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے ملکی ترقی اور روحانی ترقی تاریخ بھارت میں ہمیشہ ہمرکاب چلتی ہے۔ ملکی ترقی ملکی اخلاق پر مبنی ہے۔ جہاں اخلاق سدھرا وہاں سب کچھ سدھرا۔ جہاں اخلاق بگڑا وہاں سب کچھ بگڑا۔ قوم کی ترقی کا سرچشمہ آچار ہے تو قوم کے اندر طاقت نہاں نمودار ہوتی ہے جو اپنے سامنے پہاڑوں اور سمندروں کو بہا لیجاتی ہے آتما سے ایک بار پردۂ غلاظت دور کر دو اور اسکے جلوہ کو دیکھو۔ تمام زمین اور آسمان کی طاقتیں سلام کرتی ہیں۔ اپنے افعال۔ اپنے اعمال ہر ایک کے گرد حلقہ بند ہیں۔ اپنا آپ اپنا خیرخواہ ہے یا بدخواہ اپنا حساب صاف رکھو پھر کسی کا خطر نہیں۔ (آں را کہ حساب پاک است۔ از محاسبہ چہ باک) آپ پاپ کرو۔ خواہ تمام جہاں سے پوشیدہ ہو کر کرو۔ پھر کوئی بچا نہیں سکتا۔ آہستہ آہستہ وہ پاپ عادت بن جاتا ہے۔ جو کچھ پہلے پوشیدہ کیا جاتا ہے وہ اب سب پر ظاہر ہو کر کیا جاتا ہے قومی اعتدال اور امن میں فرق آتا ہے۔ قدرت آخر سزا دینے کی جانب رجوع ہوتی ہے۔ قانون قاتل کو مجرم ٹھیراتا ہے۔ جرم کی باضابطہ تحقیقات شروع ہوتی ہے۔ ظالم اور مظلوم کا انصاف قدرت خود اپنے ہاتھ میں لیتی ہے۔ ظالم معہ اپنے تمام دوستوں۔ آشناؤں کے گرفتار بلا ہوتا ہے۔ قدرت ہر ایک حصہ دار جرم کو انتقام کا بھی حصہ دیتی ہے۔ جو کچھ ایک بشر کی صورت میں واقع ہوتا ہے۔ عین وہی اقوام کی صورت میں وقوع میں آتا ہے۔ آسمانی احکام کو کوئی انسانی طاقت روک نہیں سکتی کسی انسانی کوشش سے خدائی احکام الٹ نہیں سکتے۔ پاپی اس جگت میں ہرگز ہرگز بچ نہیں سکتا۔ رشی اس اصول کو بخوبی سمجھتے ہیں اسی واسطے روح سے شروع کرتے ہیں۔ روحانی

ہندو سوشیل معراج

علوم کو اپنا جائے غور وفکر بناتے ہیں انہی علوم پر اپنے مدارس اور مدارج قائم کرتے ہیں۔ بھارت کی تمام سوشیل عمارت روحانی مدارج پر مبنی ہے روح کی آزادی۔ پاکیزگی ہی ان سب کا معراج ہے۔ تمام ذات پات۔ تمام آشرم اس روحانی آزادی یا مکتی کے مسئلہ پر قائم ہیں۔ شودر خدمت اس غرض سے کرتا ہے کہ اسکا روح نفسانیت کی قیود سے آزاد ہو۔ وہ دوسروں کے سکھ کیلئے اپنا دکھ خیال کرتے ہیں۔ ویش دان اس غرض سے دیتا ہے کہ اس کا آتما خود غرضی اور نفس پروری کی تنگ خیالات سے آزاد ہو وہ دوسروں کے آرام کی خاطر محنت کرتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کمائی کو وقف کرتا ہے تاکہ انکے سوکھہ کو اپنی خاطر خواہ جب راحت خیال کرے - کشتہری دہرم پر بلی دان ہوتا ہے اپنی جان حفاظت دہرم پر تصدق کرتا ہے تاکہ اس کا دیش غنیم کی خونخواری سے بچے وہ دیش کی راحت میں اپنی راحت وارین سمجھتا ہے - براہمن اس آزادی کو اپنی زندگی کا مقصد بناتا ہے وہ ہمیشہ دان دیتا ہے - کل جگت کو اشیرباد دیتا ہے - اپنے دل کو تمام نفسانی اغراض سے پاک صاف کرتا ہے - دان - دیا - دمن سب کو اپنی زندگی میں یکجا ملاتا ہے - سخاوت - رحم - خود ضبطی کا ایک جا انکشاف کرتا ہے یہ بھارت کے مدارج ذات پات ہیں جن کو ٹوٹے پھوٹے طور پر اسوقت بھی چند خالص لوگ کاربند ہیں ہندوں کے آشرم بھی اس آزادی کے اصول کو مدنظر رکھتے ہیں - برہمچاری ریاضت اور جفاکشی سے اپنے بل بیرج کو تقویت دیتا ہے - بل - بیرج کو ودیا کے حصول میں لگاتا ہے - نفس پرستی اور شہوت پرستی سے کوسوں بھاگتا ہے - عیاشی اور بدمعاشی اپنے دل کے ہرگز نزدیک نہیں آنے دیتا ودیا سے برہمچی - یعنی ضمیر صاف ہوتی ہے اس صفائی سے گیان کا حصول ملتا ہے - گیان سے پردہ کدورت دور ہوتا ہے - انسان نور العالمین کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے اپنا تعلق تمام کائنات سے معلوم کرتا ہے - خود پرستی اور نفسانیت کے ناپاک جذبات سے پاک ہوتا ہے ودیا سے آتما اپنے اصلی سروپ کو پہچانتا ہے - پس اس ودیا کے حصول پر ہندو گار گرہست آشرم میں داخل ہوتا ہے اب سوسائٹی فرائض کو پورا کرنے کا وقت آتا ہے - جس سوسائٹی نے اسکو اس زندگی بخشا ہے جسکی بدولت اس نے ودیا حاصل کی ہے - اسکا قرضہ بے باق کرنا پڑتا ہے - جن والدین نے اسکو پیدائش بخشی ہے - جن دیوتاؤں نے اسکو زندگی - بصارت - طاقت - زینت بخشی ہے - اُن کا قرضہ ادا کرنا پڑتا ہے - پس رشی رن - پتری رن - دیو رن سب کو بیباق کرنا پڑتا ہے - گرہستی اپنے گھر میں محبت اور ہمدردی کا سبق سیکھتا ہے - اپنے بال بچوں کے پیار سے دوسروں کے بال بچوں کا پیار سیکھتا ہے - گھر ایک چھوٹی دنیا ہے - گرہستی خانگی تکلیفات سے دنیاداروں کی تکالیف کا اندازہ لگاتا ہے - وہ اپنے تفکرات سے دوسروں کے دکھہ درد کو محسوس کرتا ہے قدرت اسیطرح اسکو ہمدردی کی طرف رجوع کرتی ہے - سوسائٹی کی ساری بنیاد اسی اصول پر ہے اور گرہست آشرم اس کا درسگاہ ہے - ہندو گرہست قبلہ تعمت ہے - اپنی استری سے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا جان جگر ہے۔ دونوں کا تعلق ناتسناہی تعلق ہے۔ اگنی دیوتا اسکا شاہد ہے۔ دونوں اپنے اپنے برت کو موکش پرلوک میں بنہاتے ہیں۔ استری پتی برت کو دھارن کرتی ہے اور پتی استری برت کو مقصد زندگی خیال کرتا ہے۔ عورت دوسرے مردوں کو بھائی باپ کی بجائے خیال کرتی ہے۔ پتی دوسری عورتوں کو بہن۔ ماں کے برابر سمجھتا ہے گرہست اس پتی برت دھرم کی بدولت پھلتا پھولتا ہے۔ سعادت مند والدین کے گھر میں سعادت مند اولاد پیدا ہوتی ہے والدین کا چال چلن اولاد میں منعکس ہوتا ہے۔ ہندو گرہست شہوت پرستی کو پاپ خیال کرتا ہے عورت کو لذات نفسانی کا وسیلہ ٹھہرانا مہاپاپ قرار دیتا ہے۔ استری اور مرد ملکر ایشوری پرتاپ کو جگت میں پرکاش کرتے ہیں۔ دونوں کے روحانی ملاپ سے اخلاقی تکمیل ہوتی ہے۔ دونوں ملکر قدرت کا اصلی منشائے ہستی کو پورا کرتے ہیں۔ مادی اور اخلاقی قدرت اس روحانی ملاپ کو یکساں طور پر اپنا معراج تحقیقات ٹھہراتی ہے۔ پس ہندو گرہست اخلاقی آزادی۔ ہمدردی۔ پریم کا درس گاہ ہے +

اس آشرم میں احاطہ خیالات وسیع ہونے پر ہندو بان پرستھ کا اُپکاری بنتا ہے۔

ہندو سوشیل معراج

لذات دنیا سے سیر۔ انکی اصلیت سے باخبر دل راغب تیاگ ہوتا ہے ترک دنیا آزادی کی اعلیٰ منزل ہے۔ خواہشات دنیا سے۔ نفسانی اغراض سے کلی انحراف حاصل کر ہندو ساکشات مکتی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس درجہ کے اصول پر ہندو سنیاس کا مستحق بنتا ہے۔ خالص سنیاس آسمانی بادشاہت ہے۔ ہندو سنیاسی اس بادشاہت کا حصول اسی زندگی میں اور اسی دنیا میں ہی حاصل کرتا ہے مایا کی تمام بندشوں سے آزاد۔ تمام توہمات اور تفکرات سے مبرا۔ دکھ سکھ برائی بھلائی کے تمام تعلقات سے کنارہ کش۔ مہاتما اپنے نور کو تمام جگت میں آشکار دیکھتا ہے۔ اسکے حالات کو نہ کوئی قلم لکھ سکتی ہے نہ کوئی زبان بیان کر سکتی ہے۔ اسکے آنند کو نہ کوئی دل ماپ سکتا ہے اس کائنات کا خالص آنند اسکا مقبوضہ ہے اسکی خالص آزادی اسکی آزادی ہے اس کا علم اس کا اصلی خزانہ ہے۔ پس یہ جیون مکت مہاتما پریم آنند میں مجذوب اپنے باقی ایام گذارتا ہے۔ یہ بھارت کا سوشیل فلسفہ ہے جسکی خوش اسلوبی اور عمدگی کے مقابلہ میں مغرب کی دیگر تمام سوشیل فلاسفی محض ہیچ ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا کھیل ہے۔ رشی فلسفہ روحانی کو انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں ہر ایک فعل کو فلسفہ کے
نور سے منور کرتے ہیں۔ ہر ایک عمل کو دھرم کی پوشاک پہناتے ہیں۔ دیگر اقوام میں فلسفہ جائے
خوض و فکر رہا ہے جسکو چند عالم زندگی کے کاروبار سے بے فکر اپنی فرصت کے وقت مطالعہ کرتے
ہیں۔ مذہبی رہنما۔ فقیر۔ عابد اسکا شغل رکھتے ہیں۔ صوفی یا ... اسکا وچار کرتے ہیں
گرجاؤں میں۔ مسجدوں میں اسکا وعظ کبھی کبھی ہوتا ہے۔ چند کتابوں میں اسکے خیالات کا درس
ملتا ہے۔ مگر ہندو اس فلسفہ کو انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں۔ ہر ایک ہندو فعل فلسفہ سے
شروع ہوتا ہے اور فلسفہ میں ہی ختم ہوتا ہے۔ ہندو کا کھانا پینا۔ جاگنا۔ سونا۔ بیوپار کرنا۔ مقدمہ کرنا
لڑائی کرنا۔ مرنا مارنا۔ جینا جلانا سفر کرنا۔ ملازمت کرنا۔ کھیتی باڑی کرنا۔ سب کچھ فلسفانہ ہے۔
دھرم کے رنگ میں ہر ایک چیز رنگی ہوئی موجود ہے۔ اسی کا نام فلسفانہ زندگی ہے۔ جبتک
بھارت اس فلسفانہ زندگی پر کاربند رہا۔ اسکی عظمت روئے زمین پر سب سے فایق رہی۔ ہم کہہ سکتے
ہیں کہ اگر بھارت نہ ہوتا تو آج دنیا میں محض حیوانی زندگی کا دور دورہ ہوتا۔ بھارت کے فلسفہ کو
اس زمانہ میں بھی دنیا سے علیحدہ کر دو باقی تمام پشو جیون ہی نظر آتا ہے۔ بھارت سے قدیمی ایام
میں۔ مصر۔ یونان۔ ایران۔ اٹلی۔ چین۔ امریکہ۔ وغیرہ ممالک روحانی علوم سے بہرہ ور ہوئے۔
آج پھر بھارت میں مغرب اور مشرق ملتے ہیں مغرب آج مادی علوم کا خزانہ رکھتا ہے۔ قدیمی
ہندوستان کے مہاتما روحانی علوم کے بیش بہا جواہرات رکھتے ہیں۔ اس زمانہ کے عالم مادی علوم کے
معتقد ہر ایک شے کو مادی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس دنیا کی ہر ایک شے کا محض مادی پہلو
اُن کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اسی وجہ موجودہ دنیا میں جہاں ایک طرف دولت۔
مال۔ مملکت۔ حکومت اور طاقت کے عظیم الشان کرشمات نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف
دلی بے چینی۔ روحانی عذاب۔ ... چال بازی۔ باہمی مقابلہ۔ حسد و کینہ کے خیالات
سے انسانی زندگی محض وبال بن رہی ہے جس سے مخلصی کا ذریعہ تعلیم یافتہ لوگ یا تو عیش و عشرت
کے لوازمات میں یا مادی اشیا کی تحصیل کی خاطر طرح طرح کی ... حکمت عملی میں پاتے ہیں
انسانی زندگی کی روحانی برکت سے بے خبر۔ اس کائنات کو محض مادی خیال کرتے ہوئے
وہ اس کو دیکھ کر تمام عالم ہستی سے علیحدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ دین کو دنیا سے علیحدہ کرتے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ دنیا کو ہی آخرت سمجھتے ہیں۔ ایسی سوسائٹی میں مذہب فقط ایک فیشن کا کام دیتا ہے۔ مادی تہذیب نے انسان کو مادی اشیاء کا غلام بنا دیا ہے جنکے بغیر وہ اپنی زیست ہی ناممکن پاتا ہے۔ اسی واسطے وہ ان اشیاء کے حصول کی خاطر یا قبضہ قائم رکھنے کی خاطر طرح طرح کی ... چال بازی اختیار کرتا ہے۔

مغربی ممالک میں مدارج سوسائٹی اسی مادی ترقی کے رنگ میں رنگے ہوئے موجود ہیں مغربی سوشیل آرگنیزیشن انہی مادی خیالات کی عمارت ہے۔ مغربی لوگ ہر ایک کام میں اپنے ذاتی فوائد اور قومی نتائج کا ضرور خیال رکھتے ہیں۔ مغربی ذات پات قومی فوائد کے اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھتی ہے۔ مغربی ممالک میں ہر ایک گویا ایک ذات کی شاخیں ہیں جو اپنے ہر ایک ممبر کے حقوق کی حفاظت کو اپنا خالص فرض خیال کرتی ہیں +

ممبران اپنے اپنے گلڈ کی حدود کی حفاظت کرتے ہیں قومی ہمدردی کا خیال انہی وجوہات سے مغربی اقوام میں زیادہ زبردست موجود ہے۔ ہر ایک ممبر سوسائٹی اپنے حقوق اور فوائد کو سوسائٹی کی بہبودی اور بہتری میں شامل خیال کرتا ہے۔ انسان فرداً فرداً ایک دوسرے سے علیحدہ رہکر اپنی ترقی کو ناممکن پاتے ہیں۔ مغربی سوسائٹی نہایت عمدہ معنوں میں کشادہ خود غرضی کی سوسائٹی ہے۔ مگر اس کشادگی نے ہی اہل غرب کو آج تمام دنیا پر حاکم اور مالک بنا رکھا ہے +

ہندو رشی اس کشادگی کو صرف اپنی قوم پر محدود نہیں کرتے ہیں بلکہ تمام جیو ماتر کو اس میں حصہ دار بناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندو سوسائٹی کے ہر ایک مدارج میں جیو ماتر پر اوپکار کا خیال اس مضبوطی سے جانشین موجود ہے اس کشادگی نے اہل ہند کو کبھی تمام دنیا کا گرو بنا رکھا تھا +

(۳) ہندوستان کا زوال ایک سلسلہ وار ہے۔ اس زوال کا اندازہ اس معراج سے ہو سکتا ہے جن پر ہندو قوم زمانہ قدیم میں پہونچ چکی تھی۔ تاریخ دنیا میں بالکل نئی اقوام جن کے نام و نشان سے دنیا ناواقف تھی۔ دوران زمانہ میں چند اخلاقی صفات کی بدولت عظیم الشان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترقی و اقبال پاکر مالک حشمت و ملک ہو گئی ہیں - انکے اقبال کا ستارہ آج نصف النہار پر چمک رہا ہے - مگر مردہ قوم کے جسم میں خون زندگی کا داخل ہونا ایک امر محال ہے - بعض اقوام ایسی گر گئی ہیں کہ پھر ان کا نام و نشان - مذہب و ملت - تمدن و مملکت بالکل صفحہ ہستی سے غائب ہو گئے ہیں - اہل یونان - اہل روما - اہل مصر - اہل بابل تمام اپنی تہذیب کا نقشہ دنیا سے مٹا چکے ہیں - مگر بھارت آج نور زندگی سے دوبارہ منور ہونے کی امید رکھتا ہے - یہ امید بادی النظر میں تو خالص امید کے خلاف امید والی مثل نظر آتی ہے مگر بھارت کا ان آفات سے بچ نکلنا جن کے مقابلہ میں روما یونان اور مصر کی عظیم الشان تہذیب بالکل تباہ ہو گئی - ایک اعلے تاریخی سبق ہے - بھارت میں اسقدر انقلابات کے بعد مغربی روشنی - مشرقی علوم کا ایک جا ملاپ ایک معنی خیز واقع ہے - بھارت کی دوبارہ زندگی کا سوال ایک معمہ ہے جسکا حل اس ملاپ کا نیک نتیجہ حاصل کرنے پر منحصر ہے - مغربی تہذیب کے بیرونی کرشمات پر فریفتہ ہو بھارت کی برہم ودیا کے گراں بہا خزانوں کو ہاتھ سے کھو بیٹھنا سب سے اعلیٰ بدقسمتی ہے جو آج تک اس قوم پر واقع ہو سکتی ہے - مگر موجودہ بھارت باسی نہ تو اس برہم ودیا کو سمجھنے کے قابل ہیں اور نہ مغربی تہذیب کے اعلیٰ فوائد کو اپنا بنا لینے کے قابل ہیں یہی وجہ موجودہ ہندو قوم کی پریشانی کی ہے - ہمارے قدیمی منٹی ٹیوشن [illegible] بالکل خستہ حال ہو چکے ہیں ہر جگہ اصول بالکل مفقود ہو چکا ہے - لوگ مردہ جسم کو ہرگز دیر تک قایم نہیں رکھ سکتے - محض چھلکے پر قومی زندگی کا انحصار بالکل ناممکن امر ہے - اسی واسطے موجودہ تعلیم یافتہ گروہ اعتراضات پر کمربستہ ہے - اپنی حالت کو سدھارنے کے ناقابل - محض بد اعتقادی - ناستک پن پر گرویدہ ہو رہا ہے ایسے حالات میں قوم کے اندر نئی زندگی داخل کرنے کی خاطر یہ از حد ضروری ہے کہ نہایت صبر اور بردباری سے پاک محبت اور استقلال سے قومی تکالیف کا مناسب علاج کیا جاوے - قومی اخلاق کی درستی کیواسطے قومی روح کو پاک کیا جاوے +

(۴) مغربی اقبال کی دوسری وجہ شاید یہ ہے کہ آزادی کا خیال ہر ایک مملکت یورپ میں لوگ موشیل آزادی کو اعلے نعمت سمجھتے ہیں مغرب کے ہر ایک بشر کے اندر آزادی کا خیال طبعاً موجود ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مغرب میں ہر ایک قوم اپنے حقوق کو محفوظ رکھتی ہے اپنے بزرگوں کے قایم کردہ آئین کو قدم بقدم آگے لیجاتی ہے۔ مغربی لوگ عملی زندگی کے قایل ہیں وہ عالم فرضی میں بود و باش نہیں رکھتے ہر شخص اپنے ہر ایک کام کو پوری محبت سے نبھاتا ہے۔ یہ مبارک خیال تمام مغربی ارواح میں کم و بیش جاگزین ہے۔ یہ ایک زندہ قوم کا خاصہ ہے یہی خیال مغربی حسن انتظام و حسن تربیت کا موجب ہے مغربی لوگ وقت کی قدر جانتے ہیں انکی امور خانہ داری میں ہر ایک بات میں ضابطہ سے کام لی جاتی ہے بچے چھوٹی عمر سے اُن عادات کے خوگر بنجاتے ہیں یہی اصول مغربی حسن انتظام کا موجب ہیں یہ مغربی اقوام کی اخلاقی شجاعت اور قوی ہمت ہے۔ ملکی حب الوطنی اس سوشیل آزادی کی والدہ ہے۔ مغربی عالم قومی زندگی بسر کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔ انکا مذہب اور ایمان انکی قوم ہے۔ وہ دیگر مذہبی جھگڑوں اور فسادوں سے بالکل کنارہ کش ہیں +

مگر یہ تمام صفات باہمی مقابلہ و کشمکش کے خیالات کو دور نہیں کر سکتی ہیں بلکہ موجودہ دنیا کا عذاب ان صفات کی موجودگی میں حیرت وہ معمہ بن رہا ہے۔ اور [illegible] جھگڑوں کا بازار ہر طرف گرم ہو رہا ہے +

امریکہ کا مشہور باریک بین محقق ایمرسن تحریر کرتا ہے :-

"ہم خیال کرتے ہیں کہ ہماری تہذیب اپنے نصف النہار پر پہنچ گئی ہے۔ مگر ہم ابھی تک مرغ سحر کی آواز ہی سن رہے ہیں۔ ہماری وحشیانہ سوسائٹی میں اخلاق کا اثر ابھی تک اپنی ابتدائی منزل میں ہے ...... محبت کی طاقت کو سوسائٹی کا مرکزی اصول بنانے کا آجتک کبھی موقعہ نہیں دیا گیا ہے ہمیں یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ دنیا میں سب کچھ برباد ہو جائیگا۔ اگر ہر ایک نرم دل معترض کو مجالس میں اپنا حصہ لینے کیواسطے مجبور نہ کیا جاوے اور نہ ہی اس قسم کے شکوک دل میں پیدا کرنے چاہئے کہ سڑکیں اور ڈاکخانجات بند ہو جاوینگے۔ جبکہ ہمیں [illegible] شخص ختم ہو جاوینگی۔ کیا ہمارے قوانین ایسے عمدہ بن گئے ہیں کہ تمام مقابلہ کا خیال معدوم ہو گیا ہے کیا دوستی اور محبت کے رشتہ میں منسلک ہو انسان بہتر طریق ایجاد نہیں کر سکتے دوسری جانب بزدل لوگ بیہودگی طاقت کی محرومی سے خوف نہ کھائیں جبتک انسان خود غرض رہینگے تبتک تمدنی بنیادیں شکستہ رہینگی۔ دنیا کی بڑی بڑی ہستیاں اور مہذب اقوام نہایت اعلے تعلیم یافتہ اشخاص میں بھی اخلاقی عنصر پر اعتقاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور نہ ہی دنیاوی یگانگت میں اسقدر یقین ہے کہ سوسائٹی بغیر بیرونی بندشوں کے قائم رہ سکتی ہے جیسے کہ نظام شمسی قائم ہے یا کہ انسان بغیر جیلخانہ یا مال کی ضبطی کے خوف کے نیک اور معقول بن سکتے ہیں +

(۵) تاریخ بھارت مذہبی آزادی کی تاریخ ہے - یہاں عذاب دینا یا عذاب روا رکھنا

اخلاقی معراج

دونوں قابل نفرت امور ہیں - ہندو نہ کسی کو ستاتا ہے اور نہ کسی جیو کو ستانے کے فعل کو روا رکھتا ہے - وہ ہر ایک مخلوق کی طرف نگاہ رحم ڈالتا ہے - کسی کا کوئی اعتقاد ہو - کوئی ایمان ہو - وہ اس ایمان کے واسطے اپنے مالک کا ذمہ وار ہے - اسکا حساب کتاب خالق مخلوقات سے ہے - انسانوں سے اسکا اعتقاد صرف اس صورت میں قابل باز پرس ہے جب کہ وہ دوسروں کے اعتقاد یا امن میں خلل انداز ہو - خالص ہندو ہر ایک کے اعتقاد کی عزت کرتا ہے - بلکہ جس منزل پر وہ کھڑا ہے اسکو اس سے آگے جانے کی خاطر سعی کرتا ہے ویدانت اسکا اعلیٰ فلسفہ ہے - جو ہر ایک بشر کو شانتی اور سنتوش کا پیغام سناتا ہے سب طرف پریم کا اظہار کرتا ہے - ہندو کبھی انتقام کی آگ نہیں جلاتا ہے - وہ مذہبی اعتقاد پر آگ جلانا سخت مکروہ اور گناہ کبیرہ خیال کرتا ہے - تمام راستے اسکے خیال میں ایک ہی منزل مقصود پر جاملتے ہیں - معتقد کو اعتقاد نیک رکھنا چاہیئے - اپنے اعتقاد کی پیروی نیک طریق پر کرنی چاہیئے - پھر مقصد کا حصول لازمی شرط ہے - جس کی انسان پرستش کرتا ہے اسی کو حاصل کرتا ہے - بد اعتقاد بدمزاج بنتے ہیں - جسکا معبود مکروہ ہے وہ خود بھی مکروہ بن جاوے گا - اسواسطے نیک معبد - نیک معبود - اور نیک اعتقاد لازمی ہیں - بد اعتقادی باطل پرستی سے بھی بری بلا ہے یہ عابد کو ایسے چاہِ ضلالت میں غرق کرتی ہے جس سے پھر نکلنا محال ہو جاتا ہے +

ہندو دھرم سب چرند - پرند - نباتات - حیوانات - انسان کو امان بخشتا ہے - اوّل ہی اول اس دھرم نے اپنے پیٹ کے واسطے دوسروں کی جان ذبح کرنا پاپ ٹھیرایا ہے - عیسائی - موسائی - اور اسلامی آئین حیوانات پر کوئی رحم نہیں رکھتے - حیوانانی قربانی حلال اور کفارہ کے واسطے لازمی شرط ٹھیرائی جاتی ہے - بے زبان جانداروں کے گلے پر انسانی گناہوں کی تلافی کے واسطے چھری رکھی جاتی ہے - گویا مالک کائنات کی خوشی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسکی اپنی محنت سے پیدا کردہ سرشٹی کی بلا وجہ اور بلا قصور تباہی میں ہے - یہ سب کچھ حضرت انسان کی عجیب اختراع کردہ فلاسفی ہے - ان ہی خیالات کے لوگ اپنی جان کو عزیز اور حیوانات کی زندگی کو اپنی خاطر پیدا شدہ خیال کرتے ہیں - گویا انسان کا اشرف المخلوقات ہونا شر الملائکت ہونا ہے - ہندو دھرم گوشت خوری کو مہا پاپ ٹھیراتا ہے - انسان کی ہستی اس زمین پر تمام اقسام کی ہلاکت کو دور کرنے کے واسطے ہے نہ کہ ازدیاد کرنے کے واسطے - اس موقعہ پر گوشت خوری اور نباتاتی غذا کے مضمون کا امتحان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا +

(۶) نیچر جوں جوں خون خواری سے منزل بمنزل بڑھتی جاتی ہے وہ اپنے اندر دیا اور دھرم کا بھاو آشکارا کرتی جاتی ہے - خون خوار حیوان مثلاً بھیڑیا - چیتا وغیرہ عموماً بزدل - ریاکار حیلہ ساز ہوتے ہیں جب کہ نباتات پر زندگی بسر کرنے والے حیوان عموماً بہادر - قوی ہیکل - راستی پسند - نیک رو ہوتے ہیں مثلاً گینڈا - ہاتھی - گھوڑا - بیل وغیرہ - اسی واسطے زیادہ تر مفید ہوتے ہیں - جس قدر معصومیت بڑھتی جاتی ہے حیوانات کا مفید پن بڑھتا جاتا ہے - حضرت انسان کے قالب میں پہونچکر نیچر اپنی اصلی خوبصورتی کو عیاں کرنے کا موقع حاصل کرتی ہے جب انسان نفسانیت کا غلام بن قدرتی زندگی سے انحراف کرتا ہے تو گویا قدرت کے پاکیزہ اصول کو جان بوجھ کر توڑتا ہے گوشت خور حیوان پانی کو چاٹتے ہیں - زبان سے پانی کو چاٹ کر پیتے ہیں گھونٹ بھر کر ہرگز نہیں پیتے ہیں - برخلاف اسکے وہ حیوان جو محض نباتات پر گزران کرتے ہیں پانی کو گھونٹ بھر کر پیتے ہیں - چونکہ انسان بھی پانی کو گھونٹ بھر کر پیتا ہے اور چاٹتا نہیں ہے اسواسطے یہ صریحاً ظاہر ہے کہ قدرت کا منشا کیا ہے - انسان کے دانت

گوشت خوری

اور اندرونی انتڑیوں کی ساخت اسکی زیادہ تر شہادت دیتی ہے کہ وہ ہرگز گوشت کھانے کے واسطے نہیں بنایا گیا ہے - مغربی ممالک میں سائینس اور قدرت کی تحقیقات اہل علم کی توجہ گوشت خوری سے نباتاتی غذا کی جانب مائل کر رہی ہے - مغربی ممالک میں نباتاتی غذا کو ہی انسانی غذا قرار دینے والی [illegible]) سوسائٹیاں بڑھ رہی ہیں - اگرچہ ان کا اثر ابھی تک خاص حدود کے اندر ظاہر ہوا ہے مگر تاہم قابل داد ہے - امریکہ - انگلینڈ - اٹلی - تمام مہذب ممالک میں ہاریک بیں عالم گوشت خوری اور حیوانات کشی کے خلاف اعلان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دے رہے ہیں کہ یہ آخر مادی تہذیب کی بربادی میں جزو اعلیٰ بنے گی - جو لوگ قدرتی زندگی کو محض اپنے لطف کی خاطر تباہ کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں وہ گویا قدرت کے نہایت عمدہ سبزہ زار کو بلا وجہ برباد کرتے ہیں ؛

انگلستان کا ایک بڑا محقق آدم سمتھ ارقام فرماتا ہے - " برٹش مملکت میں سب سے بڑی خوبصورت عورتیں عموماً آئرلینڈ کے ادنیٰ باشندگان سے پیدا ہوتی ہیں جنکی عموماً غذا آلو ہوتی ہے لنکاشائر اور کے شائر کے دہقان جو عموماً چاچھ اور آلو پر گزران کرتے ہیں انگلستان میں سب سے بڑی خوبصورت نسل ہیں - ویلز - ناروے - سویڈن - روس - ڈنمارک - پولینڈ - جرمنی - روم - یونان - سوئزرلینڈ - ہسپانیہ - پرتگال اور یورپ میں تقریباً ہر ایک ملک - روس کے نہایت شمالی حصہ سے جبرالٹر کے انتہا تک کے دہقان لوگ خاص طور پر اور اکثر کلی طور پر نباتاتی غذا پر گزران کرتے ہیں - اہل ایران - اہل ہنود - اہل برہما - اہل چین - اہل جاپان - اور جزائر مشرقی ہند کے باشندگان - ہمالیہ پہاڑ کی اقوام اور درحقیقت اکثر اقوام ایشیاء نباتاتی غذا پر گزران کرتی ہیں قدیمی اہل مصر اہل ایران خصوصاً نباتاتی غذا پر انحصار رکھتے تھے - موجودہ زمانہ کے مصری لوگ - اور اہل حبش جنکی جسمانی طاقت مشہور و معروف ہے - عام طور پر نباتی غذا پر گذران کرتے ہیں - بہادر اہل سپارٹا - جو جسمانی طاقت یا توانائی کے واسطے - تکالیف کو برداشت کرنے کی قابلیت میں شاید تمام اقوام کی تاریخ میں لاثانی ہو گزرے ہیں - خالص نباتاتی غذا پر انحصار رکھتے تھے - جب انہوں نے اس غذا سے انحراف کیا انکی قوم کا جلدی ہی ستیاناس ہو گیا - اہل یونان - اہل روم کی افواج ان اقوام کی نہایت اعلیٰ اقبال مندی اور فتوحات کے زمانہ میں خالص طور پر نباتاتی غذا پر زندگی بسر کرتی تھیں - ملک یونان کی نیزہ بازی وغیرہ کھیلوں میں جہاں طاقت اور جسمانی قابلیت کا پورا پورا امتحان ہوتا تھا نباتاتی غذا کی خاطر ہمیشہ تاکید کی جاتی تھی - لیکن جب گوشت خوری کا استعمال رائج ہوا - وہ طاقتور جانباز پہلوان بالکل کاہل اور سست مزاج بن گئے - دو تہائی سے تین چوتھائی تک تمام انسان روز پیدائش سے آجتک عموماً اور خصوصاً نباتاتی غذا پر زندگی بسر کرتے رہے ہیں - اور ہمیشہ جب ان کو اچھی اور عمدہ نباتاتی غذا کھانے کو ملتی رہی ہے اور انکی عادات اور حرکات ٹھیک اور مناسب رہی ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ طاقت ور جسیم - اور اپنی نیچر کی تمام اطراف میں عمدہ طور پر خوبصورت اور باسلیقہ رہتے ہیں ٭
نباتاتی غذا انسان کی قدرتی غذا ہے - ہندو رشی اسکے مکمل طور پر عامل رہے ہیں - گوشت خور
لوگ اس قدرت کے اعلیٰ راز مفہوم کرنے کے ہمیشہ ناقابل ہوتے ہیں - دنیا کے تمام بڑے
بڑے محقق اس عیب سے ہمیشہ مبرا رہے ہیں - حقیقی خیرخواہ عالم ہمیشہ اس گناہ سے آزاد
رہے ہیں - سر آئیزک نیوٹن - جان ہاورڈ وغیرہ بڑے مشہور نام ہیں - تحقیقات علمی کے لحاظ
سے اول نام برگزیدہ دنیا ہے - وسیع فیاضی اور سخاوت کے میدان میں جان ہاورڈ تمام
مفلسوں اور بے کسوں کا مددگار رہا ہے - مگر یہ دونوں نیک خیال محب دنیا نباتاتی غذا پر ساری
عمر گذران کرتے رہے ہیں ٭

تاریخ اس امر کا مکمل ثبوت دیتی ہے کہ گوشت خوری کسی قوم کو بہادر اور شجاع بنانے میں ہرگز
مددگار نہیں بنتی - بلکہ اس کے برخلاف مبتلائے کاہلی سستی - عیاشی اور نفس پرستی بناتی
ہے - موجودہ منچوریا کی جنگ اعظم میں روسی سپاہی عموماً گوشت خور تھے برخلاف اسکے
جاپانی خاص طور پر نباتاتی غذا پر اوقات بسر کرتے تھے - مگر ہر ایک جنگ میں شروع سے آخر
تک جاپانی فتح یاب رہے ٭

قومی اقبال قومی عادات کا معلول ہے - ہر ایک قوم اپنی عمارت اقبال کو خود ہی بناتی اور
خود ہی مسمار کرتی ہے غذا قومی عادات کے بنانے میں سب سے اعلیٰ جز ہے - غذا سے جسم
غذا سے ہی دل - غذا سے ہی خیالات اور خواہشات بنتی ہیں - جس شخص کی غذا ناپاک ہو
اسکے دل میں اعلیٰ اور پاک خیالات ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے - سائینس کا مقصد انسان کو حیوانات
کی امداد سے آزاد کر دینا ہے انسان کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس قدرت کے بے زبان -
معصوم جانداروں کو اپنی لذت کا شکار بنائے یہ سب ظلموں سے سخت ظلم ہے کہ انسان
شہوت اور لذت کے غلام بن ان بے زبان مخلوقوں کو اپنی چند منٹوں کی لذت کی خاطر ہلاک
کرتے یا کرواتے ہیں اس لذت پر دل دادہ اصحاب نے اپنے مطلب کی ہزاروں دلائل
گھڑ رکھی ہیں اگر ہم جانوروں کو نہ کھاتے تو انکی تعداد اسقدر بڑھ جاتی کہ تمام زمین ان سے بھر جاتی
خدا نے ان کو ہماری خاطر پیدا کیا ہے وہ بروز قیامت خدا سے فریادی ہوں گے کہ ہم کو انسانو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری

نے نہیں کھایا - یہ عجیب فلسفہ ہے - کوئی ان منطق دان اصحاب سے دریافت کرے کہ کیا چیتے - شیر - درندے خدا سے فریادی نہیں ہوں گے کہ انسانوں نے ہم سے بھاگ کر شہروں میں کیوں پناہ لی - وہ ہماری غذا تھے - انہوں نے ہماری خاطر آپ اپنے کو خود بخود ہمارے سامنے پیش کیوں نہ کیا - اگر جانوروں کی زیادتی سے زمین بھر جاتی ہے تو کیا انسانوں کی زیادتی آبادی سے زمین نہیں بھرتی - تو پھر اس صورت میں کیا انسانوں کو لازم نہیں ہے کہ وہ درندوں کی غذا بنیں - اور زمین کا بوجھ ہلکا کر دیویں - یہ ایسے ہی منطق دان اصحاب کی بدولت ہے کہ لاکھوں جانیں ہر روز اس پاک زمین پر محض حضرت انسان کی لذت کا سامان بہم پہنچانے کی خاطر ہلاک ہوتی ہیں - کیا موت کی سزا موت نہیں ہے کیا یہ غلط ہے کہ جو خنجر اٹھاتے ہیں وہ آخر خنجر سے ہی قتل ہوتے ہیں - کائنات کی ہر ایک جان قیمتی ہے - اس سرشٹی میں ایک ذرہ بھی بلا ضرورت نہیں ہے - جو اشخاص اس کائنات کے انتظام کو بگاڑتے ہیں وہ گویا مخلوقات کو عذاب میں ڈالتے ہیں - وہ مویشی جنگی انسان کو اپنے ہر ایک کام میں اشد ضرورت ہے برباد ہوتے ہیں - آج بھارت کو کیسی کم بختی کا سامنا کرنا پڑا ہے گائے اور بیل کی کثرت ہلاکت نے دودھ اور گھی بھارت باسیوں کے ہاتھ سے کھو دیا ہے لیکے دل و دماغ اب وہ اعلٰے خیالات کو کیسے پیدا کر سکتے ہیں جو انکے آبا و اجداد کی جائداد تھے جس قوم کی غذا خراب ہو جاوے اسکا جسم و دل کس طرح مقوی اور طاقتور رہ سکتا ہے - یہ ایسے سوالات ہیں جنکے جواب میں سوائے مصمم حکم رہنے کے اہل ہند کو کوئی دوسری تدبیر نظر نہیں آ سکتی اسواسطے سب سے اعلیٰ فرض اہل ہنود کا یہ ہے کہ وہ گھر - گھر - گاؤں - گاؤں شہر بہ شہر - اس نیک خیال کا پرچار کریں کہ لوگ مویشیوں کی ہلاکت سے باز آویں - جو شخص اپنی لذت کی خاطر جانوروں کی ہلاکت کا موجب بنتے ہیں وہ نہیں محسوس کرتے کہ وہ کتنی بڑی ذمہ داری اپنے سر پر لیتے ہیں - جانور ہلاک ہوتا ہے مگر اپنے عارضات جسمانی اور اخلاقی دشمنوں کو اپنے گوشت خور دشمنوں کے حوالہ کر جاتا ہے - جنکے سبب زندگی اکثر اوقات محض وبال بن جاتی ہے - حیوانی عارضات انسانی اجسام میں سرایت کرتے ہیں - اور انسانی آنتوں کی زیادتی میں غضب ڈھاتے ہیں - منو مہاراج فرماتے ہیں ÷ ؀

٭ جس کا گوشت میں یہاں کھاتا ہوں وہ آئندہ میرا کھاویگا - ایسا ہی مہاتما فرماتے ہیں - یہی مانس کا فلسفہ ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

मांसभक्षयिताऽमुत्र यस्यमांसमिहाद्म्यहं ।

एतन्मांसस्य मां सत्वं प्रवद न्ति मनीषिणः ॥

پس ہندو دہرم کا اصلی اصول دیا ہے۔ دیا دہرم کا مول ہے۔ شجاعت کی کان ہے

دیا دہرم کا مول کیا

جس دل میں دیا نہیں وہ بالکل کمزور۔ بزدل۔ اور مکروہ دل ہے۔ دیاوان ہی اصلی بہادر ہوتے ہیں۔ کرن یدھشٹر کیسے دیاوان تھے مگر اپنے زمانہ میں دونوں لاثانی بہادر تھے۔

بھارت کے بہادروں میں یہ صفت ہمیشہ رہی ہے۔ دہرم کا سب سے اعلی معراج دیا ہے۔ دل سے۔ زبان سے۔ ہاتھ سے کسی کو ہرگز مت ستاؤ۔ سب کی طرف پریم کی نگاہ ڈالو۔ پھر دشمن دوست بن جاتے ہیں۔ منو مہاراج فرماتے ہیں۔ جو اس سنسار میں ایکتا ہی کو دیکھتا ہے اسکو کسی سے خوف دہراس کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو کسی کو آزار نہیں دیتا جسکے دل سے آزار دینے کا خیال دور ہو جاتا ہے اسکے سامنے کائنات کی تمام آزار دینے والی طاقتیں شانت ہو جاتی ہیں ✣

مہاتما بدھ دیو نے اس اصول کو اپنی تمام تعلیم کا مرکزی اصول ٹھیرایا تھا۔ جہاں جہاں بدھ دیو کی اس پاک تعلیم کی شعاع پہنچی۔ حیوانات اور انسان کو امان ملا۔ اخلاق دنیا کے اندر نمودار ہوا دیا ہی سچی آزادی کا معبد ہے۔ جہاں دیا نہیں وہاں آزادی کا خیال بالکل عنقا ہے۔ ایک دفعہ اس بھاو کی صادق روشنی سے انسانی زندگی کو منور کرو۔ حاکم محکوم۔ رعایا اور بادشاہ ایک ہی رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ انسانی تقسیم اور باہمی مقابلہ کے تمام جھگڑے تفرقے خود بخود مٹ جاتے ہیں ✣

زندگی شطرنج بازی کی چالوں میں صرف ہونے کے بجائے تمام مخلوقات کی بھلائی۔ ہمدردی اور محبت میں صرف ہوتی ہے۔ تم دوسروں کی تکلیف میں ویسے ہی حصہ دار بننے کی آرزو کرتے ہو۔ دل کی وسعت خیالات کی پاکیزگی خود بخود سب کو راغب محبت و ہمدردی بناتی ہے۔ تنگ دلی۔ کم ظرفی۔ خود غرضی خود بخود انسانی دلوں سے کافور ہوتی ہے۔ جب سے بھارت سے بھاو اٹھا ہے یہاں ریاکاری۔ کمینگی۔ ضمیر کشی اور حیوان کشی نے ڈیرا جمایا ہے۔ لوگ ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اخلاقی شجاعت صادق قربانی کا خیال انکے جیون سے ویسے ہی معدوم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے جیسے کہ انکے آباؤ اجداد بہادروں کے دلوں سے سہ ہمتی کا خیال معدوم تھا ٭

(۸) حب الوطنی عجب طاقت ہے۔ مغربی تہذیب کی پیشانی پر یہ الفاظ سنہری حروف میں کندہ ہیں ان ایام میں جرمنی۔ امریکہ اور اٹلی کی اقبالمندی حب الوطنی کا اعلےٰ کرشمہ تھا یہی حب الوطنی مغربی اقوام کو ان کے مفتوحہ ممالک میں قومی محبت کے سلسلہ میں منسلک رکھتی ہے۔ یہی مغربی اقوام کی تمام طاقت کا مصدر ہے مغربی اقوام کی تمام انتظامی طاقت اسی کی بدولت فروغ حاصل کر سکی ہے۔ یہی مغربی اخلاقی طاقت ہے مغربی حب الوطنی واقعی قابل آفرین ہے۔ مغربی تہذیب اسی حب الوطنی کی عمارت ہے۔ وہ لوگ اپنی احاطہ زمین دیا کرتے ہیں۔ اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ انکے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں مغرب کا اصلی مذہب یہی آزادی ہے۔ وہ لوگ اپنے معاملات میں ہر ایک قسم کی قربانی و فراخدلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس دنیا میں کمینہ روح سب سے بڑھکر مکروہ چیز ہے۔ جس روح کے گرد کمینگی کا پردہ چھا جاتا ہے اس کا دوبارہ زندہ ہونا امر محال بن جاتا ہے۔ کمزور دل ہمیشہ کمینہ ہوتے ہیں ٭

مغربی تہذیب کا اعلےٰ عنصر

(۹) اس جہاں میں ایک قسم کی جنگ جدل ہر ایک کثیف طبقہ عالم پر موجود ہے۔ نباتات۔ حیوانات انسان سب طبقات میں یہ باہمی کش مکش اپنا اثر نمایاں کر رہی ہے۔ ہر ایک باغ میں جہاں کمزور درخت موجود ہوں وہاں بڑے بڑے طاقتور درخت لگاؤ۔ کمزور پودے خود بخود رفتہ رفتہ غائب ہو جاوینگے۔ پھر انکی پیدائش اس زمین میں ناممکن ہو جاوے گی۔ جس جنگل میں کمزور حیوان موجود ہوں وہاں طاقتور حیوان لا کر چھوڑ دو کچھ عرصہ بعد کمزور حیوان خود بخود غائب ہو جاوینگے۔ نئے حالات میں کمزور درخت۔ کمزور حیوان ہرگز زندہ نہیں رہ سکتے۔ وہ اپنے آپ کو نئے حالات کے مطابق نہیں پاتے۔ اور نہ اپنے آپ کو انکے مطابق بنا سکتے ہیں اسواسطے معدوم ہو جاتے ہیں۔ قدرت طاقتور کی مددگار ہے۔ کمزور کی دشمن ہے۔ جب کوئی جاندار کمزور ہو جاتا ہے موت کے سپرد کیا جاتا ہے قدرت کسی کے واسطے خاص رعایت ملحوظ نہیں رکھتی۔ یہی نقشہ انسانی عالم میں ظہور میں آتا ہے۔ تاریخ دنیا کو غور سے پڑھئے جن ممالک میں اعلےٰ اور ادنےٰ اقوام کا واسطہ پڑا ہے جہاں ایک طاقتور اور کمزور قوم کا تعلق پڑا ہے

طبقات عالم میں کش مکش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ عرصہ بعد کمزور قوم نئے حالات کی نامطابقت سے معدوم ہو گئی - جیسے امریکہ میں مغربی اقوام کی بود و باش کے بعد امریکہ کے اصلی باشندے غائب ہونے شروع ہوئے - کچھ تو ہلاکت سے - کچھ شراب خوری سے - کچھ مغربی بدعادتوں کے اختیار کرنے سے نیست و نابود ہونے لگے - یہی حال آسٹریلیا کا ہوا - وہاں کے اصلی باشندے اب برائے نام کہیں کہیں دیکھنے میں آتے ہیں - یاد رکھنا چاہیئے کہ اخلاقی نور سے منور لوگ ہی اس صفحہ ہستی پر ہر ایک اقسام کے حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں - کمزور اور کمینہ لوگ ہمیشہ خوار و خستہ حال ہوتے ہیں آتما ہی تمام طاقتوں کا مخزن ہے جہاں اسکے تمام بیرونی تعلقات ٹھیک رکھے جاویں وہاں یہ اپنی طاقت کا انکشاف پورے طور پر کرتا ہے - جسم تندرست ہو - دل درست ہو - پھر دیکھو خدائی جلال کیسے چمکتا ہے - جہاں جسم طاقت سے خالی - دل اخلاق سے خالی ہو - وہاں بربادی لازمی امر ہے ؛

(۱۰) تاریخ دنیا میں شائستہ اقوام - اہل مصر - اہل یونان - اہل روما کے عروج و زوال کی تاریخ کو غور سے پڑھیئے مفصلہ بالا اصول کیسے حیرت ناک طریق سے کام کرتا ہے - ان اقوام کے عروج کے ایام میں ہر ایک شخص کیسی زبردست دلاوری سے قومی بہبودی پر اپنی جان نثار کرتا ہے - اپنے آرام کو قربان کرتا ہے تاکہ اسکے اہل وطن آرام کی زندگی بسر کر سکیں - سپارٹا کی عورتیں ایسے مبارک بچے جنتی ہیں جو یونان کے واسطے دیوار آہنی سے بھی زیادہ مضبوطی کا کام دیتے ہیں - ایتھنز کی عورتیں نہایت اعلیٰ فلسفہ دان - عالی دماغ - مبارک ارواح اس صفحہ ہستی پر پیدا کرتی ہیں - اسلئے آدمی نواس اور اسکے بہادر سپاہی سپارٹا کی بہادری کو اس وقت تک یاد دلاتے ہیں - سکندر کی وہ خوفناک فوج انہی سپارٹا کے بہادروں کی بدولت دارا کے عظیم الشان لشکر کو تباہ کر سکتی تھی - مگر اہل یونان محض جنگجو بہادر نہیں تھے - وہ اخلاقی برکات سے بہرہ ور تھے - عقلمند - رحیم - سخی مزاج اور وسیع الخیال تھے - سقراط - افلاطون - ارسطو جیسے نیک خیال - نیک معاش - بیدار مغز ارواح یونانی تہذیب کے باغ میں نہایت خوش بودار پھول ہیں - جنکے نزدیک جانے سے انسان کا دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے - افلاطون ساری عمر مجرد رہا - اسکے پتا تام بن - تیج - روحانیت کی ترقی میں لگا دیا - جب تک روحانی اور جسمانی طاقتیں یونان میں ہم رکاب چلتی رہیں - اہل یونان دشمنوں کی نظر سے محفوظ - اپنی زندگی کا ثمر اس زمین پر حاصل کرتے رہے - جب یونان کا روح گر - لذت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نفسانی کا خیال اہل یونان کے دلوں میں جانشین ہوا - آرام و دولت نے انکی زندگی کو عیاشی کی جانب مائل کیا - وہ لوگ جو اپنی عافیت کے خیال کو سب سے آخر خیال رکھتے تھے اپنی نفس پروری کو زیست کا مقصد شمار کرنے لگے +

[illegible] کے خیالات یونانی دماغ میں پھیل گئے - طرح طرح کے اختراعات عیش پرستی

یونان کیوں گرا

میں ایجاد ہونے لگیں - کا نتیجہ کے لوگ ہر روز نفس پرستی کا نیا نسخہ گڑھنے لگے آہستہ آہستہ یہ زہر ساری قوم میں پھیل گیا - طاقت جسمانی لذات میں صرف ہونے لگی - طرز معاشرت اور طریق تمدن سے یونانی بالکل لاپرواہ ہوئے - تو یونان دیگر ممالک کا غلام و مطیع بنا - یونانی دیگر زبردست اقوام کے مطیع بنتے اور ایسے گرے کہ پھر اٹھنا محال ہو گیا - آج عرصہ ڈیڑھ ہزار سال کا ہو گیا وہی سپارٹا - ایتھنز موجود ہیں مگر وہ عورتیں اور مرد آج صفحہ ہستی سے گم ہیں - جنہوں نے یونان کے نام کو روشن کیا تھا - تاہم بزرگوں کا خون کبھی کبھی یونانی رگوں میں متحرک ہوتا ہے چنانچہ ١٨٢١ء کی جنگ و جدل اور یونانی آزادی کا اعلان اسی جوش کا ایک نتیجہ تھا - مگر وہ عالمگیر طاقت اب اہل یونان کے دل و دماغ سے کوسوں دور ہے جو انکے بزرگوں کے اندر ہمیشہ جلوہ گر تھی - یونان گرا کیونکہ اسکے اندر اپنے وسیع اسباب تجارت - اپنی ملکی دولت کا بھی استعمال کرنے کی قابلیت نہیں تھی - لوگ عیش پرستی کے خواہاں اور دوپہر ملکی دولت کی بربادی کو اپنا لطف خیال کرنے لگے عوام الناس کا طرز تمدن ملکی اقبال مندی کو ہرگز دیر تک قائم نہ رکھ سکتا تھا - صنعت حرفت تجارت غلاموں کے ہاتھ پڑی - یونانی دماغ نفسانی اختراعات میں لگا - اور ملک تباہ ہوا +

(١١) اہل روما کی اخلاقی صفات اس وقت تک مغربی اقوام میں عیاں نہیں ہو سکیں - وہ

روما کیوں گرا

لیاقت بروانہ مان - وہ شجاعت و قربانی - وہ عزت و حرمت قومی حقوق کی حفاظت اب دنیا میں شاذ و نادر ہی اپنا جلوہ دکھاتی ہے جو اہل روما کی روزمرہ زندگی کا شیوہ تھی - رومن اپنی جان اپنی عزت کی خاطر نثار کرنا ہمیشہ فخر خیال کرتا ہے - خود غرضی اور دیانت داری رومن کی نظر میں موت زندگی کا سوال ہے - جینا وہی بھلا ہے جو نیک نامی اور عزت کے ساتھ ہو ورنہ مرنا بھلا ہے یہ رومن زندگی کا ماٹو ہے - تمام رومن جاہ و جلال کی بنیاد اسی اخلاقی وصف پر رکھی گئی تھی - رومن اپنی دیانت داری میں کمال اعتبار رکھتا ہے - اپنی عزت کو بخوبی سمجھتا ہے - ایک ایک زندگی کی مطالعہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں بروٹس کے اخلاق کو۔ اسکی عورت پورشیا کی وفاداری کو ملاحظہ کریں۔ بروٹس نیکی کا عابد ہے بدی کا دشمن ہے۔ بدی اور ظلم خواہ شاہنشاہ سیزر کی شکل بنکر آوے لیکن وہ ضرور اسکو کچلے گا۔ وہ بدی کو دنیا میں سرفراز دیکھنا گوارا نہیں کرسکتا۔

درجل کے کارنامے۔ مارکس ریبوری سس کی دانشمندی اگسٹس سیزر کی فتوحات یادگار زمانہ ہیں۔ رومن لوگوں کا طریق تمدن۔ متقنن دماغ۔ مصوری اور سنگ تراشی۔ اسوقت تک یادگار روزگار ہیں آخر رومن بادشاہوں کی عیش پرستی۔ انکے درباریوں کی نفس پروری نے اہل روما کا دل تماشاؤں میں لگایا۔ وہ نفیس دماغ جو علمی تصانیف کا شغل رکھتا تھا نفس پرستی کے اختراعات میں مصروف ہوا۔ قومی خزانے تماشہ گاہوں پر صرف ہونے لگے۔ ان تماشہ گاہوں کے کھنڈرات اسوقت تک شہر روما کے باہر رومن تہذیب کی بربادی کا نقشہ ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ ان تماشہ گاہوں میں سینکڑوں بندگان خدا غلام شیروں کے پنجوں سے ہلاک ہوتے تھے اور ہر تماشہ بین اصحاب خوش ہوتے تھے۔ ایک طرف عیش پرستی کا یہ عالم ہو گیا کہ تمام در و دیوار پر فحش تصاویر کندہ تھیں۔ دل ناپاک بنے۔ جسم کمزور ہوئے۔ دوسری طرف حکام کی بے جا زیادتی نے رہا سہا کام قوم کا تباہ کیا۔ تجارت و صنعت قوم کے ہاتھوں سے حکام کے ہاتھ میں جا پہنچی۔ دولت مند عیاش اور غریب بیکار ہوئے حتیٰ کہ آخری ایام میں محض غلام اہل روما پر حکومت کرنے لگی۔ آخر قومی روح گرا۔ اور رومن حکام کو اپنے جبر و ظلم کی پاداش میں گرفتار ہونا پڑا۔ قدرت کی خوفناک طاقتیں غضب میں آئیں۔ اور حملہ آور اقوام رومن عیاشی کے تماشہ گاہوں کو برباد کرنے کے واسطے روما پر حملہ آور ہوئیں۔ نہ روما رہا نہ اسکا جاہ و جلال بچا سب کچھ آگ و تباہی کی نذر ہوا۔ اٹلی مطیع ہو گیا اور سینکڑوں برس مطیع رہا:

(۱۲) تاریخی نظر سے اہل روما کی تباہی ونڈال اور گاتھ اقوام کے ہاتھ سے۔ اور اہل ہند کی تباہی اسلامی افغانی حملہ آوروں کی تلوار سے دونوں یکساں واقعات ہیں۔ دونوں اقوام کی تباہی کے اسباب بھی قریباً قریباً یکساں ہیں۔ تاریخ اپنے نتائج کو دہراتی ہے۔ قومی زوال ہر جگہ اخلاقی اور روحانی زوال کا معلول ہے۔ یعنی روحانی زوال ہر جگہ علت ہے پولیٹیکل زوال معلول ہے جب تک کسی قوم کے اندرونی اجزا میں فرق نہیں آتا۔ تب تک اس قوم کا رخ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہووے زوال نہیں ہوتا۔ یونان اور روما کے معبد ناپاک ہوئے۔ انکے مزاج بگڑے۔ ان کا اخلاق تمدن و معاشرت خستہ حال ہوا۔ دل عیاش اور دماغ عیاشی کے اختراعات میں لگا۔ جسم کمزور اور دل بزدل بنا۔ اور سارا قومی نقشہ پلٹ گیا۔ تاریخ بھارت میں ہندوستان کا زوال عین یہی رخ اختیار کرتا ہے اگرچہ پیرایہ میں کسی قدر اختلاف ہے۔ بھارت کے مندر اول ہی اول ناپاکیزگی کا شکار ہوئے۔ سوم ناتھ کے بڑے مندر سے لیکر چھوٹے دیوستھان تک تمام میں بداعتقادی کا۔ بداخلاقی کا بیج بویا گیا۔ دیوپوجا بجائے اخلاقی جلوہ قائم رکھنے کے عموماً دربار آچار میں تبدیل ہوئی۔ مندروں میں ہزاروں عورتوں اور مردوں کا یکجا ملاپ بجائے اخلاقی طور پر مفید بننے کے شہوت پرستی اور عیاشی کا موجب بن گیا۔ اسی واسطے بھارت کے زمانہ ادبار میں اول ہی اول یہ مندر افغان فاتحوں کے ہاتھ سے مسمار ہوئے +

جس قوم کی عبادت کا یہ حال ہوتا ہے سوشیل سسٹم میں بے اعتدالی لازمی شرط ہے۔

ہندوستان کیونکر گرا

براہمن خالص خودانکاری کی زندگی بسر کرنے کے بجائے نفس پرستی کے خواہاں ہوئے۔ کھشتری دھرم اور دیش کے محافظ رہنے کے بجائے تنگ خیالی۔ کم ظرفی میں مبتلا اپنے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کو قوم کے وسیع و متبرک پلیٹ فارم پر قربانی کرنے کے بجائے آپس میں ہی لڑنے بھڑنے لگے۔ ایک فرقہ دوسرے کا بدخواہ اور سارے ملک و قوم کے بدخواہ بنے۔ باہمی نااتفاقی کا ڈیرا بھارت میں لگا۔ اور ملک غیر قوم کے حملہ آوروں سے تباہ ہوا +

ویش صنعت و حرفت کے باریک رموز کی تعلیم سے عیاشی اور کاہلی غفلت و سستی کا شکار ہوئے۔ شودر خدمت ملک کو شامت اعمال سمجھنے لگے۔ ہر ایک کا معبد اور معبود پہلے سے الگ تھا۔ مگر قدیمی بھارت میں ایک فریق دوسرے گروہ کو محبت اور پیار سے دیکھتا تھا۔ ایک دوسرے کی عزت کرتا تھا۔ مگر جب ادبار کا وقت آتا ہے۔ تو عقل سب سے پہلے رفو چکر ہوتی ہے وشنو کے پجاری شیو جی کے اوپاسکوں سے آمادہ پرخاش ہونے لگے۔ سب سے بڑھکر وام مارگیوں نے غضب ڈھایا۔ دھرم کے پاک خیالات گم ہوجانے سے لوگ لذات نفسانی کے غلام بنے لگے۔ شراب خوری۔ گوشت خوری۔ زناکاری لوگوں کا دھارمک اعتقاد بنا۔ قوم کی روح گرتے گرتے اس منزل پر آن پہونچی و دیا درن پنڈت ان بدرسومات کو دھرم کا جز بتلانے لگے ہوم کا رہا سہا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دہرم کافور ہوا - غرضکہ سوشیل معراج اور اخلاقی معراج دونوں گر گئے - پھر پولیٹیکل زوال چند ایام کا سوال تھا - افغانی حملہ آوروں نے اہل ہند کو بالکل بے سروسامانی کی حالت میں پایا - اسواسطے جو چاہا ان سے انہوں نے سلوک کیا

مگر اس زمانہ ادبار میں بھی چند مہاتما کہیں کہیں وقتاً فوقتاً روحانی لیمپ کو روشن رکھتے تھے تاکہ رشیوں کے ست دھرم اور ستیہ ودیا کا چراغ بالکل گل نہ ہو جاوے - یہ روشن ضمیر بھارت کے سپوت - ویدک دھرم کے اصلی محافظ بسا اوقات سخت تکالیف کا مقابلہ کرتے تھے - اپنا جان و ایمان خطروں میں ڈالتے تھے - مگر صداقت کے رہبر ست دھرم کے معتقد کسی دنیاوی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور آخر سب تکالیف پر غالب آتے تھے - لارڈ گورانگ دیو مہاپربھو کے کارنامجات نہ صرف بیرونی مادی طاقت پر انکی فتوحات کا ذکر کرتے ہیں بلکہ پریم اور بھگتی کے کمالات کا ہر ایک عقل سلیم کو معتقد بناتے ہیں - مہاراج کا ہر ایک عمل و فعل اسوقت تک انسان کے دل پر مقناطیسی اثر کرتا ہے - جہاں جہاں انکی آواز پہنچی لوگ خبردار ہوئے اپنے ناپاک جیون سے توبہ استغفار کرنے لگے - انکے وجود نے ملک بنگال کا تمام نقشہ پلٹ دیا - مسلمان حکام کو اپنا گرویدہ احسان و اعتقاد بنایا - ویسے ہی شری تلسی داس جی کے رام چرت نے ہندو دنیا میں اخلاق اور نیک اعتقادی کا چراغ جلتے رکھا - رامائن کے دلکش مضامین - دلچسپ واقعات - رام چندر کی سعادت مندروش - سیتا کی باعصمت زندگی - لکشمن کی جان بازو وفاداری بھرت کی صادق محبت - ہنومان کی جاں گداز خدمت نے عوام الناس کے دلوں میں ست دھرم کا بہاؤ زندہ رکھا - مہابھارت اور رامائن کی کتھائیں ہوتی تھیں اور لوگ بڑے ذوق و شوق سے جوق در جوق سننے جاتے تھے +

گورونانک نے پنجاب میں اسی حق خدمت کو ادا کیا جسکو بنگال میں چیتن دیو پربھو نے پورا کیا تھا - سنسکرت ودیا کی کمی سے - زمانہ کی بے علمی سے - حکام وقت کی ابتری سے - دن رات کی بے امنی سے - انسانی زندگی وبال بن رہی تھی - جب کہ شری گورونانک جی کا ظہور پنجاب میں ہوا - اہل پنجاب کو ایک مجسم مہاتما کے دیکھنے کا فخر نصیب ہوا - ان کی صادق تعلیم صوفیانہ روش - نیک خیالی - پاک زندگی نے اہل پنجاب کا دل اپنی طرف مائل کیا - انکی محبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے وسیع اور عمیق جذبات نے مسلمان فاتحوں کو بھی اسیر کمند بنایا۔ اسی شکتی نے گرو انگد سے لے کر گرو گوبند سنگھ تک تمام کو مستفید کیا۔ اور آخر ہندو دھرم کی حفاظت میں ایک دیوار آہنی بنا کر کی۔ سندھ گجرات۔ مدراس۔ بمبئی احاطہ جات میں شری رامانج۔ شری ولبھ اچاریہ۔ شری تکارام جی۔ جیسے مہاتماؤں کی ودیا۔ دھرم۔ بھگتی اور گیان نے عوام الناس کے نیک اعتقاد کو ہرا بھرا کیا۔ وششٹ ادویت اور ادویت باد کے فلاسفی نے بھگتی مارگ کو جو تقویت بخشی اس سے کسی محقق زمانہ کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ان مبارک ذاتوں سے پریم کا پرچار بھارت میں پھیلا +

(۱۲) بھارت کے ایام زوال میں پولیٹیکل دنیا میں عجیب و غریب ہل چل مچتی رہی۔ ایک اسلامی خاندان دوسرے کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ غلام خلجی کے ہاتھ سے۔ خلجی تغلق کے ہاتھ سے۔ تغلق سادات کے ہاتھ سے۔ سادات لودی کے ہاتھ سے۔ آخر لودی مغلیہ تلوار کا شکار ہوا +

ان سب بادشاہوں کے عہد میں ہندو راجے مہاراجے یا تو سلطنت دہلی کے فرماں بردار اور مطیع رہے یا کم زور شاہوں کے عہد میں آزادی کی ہوا تھوڑی دیر کے لئے ان کو کبھی کبھی نصیب ہوتی رہی۔ مگر یہ جائے حیرت ہے کہ افغانی تلوار جہاں اہل ہنود کو تابع اور مطیع بنا سکی۔ وہاں انکے دل عربی شریعت کے مطیع نہ ہو سکے۔ چھ سو برس کی بادشاہت میں ویدک دھرم برابر مقابلہ میں ڈٹا رہا۔ ہندوستان نے معترف بدین اسلام ہونے سے انکار کیا۔ ترکستان۔ ایران کی پیروی سے ہاتھ کانوں پر دھرا +

یہ کرشمہ تاریخی نظر سے اپنی نظیر آپ ہے۔ اور تاریخ دنیا میں ایک لاثانی مثال ہے۔ اہل یورپ

مغرب میں تبدیلی

اہل ہنود کو لکیر کا فقیر ہونے پر مطعون کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے اندر قدیمی جذبات پرانے خیالات بدستور قائم دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کا یورپ تیرہویں اور چودھویں صدی سے بالکل مختلف ہے۔ نہ وہ زمانہ شول رہی ہے۔ نہ وہ نائیٹ ہیں۔ نہ وہ زبان ہے نہ وہ دستور العمل ہے۔ نہ وہ لباس ہے نہ وہ طرز پوشاک ہے۔ نہ وہ طرز حکومت ہے نہ وہ طریقہ عبادت ہے۔ نہ وہ [illegible] ہیں اور نہ وہ پوپ کی مسلمہ تابعداری ہے۔ غرضکہ ہر ایک پہلو میں موجودہ مغرب اور تین چار سو برس کے مغرب میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ سوسائٹی ہر ایک طرز میں۔ ہر ایک امر میں بالکل دگرگوں ہو چکی ہے۔ اس تبدیلی کو اہل مغرب اپنی ترقی اور بہبودی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں شمار کرتے ہیں - اور اسکو اپنی نجات کا باعث خیال کرتے ہیں - انکے خیال میں جو سوسائٹی نئے اثر حاصل نہیں کرسکتی وہ مردہ ہے - جو قانون سوسائٹی کو ساکن رکھنا چاہتا ہے وہ خلاف قدرت ہے جیسے کھڑا ہوا پانی سڑ جاتا ہے ویسے ہی ساکن جماعت ابتری کا نشانہ بنتی ہے اہل یورپ تبدیلی پسند ہیں انکی زندگی کے اندر سائینس کی نئی نئی اختراعات - نئی نئی ایجادیں - عجیب وغریب ہل چل پیدا کر رہی ہیں نئے نئے میدان انکے سامنے کشادہ ہوتے جاتے ہین وہ اپنے علم کو مہر لگا کر بند رکھنا نہیں چاہتے - وہ اپنے ہنر کو مشتہر کرتے ہیں اپنی اہل قوم - اہل ملک کو اپنی کشادگی خیالات و کاروبار میں حصہ دار بناتے ہیں - بڑے چھوٹوں کو بڑھنے کا حتی الوسع موقع دیتے ہیں - ہر ایک کے سامنے میدانِ زندگی کھلا ہے - ایک سپاہی کا بیٹا جرنیل بننے کی توقع رکھتا ہے - ایسی مثالیں موجود ہیں جنمیں غریب بیکس لوگ محض اپنی محنت سے کروڑپتی بنکر ملک اور قوم کا فخر بن چکے ہیں یہ یورپ کی عظمت ہے جسکی تعریف اور تحسین سے کسی دشمن کو بھی انکار نہیں ہوسکتا ؛

مگر اہل ایشیا عموماً (Stationary) یا لکیر کے فقیر رہتے ہیں - ہندوستان نے چھ سو برس کی اسلامی بادشاہت میں افغانی شریعت کو اختیار کرنے سے صاف انکار کیا - گویا افغانی تلوار ہندوستان میں آکر کند پڑ گئی - اورنگ زیبی جبر وظلم - شاہی زبان جزیہ فی کس - اہل ہنود کے دلوں کو تسخیر نہ کرسکا - اکبر کی صلح کن پالیسی - شاہجہاں کی حکمت عملی - اِن کے دلوں کو قابو میں نہ کرسکی - تمام پالیسی - حرص ولالچ ہندوؤں کی یک روئی کو نہ بدل سکا - اہل ہنود نے تبدیلی مذہب وملت - تغیر خیالات وطرز زندگی سے قطعی انکار کیا - اورنگ زیب کا فرمان کہ تمام مملکت ہند میں کسی ہندو کو ملازم نہ رکھا جاوے انکی مضبوطی کو ذرا بھی ہلا نہ سکا - خواہ زندگی اسیری غلامی میں گذری مگر دھرم تبدیل کر کے بادشاہ وقت کا ہم مذہب بنکر دولت اور اقبال کا منہ دیکھنا انہوں نے ہرگز پسند نہ کیا

ہندوستان میں تبدیلی مذہب سے انکار

رشی دھرم اپنے اعلیٰ معراج سے گرچکا تھا - ارجن اور بھیشم جیسے مہارتھی اب بھارت میں موجود نہیں تھے - ویاس اور مارکنڈے جیسے فصیح اور پدیشک - روحانی معجزہ گر - اب بھارت کے دلوں کو دھرم اور بھگتی کے جلوہ سے منور نہیں کرتے تھے - یہ سب باتیں چلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گئی تھیں۔ مگر بایں ہمہ دھرم کا بیج ابھی ہندوستان سے نہیں نکلا تھا۔ راجپوتوں کی عورتیں میدان جنگ میں مردہ خاوندوں کے ساتھ ستی ہوتی تھیں۔ فاتح خوشی کے نعرے بجاتے محلات میں داخل ہوتے تھے۔ چتوڑ۔ مارواڑ کی حالات ہندوؤں کے دلوں میں ایک دہشتناک سنسنی پیدا کر دیتی تھیں۔ مگر بایں ہمہ راجپوتوں کا دل مضبوط تھا۔ زندگی جاوے مگر دھرم نہ جاوے وہ غریب تھے بے کس تھے۔ ملک کی نا اتفاقی کا شکار تھے۔ بسبب باہمی فسادات مفتوح ہوئے اپنے ہی بے وفا اہل وطن کے ہاتھ سے مجروح تھے۔ اپنے ہی سرداروں کی خود غرضی اور نفس پرستی کی وجہ سے اسیر ہو رہے تھے۔ آفت رسیدہ تھے۔ وید ودیا اور شاستری گیان سے محروم تھے۔ گو ہندو ہر پران دیئے۔ یہ دو سیاہی دنیا اور آخرت میں اپنے نام پر نہیں گئے۔ ویدک دھرم پر سیاہ دھبہ نہیں لگا گئے۔ جو ہوا سو ہوا مگر پران ہم نام لکھ کر دیئے*۔ یہ خالص مذہبی جوش تھا جو راجپوتی عصمت کے بچاؤ کا باعث بنا تھا۔ جہاں ہم یورپ کی تبدیلی خیالات کی تعریف و تحسین کرتے ہیں وہاں ہم اہل ہنود کی اس ثابت قدمی کی تعریف کرنے سے ہرگز رک نہیں سکتے۔ دراصل یہی دھرم ہے جس نے ہندو دنیا کو آج تک زندہ رکھا ہے۔ اور یہی طاقت ہے جس پر ہندو قوم کی آئندہ ہستی۔ قومیت۔ زندگی کا دارومدار ہے۔ اسواسطے

بھارت دھرم اور ہندو قوم کا پیغام یہ ہے +

ہندو قوم کا پیغام

(۱۴) ہم نہیں بدلیں گے۔ مگر کس بات میں۔ دھرم میں۔ ایمان میں۔ اعتقاد میں ہم نہیں بدلیں گے ہم ویدک دھرم کو چھوڑ کر دوسرا دھرم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ آفت آوے خواہ راحت ملے۔ اس سے زیادہ کشادہ۔ فراخ۔ پاکیزہ دھرم۔ اس روئے زمین پر نہ کوئی آج تک ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے ہم اسکے معراج اخلاق کو اگر نہ حاصل کر سکیں اور اسکی صداقت کو اپنی زندگی میں جلوہ گر نہ کر سکیں تو یہ ہماری نا قابلیت ہے۔ نہ کوئی دھرم کی غفلت پر دال ہے۔ ہم زندگی اس کوشش میں صرف کر ڈالیں گے کہ یہ دھرم ہمارا قائم رہے۔ ہم اسکے معراج کو اپنی زندگی میں نشوونما دینے کی کوشش جاری رکھیں۔ پرماتما ہماری سہائتا کریں اور ہمیں یہ لیاقت بخشیں کہ ہم اسکی صادق تعلیم کو اپنی زندگی میں مستعمل کر سکیں اور تمام عالم ہستی کو اس تعلیم کے جلوہ سے جلوہ گر بنا سکیں +

* رانا پرتاپ سنگھ کی زندگی اس بہادری کی اعلے شہادت ہے۔ راجپوتنیوں کی رسم
[illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر ہم اپنی سوشیل اور اخلاقی حالت بدل لینگے ورنہ خستہ حال ہونگے - اقوام کی باہم کشمکش کا زبردست قانون ہمارے اوپر حادی ہے - مادی دنیا کا بہاؤ ہمارے سامنے موج زن ہے مادی سمندر جوار بھاٹا کے تمام زوروں سے اوچھل رہا ہے - اگر ہم مضبوط سٹیم انجن سے - کمپاس سے - ہر ایک قسم کے علم ٹیکنیکل سے اس لہر میں اپنے قومی جہاز کو کنارہ سلامتی پر نہیں لیجا دینگے تو ہم ضرور فنا ہونگے - افغانی یلغار خالص مذہبی جوش تھا - اسکا مقابلہ ہم نے اسکے مقابل طاقت مذہبی جوش سے کیا لیکن مغربی تہذیب مادی جوش ہے یہ عقل و علم کی تمام طاقت سے - ان ہنرات سے - ان لوازمات سے - ان سامانات سے آراستہ و مسلح ہے جنکا علم ہم صدیوں سے بالکل فراموش کر چکے ہیں - اسواسطے جب تک اہل ہنود کا اپنا طریق معاشرت - طرز تعلیم علوم زمانہ کے حالات کے مطابق نہیں بدلتا - ترقی ناممکن الکیاس ہے مغرب کے ہنرات سے بے خبری ہماری موت کا باعث ہوگی - مگر مغربی اقوام کی ادھوری تقلید ہمکو ہرگز نجات نہیں دے سکتی - تقلید سے کوئی قوم منازل ترقی پر نہیں آسکتی +

پس ہم مغربی علوم صنعت کو حاصل کرینگے مغربی ہنرات کو اپنا بنائینگے - انکے تمام نیک اثرات کو مفید کمالات کو اپنے اس قدیمی جذبہ سے اپنے اندر داخل کرینگے - سائنس کے مفید کمالات سے نیک و پاک تعلیم سے - ہم مستفید ہونگے +

بغیر علوم زمانہ کے ہماری ہستی ہرگز ناممکن ہوجاویگی - مگر ہم مغرب پر اکتفا نہیں کرینگے - ان ہنرات کو ہم قدیم آریہ ورت کی تعلیم سے وصل کرینگے - سائنس کی بد اعتقادی اور ناستک پن کو - خالص مادی تہذیب کی نحوست کو ہم اپنے دیا کے پوتر بھاو سے دنیا سے بدر کرینگے - ویدک روحانیت آتم ودیا کا آفتاب دنیا میں روشن ہوگا - ویدوں کی پاک تعلیم - رشیوں کی صداقت کا کل جہان کو معتقد بنائینگے - یہی بھارت کا مشن ہے - اور اسی مشن کی تکمیل کے واسطے ہندو قوم کو اس خالق مخلوقات نے آج تک ان تمام آفات سے بچایا ہے جنکے مقابلہ میں تمام دیگر قدیمی قومیں غارت ہو چکی ہیں +

(۱۵) ہم کو اپنا طرز معاشرت - طریق تمدن (سوشیل - اکانومک) موجودہ سائنس کے علوم کے مطابق بنانا پڑیگا - کوئی فلسفہ پیٹ کی آگ کو شانت نہیں کر سکتا - کوئی علمی قیل و قال - کوئی مذہبی عظمت

* ملاحظہ ہو صنعتی تعلیم ریورٹ صنعتی کانفرنس بنارس ۱۹۰۵ - ۶۰۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موجودہ ضروریاتی تیز چمک کو دور نہیں کر سکتی۔ بھارت کا فلسفہ بھارت کی ضروریات سے بہت زیادہ پہلے ہی موجود ہے۔ جیسے بھوکا آدمی کسی فلسفہ کو سُن نہیں سکتا۔ ویسے ہی بھوکی قوم کسی اعلیٰ کو اپنی زندگی میں ہرگز مستعمل نہیں کر سکتی۔ جب بھارت نے یاوررائیں اور کناد پیدا کئے تھے تو اسکے اقبال کا ستارہ نصف النہار پر چمک رہا تھا رشی خود تارک الدنیا تھے مگر تب زندگی کی ضروریات بھی بہت محدود نہیں جب بھارت نے بھیشم و ارجن جیسے سورمے پیدا کئے تھے تب اسکی علمیت و قابلیت کل روئے زمین پر چمکتی تھی۔ یدھشٹر کے راجسُو یگیہ میں تمام روئے زمین کے اعلیٰ عالم سائنس دان گئے کی خدمت گذاری کے واسطے موجود تھے۔ وہ مہاتما اور سورمے گئے وہ زمانہ بھی گیا +

موجودہ بھارت کا افلاس دنیا کے کسی ملک سے لگا نہیں کھا سکتا۔ بھارت کے قحط کو دنیا میں کسی ملک کے قحط سے نسبت نہیں دی جا سکتی۔ دیگر ممالک میں قحط پڑتا ہے تو لوگ کسیقدر خوانکاری کرتے ہیں عیاشی کے لوازمات چھوڑ ضروریات پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر مفلس بھارت میں لاکھوں زن و مرد ضروریات زندگی بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ہزاروں کو روٹی بھی میسر نہیں آسکتی۔ جب ضروریات کا قافیہ تنگ ہوتا ہے تو فاقوں پر نوبت آتی ہے۔ ہزاروں معصوم جانیں فاقہ کشی سے موت کے گھاٹ اُترتی ہیں جہاں زندگی کی قائمی کا یہ حال ہو وہاں دھرم کی حفاظت کا خیال خواب میں بھی نہیں آسکتا +

बुभुक्षितः किं न करोति पापम् ।
क्षीणाः नराः निष्करुणाः भवन्ति ॥

بھوکا آدمی کونسا پاپ نہیں کرتا۔ بھوکے آدمی ہمیشہ دیا سے خالی ہوتے ہیں +

اس لئے بھارت کی تکالیف کا علاج اب محض فلسفہ سے نہیں ہو سکتا۔ فلسفہ ویدانت مغربی ممالک کی نفس پرستی کے علاج کے واسطے کیمیائی دوائی ہو مگر بھارت کے پیٹ کی بھوک کو یہ ہرگز مٹا نہیں سکتا۔

فلسفہ افلاس کا علاج نہیں۔ مگر فلسفہ کے بغیر افلاس دور نہیں ہو سکتا۔

اور حقیقت میں جب تک پیٹ نہیں بھرتا کوئی فلسفہ یاد نہیں آتا۔ وہ ریفارمر جو محض فلسفہ کے جادو سے بھارت کی تکالیف کا علاج کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھارت کی موجودہ ضروریات زندگی کے سوال کو سراسر لاپرواہی سے دیکھتے ہیں۔ فلسفہ ویدانت ہندوؤں کے بزرگوں کی زندگی تھا ہندو

ہماری موجودہ زندگی میں سائنس کی ضرورت

نوٹ: فلسفہ کے علاوہ، اسکے واسطے سائنس کے علوم صنعت کی یکساں ضرورت ہے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تہذیب کے مسنک پر جو ہمیشہ فلک کی طرح مہر اجمال تھا مگر موجودہ گری ہوئی قوم کی زندگی میں ہرگز مستعمل نہیں ہو سکتا جب تک اسکا طریق تمدن - طرز معاشرت نئے حالات کے مطابق صحیح طور پر مناسب طرز پر نہ تبدیل ہو سکے علوم زمانہ سے غافل قوم کا نہ کوئی آشرم رہتا ہے نہ کوئی ورن رہتا ہے - نہ کوئی دھرم رہتا ہے +

مگر جہاں انسانی زندگی آئے دن آفات کا شکار ہو جہاں بے ایمانی - بیوپار اور دکانداری کا ایک جز ہو - جہاں بے اعتباری - دروغ گوئی - معاملات میں لین دین میں ایک اعلیٰ حصہ دار ہو - جہاں خیانت کا خیال امانت کے ساتھ لازم و ملزوم ہو - جہاں شراب آب حیات کباب لوازمہ زندگی ہو - جہاں دغابازی - ریاکاری لیاقت اور قابلیت میں شمار ہو - جہاں دھوکہ بازی اور شرارت بازی عقل مندی اور اخلاقی بہادری کی دلیل ہو - جہاں گرے ہوئے اخلاقی غلاظت سے بدبودار ہو رہا ہو جہاں روپیہ حاصل ہو - خواہ کسی طرح ملے - دین جائے ایمان جائے - دھرم جائے - مگر پیسہ ملے - یہی روزانہ زندگی کا شیوہ ہو - وہاں فلسفہ کو جلاوطن کر خالص تبدیلی معاشرت یا تغیر طرز تمدن پر قومیت یا نگمت کی امیدیں قائم کرنا محض خیال خام ہے +

اسواسطے طریق معاشرت کو سائنس کے مطابق لاؤ مگر دھرم کو اسکے ہر ایک پہلو میں داخل کرو - جو کچھ بدلو دھرم سے - اور دھرم کی خاطر بدلو - دھرم کو ہی وسیلہ تبدیلی اور نتیجہ تبدیلی بناؤ - یہ یاد رکھو - دھن اور دھرم سے خالی قوم ہرگز اپنی ہستی اس زمین پر قائم نہیں رکھ سکتی - قومیت ان دو اجزا سے مرکب ہے - زندگی ان دو طاقتوں کا ہی نتیجہ ہے +

ہندو سوسائٹی میں تبدیلی کسطرح کرنی چاہیے

(۱۶) قدیمی آرین تہذیب کے مدارج کی بربادی - ویدک دھرم کے مواج زندگی کی غفلت گہری - وید اور ویدانت کے عالمگیر اخلاقی فلسفہ سے غفلت - مادی تہذیب کے مطابق طریق معاشرت کی تکمیل و تحصیل میں ناقابلیت - طریق تمدن کی لازمی اور ضروری آراستگی میں بیجا مزاحمت ہماری موت کے آثار ہیں +

مادی تہذیب کے ہنرات سے واقفیت انکے مطابق اپنے طریق صنعت و حرفت کے تبدیل کرنے میں قومی ریاضت - باہمی اعتبار و ایمان داری سے قومی کار و بار بیوپار میں معروفیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خالص اخلاقی زندگی میں ہمہ تن کوشش قدیمی آرین علوم کے دوبارہ فروغ دینے میں دل وجان سے یگانگت - اور سب سے بزرگ وید اور ویدانت کے عالمگیر خیالات سے واقفیت اور انکا روزمرہ زندگی میں استعمال - یہ ہماری قومی زندگی کے وسایل ہیں - پس اپنے طریق معاشرت کو بدلو - اپنے لائق و فائق قومی نوجوانوں کے ہاتھ میں موجودہ مغربی صنعت و حرفت کے آلات دو - موجودہ کاریگر جاپان کے ہنرات سے ہر ایک کو باخبر کرو مگر بھارت کے قدیمی معبد - قدیمی ایزد کی پرستش کو ہرگز ہاتھ سے نہ دو - اپنے سراج زندگی رام چندر اور بھیشم ہی رکھو - اپنے گرد بادرائین اور کناد ہی رکھو - قوم کے اندر ہندو مہاتماؤں کی عزت سے فائدہ اٹھاؤ - انکے دل میں انکی صادق محبت اور سچے پریم کا بھاؤ تازہ کرو - مغربی علوم کو اپناؤ مگر مغربی رسومات - مغربی طرز زندگی سے پرہیز کرو - وہ تمہارے حالات کے مطابق نہیں ہیں - مشرقی طریق رہائش - مشرقی رواج مشرقی دستور العمل - مشرقی رسومات زندگی کو ہمیشہ قائم رکھو - اپنے معبد اپنے ہی قواعد و قوانین دنیا و آخرت پر ہمیشہ عامل رہو ÷

مگر جو کچھ مغربی تہذیب میں عمدہ - مفید - خوبصورت - نیک ہے - بلاشک و بلا دریغ اپنا بناؤ - ہر ایک قسم کی سہولیت پیدا کرو کہ تمہارے اہل وطن بلا ادائیگی فیس یا داخلہ ان تمام مغربی ہنروں سے باخبر ہوں اپنے ہی دیش میں ان ہنروں کے سکھلانے کے واسطے صنعتی دار العلوم و درسگاہ قائم کرو - ان کالجوں میں مغربی علوم و فنون کے علاوہ دیسی قدیمی ہنروں کے سکھلانے کے واسطے ودیادان پروفیسر مقرر کرو ÷

سائنس کے مطابق زراعت کا علم سیکھو - اپنے دیش میں آبی طاقتوں سے کام لینا سیکھو جن سے اہل غرب آج کروڑوں روپیہ کماتے ہیں - سٹیم اور برقی طاقت سے اپنے کارخانوں کو فروغ دو - مغرب سے اصول تعلیم و ہنر سیکھو - مگر طریق اور ڈھنگ اپنا اختیار کرو - اپنے انتظام میں انہی اصولوں پر کام کرنا سیکھو - مغرب سے راستہ پوچھو مگر ہمیشہ مسافت اپنی ٹانگوں سے طے کرو اور ادھوری تقلید پر ہرگز کاربند نہ ہو ÷ اپنے بینک کھولو مگر ایمانداری سے کام کرو - کاروبار میں دیانتداری اور ایمانداری خالص ضروریات ہیں یاد رکھو ایک برا نمونہ قوم کی رفتار کو سینکڑوں کوس پیچھے ڈال دیتا ہے اسواسطے خالص اخلاقی زندگی سب سے اول فرض ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستان کے اخلاق میں ترقی بہتری کی ضرورت

اپنے بھائیوں کی بدعادات پر زندگی بسر مت کرو۔ گرے ہوئے اہل قوم کی بداخلاقی کمزوری۔ بے علمی کا فائدہ مت اٹھاؤ۔ یہ کائنات آخر مردہ نہیں ہے۔ ایمان سے خالی شخص آخر گرفتار بلا ہوتا ہے۔ پاپ کا مطالعہ ہمیشہ سخت ہوتا ہے۔ اسواسطے گرے ہوئے اہل قوم کی بداعمالی۔ حماقت۔ نادانی جہالت سے کسی قسم کا فائدہ ہرگز نہ حاصل کرو اگر اسکو اٹھانے کے ناقابل ہو۔ یا انکی امداد کرنے کی ہمت نہیں رکھتے ہو تو انکی بداخلاقی کو اپنا ذریعہ روزگار نہ بناؤ ✤

ہمارے بھائی پاپ کریں اور ہم انکے پاپ کو ذریعہ روزگار بنائیں یہ سب سے بڑی کمینہ پن ہے ایسا دھن اولاد کے لئے۔ آتما کے لئے۔ لواحقوں کے لیے ہرگز آرام و عافیت کا موجب نہیں ہوسکتا۔ پاپ کی کمائی پاپ میں انجام دیتی ہے ✤

اس بات کو خوب ذہن نشین کرلو کہ حب الوطنی کے معنے حکام وقت کو برا بھلا کہنا ہرگز نہیں ہیں بہر حالت میں ہمارا ایک فرض ہے۔ کہ ہم اُن حکام کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے ہم کو موجودہ سائینس اور مغربی علوم سے فیض یاب ہونے کا موقعہ عطا کیا ہے۔ جن کے پُرامن عہد میں ہم ان مذہبی اور دنیوی تکالیف سے رہائی حاصل کرسکے ہیں۔ جو ہماری ترقی اور بہبودی کی خاص طور پر مانع تھیں۔ یہ مقام افسوس ہوگا۔ کہ برٹش گورنمنٹ کے باامن زمانے میں ان اخلاقی اور سوشیل تکالیف کو جو ہماری اپنی کردہ ہیں ہم حل کرنے کی سعی نہ کریں۔ خیال رکھیں اپنی پیدا کردہ اخلاقی کمزوریوں پر سور رہنے سے یا دوسروں کی عیب جوئی کرنے سے کوئی قوم مدارج ترقی پر نہیں آسکتی مغربی اقوام عقلمندی۔ تدبیر اخلاق میں ہم سے بدرجہا زیادہ ہوشیار ہیں۔ ان کی لیاقت اور تدبیر سے بجا فائدہ نہ حاصل کرنا اور ان کی تحقیقات علوم سے محروم رہنا ہماری بدقسمتی کا باعث ہوگا ✤

بادشاہ وقت سے وفاداری مسلمہ ہندو آئین ہے۔ اور خاصکر جب یہ وفاداری باہمی محبت اور رابطہ اتحاد کے سلسلہ میں منسلک ہوسکے اس میں طرفین کی بہبودی ہے۔ حاکم اور محکوم دونوں کا بھلا ہے۔ رشی دہرم بادشاہ وقت سے محبت سکھلاتا ہے۔ کیونکہ محبت ہی دنیا کی تمام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام مشکلات کا حل رکھنی ہے یہ سعادتمندی ہی ہے۔ جس پر اقوام کی ترقی کی عمارت بلند ہو سکتی ہے جب ہم صداقت اور محبت کی طاقت سے باخبر بنتے ہیں ہم میں نئی زندگی داخل ہو جاتی ہے ہر ایک خیال جو صادق دل سے ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا کی رنگت تبدیل کر دیتا ہے ۔

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس کائنات میں غیر مستحق کو کچھ نہیں ملتا۔ اگر تھوڑے عرصہ کے واسطے فیض کے طور پر کچھ مل جاتا ہے تو آخر اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ جنکو ایشور کچھ دیتا ہے اِن سے کچھ توقع بھی رکھتا ہے جنکو بہت دیا جاتا ہے اِن سے توقع بھی بڑی رکھی جاتی ہے۔ تعلیم بڑھتی ہے یا دولت بڑھتی ہے حکومت اور اختیارات بڑھتے ہیں تو ذمہ واری کا دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے۔ اس واسطے جس حیثیت میں ہو اپنے متعلقین سے نیک سلوک کرو۔ سب کو دیا کی نظر سے دیکھو۔ سب طرف پریم پھیلاؤ۔ یہی زندگی کا ثمر ہے جو اس سے محروم ہے وہ بے ثمر ہے +

منو مہاراج کا حکم ہمیشہ یاد رکھو یہ تمام اخلاق کی جڑ ہے +

मातृवत् परदारेषु परद्रव्येषु लोष्टवत् ।
आत्मवत् सर्वभूतेषु यः पश्यति स पण्डितः ॥

غیر عورت کو ماں کے برابر خیال کرو۔ دوسرے کے دھن کو پتھر سمجھو۔ سب جیوں کی طرف ویسی ہی نظر رکھو جیسے کہ اپنے آپ کو دیکھتے ہو۔ ایسے عمل کرنے والا ہی پنڈت یعنی نیک اخلاق ہے ۔

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवः
यस्यच्छाया मृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

ویر

فصل دوم

معراج تہذیب

جب ہم بھارت کی قدیمی ترقی اور اقبال کا اسکی موجودہ گری ہوئی حالت سے مقابلہ کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں اور بھارت کے زوال کے اسباب کو غور و باریک بینی سے دیکھتے ہیں۔
تو ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا موجودہ تنزل ہماری اپنی غفلت۔ نالائقی۔
کم علمی۔ اور جہالت کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس
کائنات میں انصاف کا ترازو نہایت کڑے تول سے تل رہا ہے۔ قدرت
کسی قوم یا ملک کا لحاظ نہیں کرتی۔ تمام افعال اس قدرت میں عین
ضابطہ اور سلیقہ سے واقع ہوتے ہیں۔ قدرت کی ہر ایک ساخت و
پرداخت۔ ہر ایک بناوٹ یا بربادی میں ہمیشہ کوئی راز مفہوم ہوتا
ہے۔ جس سے ہم بے خبر ہوں۔ مگر اس کائنات کا حقیقی رازدان بےخبر
نہیں ہوتا۔ انسان اپنی کم فہمی یا جہالت سے چاہے گریہ وزاری کرے
یا عارضی خوشی منائے۔ مگر اس کا عارضی رنج یا خوشی قدرت کے اس عمل
پر کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی یہ قدرت انسان کی اس
عارضی خوشی یا رنج کی اس قدر پرواہ کرتی ہے۔ یہ اپنے قانون کی پوری
پابند ہے۔ اپنے ضابطہ کو ہمیشہ عمل میں لاتی ہے۔ جو انسان اس ضابطہ
سے کما حقہ واقف ہو جاتے ہیں۔ وہ گویا شانتی کا امرت پی کر پھر بے قرار
نہیں ہوتے۔ وہ اس ضابطہ کو آئندہ اپنی زندگی میں مستعمل کرنے کی
سعی کرتے ہیں۔ اور اپنی پہلی کرتوت پر نادم ہو اس سے توبہ کرتے
ہیں۔ علم ہی برائی بھلائی پہچاننے کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ جو اس سے
محروم ہے وہ گویا آفات کا شکار ہے۔ جوں جوں علم بڑھتا ہے ہماری
تکالیف اس دنیا میں کم ہوتی جاتی ہیں۔ جس طرح بیرونی قدرت میں
ترتیب و انتظام دکھلائی دیتا ہے۔ ویسے ہی انسانی دنیا میں ہر ایک
امر عین ضابطہ سے ظہور میں آتا ہے۔ جیسے علم دان منجم۔ یا اسٹرانومر
گرہن۔ موسم۔ بارش وغیرہ کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ویسے ہی روحانی
رازدان۔ انسانی معاملات کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ پیشین گوئی کا پورا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انتہا علم سائینس کا سب سے اعلے کمال ہے - جس سائینس کی پیشینگوئی پوری ہو جاتی ہے وہ مکمل اور بے خطا سائینس ہے - اس کی صداقت پر کوئی شخص شبہ نہیں کر سکتا - اس زمانہ میں علم طبعیات کی پیشینگوئی پر تمام اہل مغرب کامل یقین رکھتے ہیں - سائینس مشاہدہ کا علم ہے اپنی صداقت کا ہر ایک شخص کو قائل بنا سکتا ہے - اور بناتا ہے - مگر تاریخ - فلسفہ - مشاہدہ کے علوم نہیں - اس واسطے اُن کی صداقت پر ایماں جمانا مشکل ہے - پس جس زمانہ میں ان علوم کی صداقت کو ویسا ہی قابل یقین بنایا جا سکے - جیسا کہ آج کل مادی علوم بنائے گئے ہیں - اس زمانہ کو اعلے ترقی و اقبال کا زمانہ تصور کرنا پڑیگا - اس وقت انسان کی سب تکالیف جن کا وہ اس زمین پر آئے دن شکار بنتا رہتا ہے دور ہو جاوینگی - ہر ایک آدمی جان جائیگا کہ اس کے فلان فعل کا نتیجہ فلان ہوگا - وہ جہالت جو انسان کو آئے دن لاکھوں ناگہانی آفتوں - مثلاً بیماری - موت - کامیابی - ناکامیابی وغیرہ کا شکار بناتی ہے - اور اس کی زندگی کے ہر ایک نتیجہ کو شک میں ڈالتی ہے - رفع ہو جاویگی مغربی سائینس اس معراج سے ابھی لاکھوں کوس دور ہے - اور چونکہ مغربی اقوام نے تحقیقات قدرت مادی پہلو سے آغاز کی ہے - اور یہ کائنات

ہندو معراج تحقیقات

اپنے ہر ایک محکمہ میں اس قدر وسیع ہے کہ اس کے ایک ایک محکمہ کو پورے طور پر مطالعہ کرنا امر محال ہے - جس کے واسطے ہزاروں برس بھی کافی نہیں ہو سکتے - اسی واسطے مغربی محقق اس کائنات کے اعلے راز مفہوم کرنے میں ہمیشہ ناکامیاب رہینگے جب تک وہ اپنے بنیادی اصول کو بالکل تبدیل نہ کر لیویں *

ہندو رشی اپنے ہر ایک امر میں موجودہ دنیا سے نرالے ہیں - اُن کا طرز کلام - طرز تعلیم - طرز زندگی موجودہ دنیا سے بالکل مختلف ہے - وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کائنات کے دائرہ کی بے انداز وسعت اور بے انتہا کشادگی کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ مادی دنیا کی تمام اشیا ان کی نظر کے سامنے موجود ہیں جن طاقتوں سے موجودہ مغربی عالم ہزاروں اقسام کے کام لے رہے ہیں وہ تمام قوتیں رشیوں کی نظر کے سامنے موجود ہیں وہ ان طاقتوں کے عمل و فعل سے بخوبی واقف ہیں مگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ان کی باریک بینی میں پھنس گئے تو پھر لاکھوں برسوں میں بھی کسی معمۂ زندگی کا تسلی بخش حل محال ہو جائیگا یہ حقیقت میں سچ ہے کہ وہ ایسے جادو کی تلاش میں تھے جس سے اس کائنات کا ہر ایک راز خود بخود افشا ہو جاتا اور پھر انسان گمراہی۔ جہالت کا شکار نہ بنتا۔ پس اس وجہ سے بھی وہ اس عالمگیر اور لازوال طاقت کو اپنا مضمون بناتے اور ٹھہراتے ہیں جس سے یہ تمام کائنات زندہ اور جاندار بن رہی ہے جس سے تمام نباتات۔ معدنیات۔ حیوانات۔ انسان دیوتا متحرک ہوتے ہیں۔ جس سے تمام عنصر اپنے اپنے ضابطہ میں مصروف اپنے اپنے کام کو خواہش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ جس سے سورج اجالا کرتا ہے۔ ہوا چلتی ہے۔ زمین غذا بہم پہنچاتی ہے جس سے سب جیتے ہیں جس میں سب رہتے ہیں۔ اور جس کے اندر سب متحرک ہیں۔ جس سے تمام عالم محیط ہے۔ جس سے یہ سب منور ہے۔ جو اس عالم ہستی کی اصلی ہستی ہے۔ جو اس تمام تماشۂ ہستی کی تماشائی ہے۔ مگر تبدیلی سے ہمیشہ مبرا اس کے ضابطہ اور عمل کا نگران ہے۔ ان کی تمام اوپنشدیں۔ تمام شاستر۔ تمام اتی ہاس تمام پوران غرضیکہ تمام علوم کا مرکزی اصول اس نور العالمین کی تلاش اور تحقیقات ہے۔ رشی اس تحقیقات کے نتائج کو انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں ہر ایک عمل و فعل کو دھرم کا پاکیزہ لباس پہناتے ہیں۔ اس زمین کو جو آجکل تمام عذاب۔ آفت کی جگہ بن رہی ہے۔ محبت۔ الفت۔ یگانگت۔ روحانیت کی درس گاہ بناتے ہیں۔ حسد و کینہ کے خیالات کو باہمی مقابلہ۔ فریب۔ ریاکاری اور چال بازی کے ناپاک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جذبات کو انسانی زندگی سے بدر کرتے ہیں پس اس اصول کے مطابق وہ انسانی زندگی کے مدارج اور منازل قائم کرتے ہیں ورن آشرم دھرم پتی برت دھرم سب کا یہی مرکزی اصول ٹھیرتا ہے تمام بندشوں سے آہستہ آہستہ منزل بمنزل رہائی دلاتے ہوئے آخر مکتی یعنی مکمل آزادی کے دروازہ پر لا کھڑا کرتے ہیں +

چونکہ سائنس دان مادی تحقیقات سے اپنے علوم کو شروع کرتے ہیں اس واسطے اس کے ہر ایک فعل میں ہر ایک عمل میں مادی رنگت دکھلائی دیتی ہے۔ ریل و تار۔ دخانی انجن۔ میکسم توپ۔ فوٹوگراف بجلی کی روشنی۔ صنعت و حرفت کی سینکڑوں اختراعات یہ سب موجودہ سائنس کا فخر ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود انسانی زندگی میں بے امنی۔ عذاب۔ مقابلہ۔ حسد و کینہ۔ بے رحمی۔ بدسلوکی پرلے درجے کی موجود ہے۔ پرنس بسمارک کا یہ مقولہ کہ اس نے اپنی زندگی بھر میں ایک لحظ بھی آرام کا نہیں دیکھا مادی سائنس کی تہذیب پر دال ہے۔ رسکن کا مشہور قول کہ اس زمانہ میں ہر ایک شخص کی خواہش بن رہی ہے جس طرح ہو سکے اپنی آمدنی کو زیادہ کرے یا جہاں ہے اس سے دوسری جگہ چلا جاوے تقریباً ہر ایک انسان کی حالت پر صادق آتا ہے۔ بے قناعتی کی آگ سے ہر ایک دل جل رہا ہے۔ ادھر جسمانی بیماریوں کی تعداد ہر روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔ اُدھر ہسپتالوں اور حکیموں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ فضولیات زندگی کی ضروریات بنتی جاتی ہیں۔ جو کہ انسانی زندگی کے غیر قدرتی بنانے میں ممد بن رہی ہیں۔ انسان یا یہی آزادی میں لطف حاصل کرنے لگ پڑے ہیں۔ جبکہ موجودہ سائنس اس مرض کے سامنے حیران و ششدر کھڑا ہے۔ خود علاج کرنے کی بجائے قابل مذہب کو کوس رہا ہے + مہذب ممالک ہیں علم بھی ہے دولت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی ہے۔ حکومت بھی ہے۔ آزادی بھی ہے۔ مگر یہاں ہمہ انسانی زندگی بے امنی۔ عذاب یا خالص نفس پرستی کی زندگی ہے۔ امیروں کی زندگی عیاشی ہیں یا نفس پرستی کی اختراعات میں۔ اور غریبوں کی تلاش و جدوجہد معاش میں گزرتی ہے۔ امیر ہمیشہ غریبوں اور مزدوروں کے حقوق کو کچلنا چاہتے ہیں۔ غریب امیروں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں وقتاً فوقتاً جیسے گروہ میں نہایت وحشت ناک حالت پیدا کرتے ہیں۔ اور یہ سب اندھیر باوجود مادی علوم کی عضبناک ترقی کے اپنا نمایاں اثر سب اطراف ہیں دکھلا رہا ہے +

(۲) موجودہ بھارت نہ مادی علوم سے بہرہ ور ہے اور نہ اپنے قدیمی روحانی علوم سے باخبر ہے۔ موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگ رشی مہاراج کو سمجھنے کے ناقابل یا تو اس کی عظمت سے منکر ہیں یا رشیوں کو عالم خیالی میں زندگی بسر کرتے معلوم کرتے ہیں اور اُن کو دُنیا کے تمام معاملات سے بے تعلق اور تارک الدنیا بتلاتے ہیں۔ اُنکے خیال ہیں موجودہ تہذیب ترقی کے جس معراج میں پہنچ رہی ہے۔ یہ آجتک کسی ملک یا زمانہ میں دُنیا میں حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ سائنس کے ایجادوں نے اُن کی آنکھوں کو ایسا چکا چوند کر دیا ہے۔ مادی تہذیب نے اُنکے دلوں کو ایسا گرویدہ بنا لیا ہے کہ وہ انسانی ہستی کے اصلی مدعا سے بالکل بے خبر بن گئے ہیں۔ اصول قدرت سے بے خبر وہ قدرت کا مطالعہ اپنی اغراض کے حصول کے واسطے کرتے ہیں۔ وہ علوم قدرت کو اپنی خود غرضی کا وسیلہ بناتے ہیں۔ گویا وہ قدرت سے تجارت کرتے ہیں۔ یہ اسی تجارت کا لازمی نتیجہ ہے مگر دُنیا میں ہر طرف عذاب اور اضطراب پھیل رہا ہے۔ دُنیا میں جتنا دکھ درد ہے یہ انسان کا اپنا پیدا کردہ ہے۔ ورنہ قدرت میں عذاب ناپید ہے۔ جس نظر سے ہم قدرت کو دیکھتے ہیں یہ اسی نظر سے ہمکو دیکھتی ہے۔ جس قسم کے خیالات کی رو ہم اس میں روانہ کرتے ہیں اُن خیالات کو دوسروں کے اسی قسم کے خیالات کے ساتھ جمع کر کے ہماری طرف موڑ دیتی ہے۔ ہماری خواہشات نیک اور بد کا معاوضہ سُود در سُود سے دیتی ہے ہر ایک شخص کو اُسکی نیت کے مطابق مراد ملتی ہے۔ ہم قانون زندگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے بےخبر اپنے باطل زعم میں یہ خیال کرتے رہتے ہیں۔ کہ اِس قدرت میں کوئی پرساں حال نہیں ہے مگر قدرت ہماری اس حماقت پر ہنستی ہے۔ نہ یہ بےرحم ہے۔ نہ یہ ظالم ہے۔ یہ عادل ہے رحیم ہے۔ کریم ہے۔ مگر اُس کے فضل میں ہم بذریعہ عمل ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ کسی گناہ کو معاف نہیں کرتی۔ کسی تقصیر کو معذور نہیں رکھتی۔ یہ ہمارے نیک خیالات کا صلہ ہماری امیدوں سے بدرجہا بڑھکر دیتی ہے۔ یہ ہی ہمارے بداعمال کی سزا دیتے وقت ہماری جہالت پر یہ رحم نہیں کرتی +

،، جب تک ہم خود غرض اور کمزور میں ہم قدرت سے امداد طلب کرتے اور اُسکے دست نگر رہتے ہیں۔ جب ہم نفسانیت سے پاک و آزاد ہو جاتے ہیں۔ قدرت ہماری دست نگر بنتی ہے '' ایمرسن صداقت خود محفوظ ہے۔ یہ انسانی امداد کی محتاج نہیں۔ مگر ہر ایک بدی میں تباہی کا عنصر موجود ہے۔ اس واسطے بداخلاقی۔ شرارت پر آج تک کبھی ترقی یا اقبال مندی کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکی۔ ہم قدرت کو دھوکہ نہیں دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ اپنے قوانین پر تمسخر برداشت کر سکتی ہے۔ ہر ایک فعل بد کی سزا اس کے دل میں خیال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جوں جوں جرم کا خیال پکتا جاتا ہے۔ دل گندہ بنتا جاتا ہے۔ جب اس کا ظہور عالم ہستی میں نمودار ہوتا ہے۔ سوسائٹی مجرم کو گرفتار کرتی ہے۔ سزاوار ٹھیراتی ہے۔ اگر وہ بسبب حیلہ یا مکر یا زبردستی اور طاقت سے اس سے بچ نکلتا ہے۔ تو قدرت اس کے واسطے دوسری قسم کا عذاب تیار کر دیتی ہے۔ مگر رہائی ناممکن ہے دُنیا اور آخرت دونوں ایک ہی قانون میں منسلک ہیں +

ہندو رشی انہی وجوہات سے قانون زندگی سے باخبر قدرت کے ساتھ یگانگت سکھلاتے ہیں۔ اور انسانی زندگی کو ان نعمتوں سے آراستہ کرتے ہیں جن کا حصول اس زمانہ میں ناممکن القیاس ہے۔

آفت رسیدہ دیش میں رشی کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس قوم کو اپنے بھوجن کا فکر دامنگیر ہو۔ وہ بھیشم اور ارجن جیسے ہیرو کس طرح پیدا کر سکتی جس قوم کا اخلاق۔ قومی چال چلن غلیظ اور بدبودار ہو چکا ہو وہ کپل گوتم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جیسے مہاپُرش کیسے پیدا کر سکتی ہے۔ جس قوم کے اندر صداقت و محبت کی بجائے دن رات جھوٹ کے طوفان۔ شرارت۔ باہمی چھیڑ چھاڑ کے خیالات ہر وقت اور ہر عمل میں اپنا نمایاں اثر دکھلا رہے ہوں۔ وہاں ہریشچندر۔ سری رام چندر جیسے ستیہ پرتگیہ مہاتما کیسے پیدا ہو سکتے ہیں جہاں گھر نفس پرستی کا مکان۔ گھر کی عورتیں محض عیاشی کا سامان بن چکی ہوں۔ وہاں یوگی بھیشم۔ برہم چاری پیدا کرنا ناممکن نہیں تو کیا ہے۔ کیا موجودہ بھارت۔ پاتنجل۔ بادرائن۔ مارکنڈے۔ جیسے باریک بین حقیقی رازدان پیدا کر سکتا ہے۔ جب سارا دیس ایک سرے سے دوسرے سرے تک سراسر نفسانیت اور خودغرضی کے بھاؤ کی لہروں میں بہ رہا ہو۔ تو کون توقع کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی شنکر۔ بدھ اور بیاس جیسے مہاتما بھارت میں پیدا ہو سکتے ہیں؟ کیوں یہ بھارت باسیوں کے سالانہ لکچر۔ سوشیل اجلاس۔ دھارمک اجلاس کوئی تسلی بخش نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے۔ کیوں باوجود اس قدر شور و شر کے۔ اس قدر محنت و مصیبت کے کسی قومی فلاح میں بھارت باسیوں کو تسلی بخش کامیابی نہیں ہوتی۔ کیوں بھارت باسیوں کے اندر نفسانیت اور خودغرضی اس قدر مضبوطی سے جگہ پکڑے ہوئے ہے کہ ہمارا بڑے سے بڑا ہیرو اپنی غرض کو اپنی قوم کی خاطر نذر کرنا مشکل معلوم کرتا ہے۔ ہزار ہا لیکچروں سے بھی یہ نفسانیت بھارت باسیوں کے اندر سے نہیں نکلتی۔ ان سب سوالات کے جوابات میں فقط اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ بھارت باسی قوانین قدرت سے مُنہ موڑے بیٹھے ہیں۔ اپنے قدیمی پاکیزہ خاطر مہرشیوں کی پاک تعلیم کو بالکل نظرانداز کر رہے ہیں۔ پرم دیو ایشور کسی قوم کے بدخواہ نہیں کسی کے خاص خیرخواہ نہیں۔ اب بھی اس ملک کا وُہی خدا ہے۔ جو پاتنجل اور بیاس کے زمانہ میں تھا۔ مگر اب وہ مہاتما اس واسطے یہاں پیدا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوسکتے۔ کیونکہ اُن کی پیدائش کے تمام اسباب اس زمین سے گم ہو چکے ہیں۔ جو قوم مالک کائنات کے قوانین کی فرمانبرداری سے مونہہ موڑتی ہے وہ بلاشک عذاب میں گرفتار ہوتی ہے۔ یہی غفلت بھارت کے عذاب کا موجب بن رہی ہے +

(۳)، یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اوتار کی پیدائش کسی قوم میں صرف اس صورت میں ظہور میں آتی ہے۔ جب کہ قومی حالات۔ ملکی معاملات کے اندر ایک ایسی قسم کی تبدیلی پیدا ہو جاوے کہ اس میں ایشوری طاقت یا کائناتی قوت کا انکشاف کسی نہ کسی شکل میں لازمی بن جاوے۔ اس میں شک نہیں کہ اوتار یا مہاپرش ادہر سے آتے ہیں۔ وہ حالات سے پیدا شدہ اشخاص نہیں ہوتے۔ ہزاروں دفعہ انسان اور حالات اُن کے انتظار میں رہتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں آتے۔ وہ خود بخود آتے ہیں۔ مگر تاہم حالات کو تعلق ان سے ضرور ہے۔ وہ حالات سے کشش ہوتے ہیں۔ حالات اُن کو بلواتے ہیں۔ کائنات کی اندرونی طاقتیں بیرونی دنیا کی تکالیف کا ملاحظہ کر غضب میں آتی ہیں۔ بیرونی غلاظت اندرونی صفائی کو ناممکن بنادیتی ہے۔ اسی واسطے اندرونی پاکیزگی اپنے جلوہ کو عیاں کرتی ہے اور دنیا کا رُخ بصحت کرتی ہے۔ اس کائنات میں ہر جگہ اپنی صحت یا تندرستی پیدا کرنے کا مادہ موجود ہے۔ تمام بیماریوں میں ادویا محض اس مادہ صحت کے واسطے راستہ صاف کردیتی ہیں۔ صحت بادۂ قدرت ہے۔ اور جونہی راستہ اپنا صاف پاتی ہے اپنا جلوہ عیاں کردیتی ہے۔ ویسے ہی دنیا کا حال ہے۔ اوتار اس جلوہ صحت کا جلوہ گر ہے جب کائنات کے اندر بداخلاقی کی غلاظت تمام عنصروں میں اور عناصر کے تمام محکمات میں پھیل جاتی ہے۔ تو اوتار کا ظہور لازمی بن جاتا ہے تاکہ کائنات کا رُخ بصحت ہو۔ اوتار قدرت کا حکیم حاذق ہے۔ جب آتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام عقلمندی اور دانائی کے آلات سے مسلح ہو کر آتا ہے۔ مریضوں کا علاج کرتا ہے۔ مگر بیماری پھیلانے والی غلاظت کو اپنی پوری طاقت سے بربادی و غارت گری کا نشانہ بناتا ہے۔ مہاتماؤں کی حفاظت عابدوں کی خبرگیری۔ نیک مردوں کی امداد اُس کا خالص فرض ہوتا ہے۔ بدمعاشوں کی بربادی۔ ظالموں کی سزا دہی۔ گنہگاروں کی سرکوبی اس کا خالص مقصد ہوتا ہے۔ دھرم جگت کی صحت ہے۔ جیسے صحت بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ویسے ہی دھرم کے بغیر کائنات کا قیام ناممکن ہے۔ جیسے صحّت کو حکیم پیدا نہیں کرتا۔ کوئی دوائی اس کو حکماً ظاہر نہیں کر سکتی۔ جہاں مادہ صحت بالکل کمزور ہو گیا ہو وہاں دوائی کارگر نہیں ہو سکتی۔ ویسے ہی اوتاری جلوہ سے صرف وہی مریض فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جن کا مرض لاعلاج بننے کی حد تک نہیں پہنچا ہے۔ گناہ سے لاعلاج مریضوں کی درستی ہمیشہ بربادی ہے۔ تاکہ وہ دوسرا قالب حاصل کر آپنے بدکرداری سے آیندہ باز آویں۔ جب انسان کا اعتقاد نیکی۔ عبادت۔ پرہیزگاری یعنی پروپکار و بھگتی و گیان کے تمام تاثرات سے مفقود ہوتا ہے تو گناہ کا مرض لاعلاج بنتا ہے۔ ایسے شخص کی سزا فنا ہی ہے ٭ اوتاری جلوہ تاریخ

اوتار - مہاپُرش - ہیرو

دنیا کی شکل بالکل پلٹ دیتا ہے۔ اوتار سے نیا زمانہ اپنا آغاز پکڑتا ہے۔ دنیا میں ہمیشہ نئی روح اور نئی زندگی داخل ہوتی ہے۔ تاریخ اس جلوہ کو اپنا مضمون بناتی اور ٹھیراتی ہے۔ اوتار سے مہاپرش۔ مہاپرش سے ہیرو شکتی حاصل کرتے ہیں۔ تاریخ ہیروز کی سوانح عمری ہے۔ عوام الناس ہیرو کو اپنا معراج بناتے ہیں۔ اُس کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ہیروز کا ظہور ہر ایک زمانہ میں اور ہر ایک ملک میں گاہے گاہے ہوتا رہتا ہے۔ ہیرو ضرورت زمانہ کو سمجھتا ہے۔ زمانہ کے مطابق اپنے قومی حالات کو بناتا ہے۔ مگر ہیرو یا مہاپُرش زمانہ کا غلام

نوٹ: ... کنس وغیرہ کی بربادی کی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہوتا ہے۔ وہ زمانہ کو آگے لے جاتا ہے۔ مہاپُرش کا معراج ہمیشہ
اخلاقی یا روحانی ہوتا ہے۔ وہ اپنی حدود بندی کو بخوبی سمجھتا ہے اُس
کی برکت سے دنیادار اصلی فیض زندگی حاصل کرتے ہیں۔ وہ پولیٹیکل
میدان کا کام ہیرو کے واسطے خالی کر دیتا ہے۔ ہیرو اس اخلاقی اور
روحانی معراج کو پولیٹیکل دنیا میں مستعمل کرتا ہے۔ قوم کی باگ ڈور پکڑتا
ہے۔ اپنی جان کو معرضِ خطر میں ڈالتا ہے۔ اس کا دل قومی تکالیف کو
کماحقہٗ محسوس کرتا ہے۔ وہ گرتا ہے۔ پھر اُٹھتا ہے۔ گاہے گاہے
پردۂ کدورت چھپا جاتا ہے۔ جسم بداعمالی کا مرتکب بھی بنتا ہے۔ مگر چونکہ نیت
ہمیشہ نیک ہوتی ہے اس واسطے اُٹھتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ آئندہ اس
حرکت سے باز رہنے کی تدابیر سوچتا ہے۔ ہیروز قوم کو خبردار کرتے ہیں۔
زمانہ کے حالات کو تبدیل کرتے ہیں۔ مردہ دلوں کو بھی جگا دیتے ہیں +
اوتار۔ مہاپرش۔ ہیروز کا مقابلہ کرنا۔ ان کو باہمی مقابلہ کے امتحان میں
نمبر دینا اس کتاب کا مقصد نہیں ہے۔ اور نہ ہی مہان آتماؤں کی شکتی
کو ماپنا ہمارے واسطے مفید مطلب ہے۔ اس دنیا میں ہر ایک قوت قیمتی
ہے ہر ایک اپنی جگہ میں قابل قدر ہے۔ ہر ایک کی کائنات کو ضرورت
ہے۔ اپنے اپنے میدان میں ہر ایک قابل عزت و تعظیم و تکریم ہے۔ ہر
ایک اپنی اپنی تکالیف اور امتحان رکھتا ہے۔ جس میں کامیابی ہر ایک
کے واسطے موجب عزت بنتی ہے۔ ہر ایک زمانہ کی ضروریات بھی علیحدہ
علیحدہ ہوتی ہیں۔ اس واسطے باہمی مقابلہ محض حماقت کی دلیل ہے۔
البتہ اتنا عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ اوتار تہذیب کا معراج ہے مہاپُرش
تہذیب کا معمار ہے۔ ہیرو اس عمارت کا محافظ ہے۔ جب کوئی تہذیب
اوتاری جلوہ کو حاصل کر لیتی ہے تو وہ تکمیل [illegible] کو پہنچ جاتی ہے جس
زندگی میں اوتاری جلوہ کا پرکاش پورے طور پر نمودار ہوتا ہے۔ وہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سا کھشات مکتی یا مکمل آزادی کی تحصیل ملتی ہے - ہیرو - مہاپرش دونو
اپنے اپنے اندر اس جلوہ کو رکھتے ہیں - اس سے جیتے ہیں اس سے اپنی تمام
تکالیف میں امداد حاصل کرتے ہیں - اس سے اپنی تمام طاقت و قابلیت کی
تحصیل کرتے ہیں - اوتاری جلوہ ایشوری نمود ہے - خدائی ظہور ہے مہاپرش
یا ہیرو اس جلوہ کا انکشاف کنندہ ہے + اوتاری جلوہ کا مفہوم نہایت باریک
روحانی رمز کی فہمیدگی ہے - جس کا پورا پورا بیان اس کتاب میں مشکل ہے
مگر اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اوتار - تبدیلی کائنات تغیر و تبدل حالات
حادثات و آفات کے اثرات سے ہمیشہ محفوظ رہتا ہے - وہ حادثات کا
محکوم نہیں ہے - بلکہ حاکم بن کر زندگی بسر کرتا ہے - مہاپرش فلسفانہ
زندگی کو اپنا مقصد بناتا ہے - اور دوسروں کو اس کا اپدیش کرتا ہے -
حادثات سے بچاؤ کے واسطے فلسفہ اور اخلاق کو اپیل کرتا ہے برداشت
کرتا ہے - گاہے گاہے جیسے مسیح کی صورت میں مالک کائنات سے فریادی
رس ہوتا ہے - مگر ہمیشہ ایشوری طاقت کا پورا جلوہ رکھتا ہے ہیرو حادثات
و آفات کا مقابلہ کرتا ہے - گرتا ہے - اٹھتا ہے - آخر غالب آتا ہے سب
انسان ہیں - مگر آتما ایک حالت سے دوسری حالت میں داخل ہوتا ہوا
مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے - مختلف منازل ترقی میں مختلف جلوہ
کا ظہور ہوتا ہے - جوں جوں جلوہ بڑھتا جاتا ہے - آتمک پرکاش کا نمود
بڑھتا جاتا ہے +

(۶) ہیرو تہذیب کا محافظ ہے - وہ اس کی عالیشان عمارت کی تمام جد و
جہد سے - تمام قربانی سے حفاظت کرتا ہے - اس کے بگاڑنے والوں کو
سزایاب کرتا ہے - مہاپرش اس کا معمار ہے - یہ تمام عمارت تہذیب
مہاپرشوں کی ساخت ہے - دنیا سے ان منور ارواح کو علیحدہ کر دو - تمام
تہذیب چکنا چور ہوتی ہے - علم و سائنس فلسفہ کے میدان میں سب اختراعات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انہی کے دماغ و دل کا ظہور ہیں۔ مگر تہذیب کیا ہے۔ تہذیب قدرت کی فتح ہے۔ جوں جوں اس قدرت کے عناصر پر انسان کا غلبہ بڑھتا جاتا ہے اس کے معلومات کے ساتھ ہی اس کی طاقت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ علم اور طاقت۔ ایک ہی قوت کے دو مختلف روپ ہیں۔ علمدان ہمیشہ طاقتور ہوتے ہیں بے علم ہمیشہ کمزور ہوتے ہیں۔ تہذیب کا معراج تمام قدرت کی فتح ہے۔ جوں جوں حضرت انسان قدرتی طاقتوں سے کام لینا سیکھتا جاتا ہے۔ وہ بیرونی اشیا اور حیوانات کی امداد سے فارغ البالی حاصل کرتا جاتا ہے۔ ریل و تار ایجاد ہوئی۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ ہاتھیوں کی امداد سے سرخروئی حاصل ہوئی۔ جس قدر جلدی اور جتنا فاصلہ ریل و تار طے کر سکتی ہے۔ ان حیوانات کی امداد سے طے ہونا ناممکن ہے۔ حضرت انسان نے آگ اور پانی کی طاقت سے کام لینا سیکھا۔ اور حیوانات کی غلامی سے آزادی حاصل کی۔ ویسے ہی جہازرانی کو خیال فرما دیں۔ سٹیم انجن کی ایجاد سے دنیا میں عجیب و غریب ہل چل مچ گئی۔ حضرت انسان تھوڑے سے کمالات سے باخبر ہوا۔ اور اُس کی ساری زندگی پلٹ گئی۔ تجارت صنعت اور حرفت کے بازاروں میں جو آج کل رونق موجود ہے۔ وہ پچھلے زمانوں میں ناممکن القیاس تھی۔ انگلستان میں جدھر جاؤ۔ انجن کا دھواں آنکھوں کے سامنے نمودار ہوتا ہے۔ جوں جوں سائنس بڑھتا جاتا ہے کارخانوں کی تعداد روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔ پہلے جو کام انسان ہاتھ سے کرتا تھا اب اُس کو مشین کرتی ہے + خوبصورتی میں کام میں۔ وقت میں۔ لاگت میں۔ قیمت میں غرضیکہ ہر ایک پہلو میں رعایت اور کفایت ملتی ہے گاڑیوں کی بجائے موٹر کار چلتے ہیں۔ سوت مشین کاتتی ہے۔ کپڑا مشین بُنتی ہے اناج مشین کاٹتی ہے۔ کھانڈ مشین بناتی ہے۔ زندگی کے تمام لوازمات اب مشین کی امداد سے طیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں مشین نہیں پہنچی وہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر ایک بیوپار کی سرد بازاری ہے۔ جہاں یہ پہنچ گئی وہاں ہر ایک تجارت نے گرم بازاری حاصل کی۔ یہ انسان کی قدرت پر فتح کا نتیجہ ہے۔ مغربی لوگ اس فتح کے قائل ہیں۔ وہ بخوبی سمجھتے ہیں۔ کہ ایک زمانہ آئیگا کہ انسان تمام قدرت پر فاتح ہوگا۔ اور یہ قدرت اُس کی حسب خواہش ہر ایک کام سر انجام دیگی۔ یہی تہذیب کا معراج ہے +

(۵) مگر ایک طرف نو انسان بیرونی اوزاروں سے اندرونی قدرت کے باریک پردوں میں اپنے گذر کو ناممکن پاتا ہے۔ باریک اور لطیف اجزا کائنات کے سامنے اپنی دوربین۔ بیٹری۔ خردبین غرضیکہ تمام آلات سائینس کو بالکل بے سود پاتا ہے۔ قدرت کے اندر جانے سے اپنے آپکو ناقابل پاتا ہوا اپنی عقل و فکر کو شک و وہم کا شکار پاتا ہے۔ دوسری طرف جوں جوں قدرت کی بیرونی طاقتیں قابو میں آتی جاتی ہیں۔ حضرتِ انسان اپنے نخوت و تکبر میں اُس کی اندرونی طاقت سے ایمان کھوتا جاتا ہے۔ اس اندرونی طاقت پر ایمان کی معدومیت سے اخلاقی ذمہ داری ساتھ ہی کافور ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ اس قدرت کی مخلوقات سے حسب منشائ سلوک کرتا ہے۔ مغرب کے اعلےٰ سے اعلےٰ سائنس دان جو سلوک محض تجربات کی خاطر حیوانات کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ افریقہ کے سخت سے سخت وحشی بھی اُن سے اپنا پیٹ پالنے کی خاطر نہیں کرتے۔ سائنس کی تہذیب اس بے زبان مخلوقات پر کوئی رحم نہیں کرتی ہے + دراصل بات یہ ہے کہ یورپ کے بڑے سے بڑے سائنس دان اس نیچر کو اخلاقی قابلیت یا قوت سے خالی قرار دیتے ہیں۔ وہ قدرت کو [illegible] یعنی اخلاقی حس سے خالی مفہوم کرتے ہیں۔ اُن کے سامنے طاقتور کمزور کو نگل جاتا ہے۔ مگر یہ قدرت رحم نہیں کرتی۔ کمزور کے واسطے پناہ نہیں بخشتی۔ ظالم کو فوراً سزا نہیں دیتی۔ پاپی پھلتے پھولتے ہیں۔ غریب معصوم آفات کا شکار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتے ہیں۔ ایک طاقت ور دوسرے کم زور حیوان کو کھا جاتا ہے۔ ایک طاقتور قوم دوسری کمزور قوم کو ہڑپ کر جاتی ہے۔ یہ ظہورات ہر روز مشاہدہ میں آتے ہیں۔ ایک دغاباز۔ ریاکار شخص دوسرے معصوم کو ٹھگ لیتا ہے۔ دنیا میں سب طرف جوابازی کا کھیل چل رہا ہے۔ مغربی سائنس دان اس قدرت کو رحم۔ ہمدردی سے بالکل خالی معلوم کرتے ہیں۔ اس واسطے وہی تہذیب جو اس سائنس کی عالیشان عمارت ہے۔ رحم۔ ہمدردی۔ سخاوت کے خیالات سے پہلوتہی کرتی ہے۔ حضرت انسان کچھ تو پیدائش سے ہی خود غرض ہے۔ مگر سائنس کی تہذیب اس خود غرضی کو نفسانیت اور خود پرستی کا لباس پہناتی ہے۔ خالص عبادت اور محبت سے دنیا کا ایمان خارج کرتی ہے۔ دولت پرستی ہر ایک کا مذہب ٹھہرتا ہے۔ تمام زندگی دولت کے حصول میں ضائع ہوتی ہے۔ دولت اپنی آفات ساتھ لاتی ہے۔ تکبر۔ غرور۔ نخوت کے جذبات روز افزوں ہوتے ہیں۔ ایک طرف دولت کے کرشمات بڑھتے ہیں۔ دوسری طرف افلاس سے لاکھوں جانیں تباہ ہوتی ہیں۔ مادی قوانین اخلاقی معاہدات کے پابند نہیں ہیں۔ غریب کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے دولت مند پڑوسی سے امداد طلب کرے۔ دولت مند امیر کا کوئی فرض نہیں ہے کہ وہ آفت رسیدہ پڑوسی کی امداد کرے۔

سائنس کی کمزوری

ان قوانین کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں اندھیر مچا ہوا ہے۔ ہر ایک سائنس جہاں تک ممکن ہو نہایت ادنےٰ تصور تک تنزل کیا گیا ہے۔ علم پولیٹیکل اکانومی انصاف۔ ہمدردی۔ محبت کے تمام خیالات سے طلاق حاصل کر خود غرضی کی نہایت ناقص بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ علم مکاشفہ زندگی انسان حیوان۔ نباتات کی اندرونی زندگی سے آتما کو علیحدہ کر چکا ہے اور سائنس دان ہڈیوں۔ رگوں پٹھوں کے کیمیائی اتحاد میں منبع زندگی کے متلاشی بن رہے ہیں۔ سائنس ہر ایک اعلیٰ حالت کو ادنےٰ حالت سے حل کرنا چاہتا ہے۔ انسانی دنیا کے حالات کو معلوم کرنے کے ناقابل یہ علم حیوانات اور نباتات میں گھومتا ہے۔ یہ شہری و نظم طبعیات سے آخر سائنس علم (میکانکس mechanics) میں پہنچا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(قدرت کو مشین منفر رکر) یہ علم مشین کے ذریعہ قدرت کے رموز کامل کرنا چاہتا ہے یہ آدمی کے خون۔ دماغ ہڈیوں رگوں کا امتحان کرتا ہے۔ اس کی قوت باصرہ سامعہ شامہ لامسہ کو آزماتا ہے لیکن جو قوت ان سب کو عنصر یگانگت میں لاتی ہے جو ان سب قواعد کو باضابطہ بنانی اور رکھتی ہے اس سے یہ بالکل بے خبر ہے (اس اصول زندگی سے بیخبر) یہ باہمی مقابلہ عداوت نفرت پر یہ انسانی سوسائٹی کی ہستی قائم کرتا ہے اسی واسطے نہایت اعلےٰ اجزا کی قائمی یا زبردست جانداروں کی باہمی کشمکش میں فتح کا اعلان دیتا ہے لیکن جب ہم اس رمز سے واقف بن جاتے ہیں کہ ہمارے تمام حواس اور محسوسات ایک عالمگیر اور قائم بالذات ذات سے وہی واسطہ رکھتے ہیں جو کہ درخت کی شاخیں اس کے تنہ سے رکھتی ہیں تب ہم قدرت میں ایک مکمل اور بے خطا سائنس سے باخبر بنتے ہیں اور ہمارے تمام متعلقات اس عالم میں اپنے اصلی معنوں میں معلوم ہوتے ہیں۔ ایڈورڈ کارپینٹر

(۷) سائنس کا کمال مادی پہلو میں خواہ کیسا ہی حیرت انگیز ہو مفید ہو یادگار زمانہ ہو مگر اخلاقی پہلو میں یہ ہرگز قابل تعریف نہیں ہے۔ اگرچہ امر مجبوری واجب برداشت بردباری ہو آئندہ نسل اس پر ہرگز نظر محبت سے نہیں دیکھیگی آئندہ زمانہ اس کو ہرگز خوش اعتقادی سے یاد نہیں کریگا اخلاقی قدرت آخر اپنا جلوہ عیاں کریگی اور تمام اندھیر دنیا سے مٹ جاویگا دنیا میں آواز اس کے خلاف شروع ہو گئی ہے خود مغربی باریک بین محقق خیر خواہ عالم اسکے خلاف بڑے زور شور سے باآواز بلند اعلان دینے لگ گئے ہیں۔ کارلائل۔ ایمرسن رسکن۔ جیسے باریک بین راز دان اسکے پول کو اپنی تمام فصاحت و بلاغت سے ظاہر کر رہے ہیں مگر کوئی ان سائنس دان علما سے دریافت کرے کہ اگر یہ نیچر اخلاقی حس سے بالکل خالی ہے تو اس کے اندر حضرت انسان کیوں موجود رہے یہ تو اخلاقی حس سے خالی نہیں پیدا ہوتا ہے اگر اس قدرت میں اخلاقی حس کا وجود نہیں ہے تو یہ جسمانی اور اخلاقی گناہ گاروں کو سزا کیوں دیتی ہے؟ کیا ہر ایک علم اور خیال میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محسوسیت اول درجہ نہیں رکھتی ہے کیا اقلیدس کے علم میں اصول متعارفہ سب
سے پہلے نہیں آتے ہیں؟ کیا ہر ایک خیال کی والدہ خواہش نہیں ہوتی ہے
خواہش کو تبدیل کر دو محسوسیت کو بدل دو انسان کا سب کچھ بدل جاتا ہے
اسی طرح ہر ایک علم کے اصول متعارفہ بدل دو تمام سائنس بدل جاتا ہے کیا
قدرت کے تمام واقعات ہمارے اخلاقی جذبات کو اول اپیل نہیں کرتے
ہیں اگر قدرت طاقتور جانداروں کی ہستی کو ہی قائم رکھنا چاہتی ہے تو
یہ کمزور جانداروں کو اس صفحہ ہستی سے نابود کیوں کر نہیں دیتی کیا قدرت
نے کمزور جانداروں کو ان کی حفاظت کے سامان ان کی تباہی کے
سامانات سے بدرجہا زیادہ اور عمدہ تر نہیں بہم پہنچائے ہیں؟ قدرت
اخلاقی حس سے ہی زندہ ہے مادی سائنس اس عنصر زندگی سے اغماض
کرتا ہے اور نتیجہ بھی ظاہر ہے قدرت کی غلط تحقیقات نے انسانی دنیا
کو نئی اقسام کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے جس سے زندگی ایک آفت
محسوس ہو رہی ہے گویا زندہ رہنا خون جگر کھانا ہے۔ جو اخلاقی اور جسمانی
عارضات وحشیانہ سوسائٹی میں کبھی صادر نہیں ہوئے تھے۔ اس مادی
تہذیب کے زمانہ میں ہر طرف نمودار ہو رہے ہیں درحقیقت یہ قدرت
انسان کی پیدائش پر اپنا پردہ الٹتی ہے قدرت کا سارا سین بدلتا ہے
کمزور کے واسطے انصاف اور غریب کے واسطے رحم کا اپدیش شروع
ہوتا ہے تمام قوانین کی بنیاد انہی اصول پر رکھی جاتی ہے اخلاق
کی حفاظت مقصد قانون ٹھہرتا ہے قانون اخلاق کی حدود کی
حفاظت کرتا ہے خلقت کے با اخلاق ہونے پر یہ حفاظت
فضول ٹھہرتی ہے اور بیرونی قانون بندشیں غائب ہوتی ہیں
اس لئے اخلاق کی تکمیل پر قانون ختم ہوتا ہے دراصل یہ قدرت ہمارے
اخلاقی تبدیلی کیساتھ بدلتی جاتی ہے وہی اثرات وہی حادثات جو ایک وقت میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تکلیف کا باعث معلوم ہوتے ہیں۔ ہماری اندرونی حالت تبدیل ہونے پر ہمارے واسطے مفید مطلب بن جاتے ہیں۔ قدرت کی تمام عذاب دینے والی طاقتیں ہماری اخلاقی ترقی کے مقابلہ میں کمزور اور مطیع بنتی جاتی ہیں آخر تمام قدرت ایک خالص مہاپرش کے سامنے فرمانبردار بن جاتی ہے اور اور اُس کا جلاد پن جو ہمارے عذاب کا باعث ہے ایک مہاتما کے سامنے بالکل دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت جو لوگ اس قدرت میں عذاب پھیلاتے ہیں وہ خود بھی عذاب پاتے ہیں۔ اور جو اس کے اندر نیک اخلاقی اثرات پھیلانے کا موجب بنتے ہیں وہ خود بھی شانتی اور سنتوش پاتے ہیں +

(نیچر کا اخلاقی جلوہ) نیچر بے خطا ہے۔ باسلیقہ ہے۔ خوبصورت ہے۔ اپنے قانون کی پوری پابند ہے۔ پوری منتظم ہے۔ باخبر ہے۔ باعلم ہے۔ مگر ساتھ ہی رحم اور محبت سے بھری ہوئی ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ پہلی صفات رکھتی ہو۔ لیکن اخلاقی حس سے خالی ہو۔ مگر اخلاقی حس اس کا سب سے اعلےٰ جزو ہے۔ اور اس واسطے اس کا ظہور اعلےٰ طبقات عالم پر پورے جلوہ میں نمودار ہوتا ہے۔ جوں جوں انسان حیوانی جذبات سے متنفر بن قدرت کے اعلےٰ منازل میں داخل ہوتا جاتا ہے وہ اس جلوہ سے باخبر بنتا جاتا ہے۔ باخبر بننے پر وہ اس اخلاقی حس کے آنند کو اپنے اندر محسوس کرنے لگتا ہے جوں جوں اخلاقی آنند بڑھتا جاتا ہے۔ انسان ہیرو۔ مہاپرش کے درجہ و رتبہ کو حاصل کرتا جاتا ہے۔ اخلاقی حس تمام کائنات میں موجود ہے۔ تمام موجودات بااخلاق ہے یہ اخلاق سے ہی زندہ ہے۔ پتھر اور معدنیات بھی بااخلاق ہیں۔ ہر ایک چیز اپنا دھرم رکھتی ہے جس کی وہ پیروی طبعاً کرتی ہے زندگی اور نور تمام کائنات کی جان ایک قوت ہے۔ ہمارے جذبات محبت کا تمام قدرت جواب دیتی ہے۔ تمام مادہ۔ ہماری اخلاقی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔ قدرت میں کوئی شے مردہ نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ ہر ایک چیز جاندار ہے۔ اس عالم ہستی میں موت محض تبدیلی شکل ہے زندگی تمام قدرت کی خاصیت ہے۔ پتھر اور دھات میں اخلاق غیر منکشف حالت میں ہے۔ حیوانات میں یہ اپنی منزل اول میں ہے۔ انسان کے اندر یہ اپنا جلوہ عیاں کرتا ہے ٭ یاد رکھو کہ ایک ذرہ دوسرے ذرہ سے نہیں ملتا جب تک دونوں کے درمیان قوت اتصال نہ ہو۔ اس قدرت میں ایک شے دوسری شے کو خود بخود کشش کرتی ہے۔ سورج زمین کو۔ زمین سورج کو۔ سورج سیارگان کو سیارگان سورج کو۔ ایک مادہ دوسرے مادہ کو۔ ایک عنصر دوسرے عنصر کو کشش کرتا ہے۔ یہ تمام قدرت ایک زنجیر میں مسلسل ہے۔ ہر ایک عنصر معہ اپنے تمام محکمات ہستی کے اس زنجیر کی ایک لڑی ہے۔ یہ زنجیر پریم ہے۔ یہ تمام قدرت اسی کی مظہر ہے۔ جب قالب انسان میں اس پریم کا جلوہ آشکارا ہوتا ہے۔ تمام دکھ درد مٹ جاتا ہے یہی دنیا فردوس میں تبدیل ہوتی ہے۔ اس پریم کا اوتار جلوہ گر ہے۔ تمام تہذیب کا یہی معراج ہے۔ بھگوان کرشن مہاراج شری مکھ سے فرماتے ہیں:۔

अवजानंति मां मूढा मानुषीं तनुमाश्रितम्
परं भावमजानन्तो मम भूत महेश्वरम्
मोघाशा मोघकर्माणो मोघ ज्ञाना विचेतसः
राक्षसी मासुरीं चैव प्रकृतीं मोहिनी श्रिताः

میں عالم کا صاحب ہوں۔ اور انسانوں کے جسم میں مقیم ہوں۔ جو نادانوں کی خواہشیں جھوٹی فعل بے نتیجہ۔ اور علم بے معنی ہے۔ جو کم ہیں اور شیطانی اور نفسانی خصلت رکھتے ہیں وہ میری اعلیٰ حقیقت کو جانکر میری یاد نہیں کرتے ٭

(۷) پیدائش دنیا سے آج تک سب مہاتما اخلاقی تکمیل میں کوشاں رہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام فلسفہ دان قدرتی زندگی کو مقصد زیست قرار دیتے ہیں۔ ہرایک زبانہ
میں ہرایک ملک کے باریک بین علم دان قدرت کے ساتھ یگانگت کا اُپدیش
کرتے ہیں۔ یہ قدرت انسان کی ہرایک مشکل کا حل رکھتی ہے۔ جس قوم میں
اس کی آزادانہ تحقیقات بڑھتی ہے اس کا رُخ بجانب ترقی ہوتا ہے جہاں
اس کے قوانین پر تمسخر کیا جاتا ہے وہاں عذاب دنیا ہی برپا ہوتی ہے۔
اہل یونان قدرت کو خوبصورتی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کے ہرایک
نور کو خوبصورتی کا مظہر جانتے ہیں۔ اہل مدارس کو درگا بنا کر پوجتے ہیں۔
چنانچہ تمام قدیمی اقوام میں اس قدرت کی خاص پرستش موجود تھی۔ اس
کے ہرایک نظارہ کے سامنے لوگ سجدہ میں گرتے تھے۔ شاعر اس قدرت
کو اپنا مضمون بناتا ہے۔ اس کے ہرایک عمل میں پوری دلچسپی لیتا ہے
اس کے سلیقہ اور انتظام کی مدح میں اشعار لکھتا ہے۔ درحقیقت ہرایک
ملک میں تہذیب کا اول راگ شاعر گاتا ہے۔ شاعر سے فلسفہ دان علم
اندوخت کرتا ہے۔ فلسفہ سے سائنس بہرہ ور ہوتا ہے۔ جہاں
علم شاعری نہیں وہاں کوئی تہذیب نہیں۔
(شاعر اور سائنس دان) جہاں علم شاعری کا کمال ہے۔ وہاں تہذیب کی
بھی ترقی ہے۔ جس قوم میں خالص اور پاک شاعر پیدا نہیں ہوئے۔
ان میں آج تک کوئی تہذیب ظاہر نہیں ہوئی۔ شاعر اپنی باریک نظر سے
تمام کائنات کا مطالعہ کرتا ہے اپنی سریلی مست آواز سے اس قدرت کی
اندرونی اور بیرونی خوبصورتی پر شیدا ہو۔ وجد کا راگ گاتا ہے جو شخص
ایسی مستانہ آواز کو نہیں سن سکتے وہ واقعی شیکسپیئر کے قول کے مطابق
جلا وطنی کے مستحق ہیں۔ شاعری کھوج پر فلسفہ دان اپنا قدم دھرتا
ہے۔ ہرایک ملک میں تہذیب یہی رُخ اختیار کرتی ہے۔ انگلستان
کی تمام موجودہ ترقی کے بانی مبانی سپنسر شیکسپیر۔ ملٹن ہیں۔ اسی طرح جغرافیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شاعروں کی بدولت موجودہ سائینس اس فخر و عزت کو حاصل کر سکا ہے۔
تمام معلومات سائنس انہی عالی خیال شاعروں کی بدولت مغرب میں ظاہر
ہوئے ہیں۔ شاعر راستہ دکھلاتا ہے۔ سائنس دان چلتا ہے۔ شاعر
بدرقہ ہے سائنس دان مسافر ہے۔ ایک کے بغیر دوسرا چل نہیں سکتا۔
جس قدر صادق۔ بلند پرواز۔ عالی دماغ شاعر ہے۔ اسی قدر سائینس کی
بلندی میں مددگار رہتا ہے ÷

یہی ترتیب ہندو تہذیب میں موجود ہے۔ ویدک رشی پورے بلندپرواز
اور نیچر کے حقیقی رازدان ہیں۔ اُن کی بلند پروازی کے سامنے دنیا
کی تمام عالی خیالی۔ شاعرانہ بلندی محض بچپن کا کھیل ہے۔ مگر صرف
بلند پروازی ہی نہیں ہے بلکہ قدرت کا حقیقی علم ہے جس کے وید
رازدان ہیں۔ اعلیٰ رموز کائنات کو جس خوبصورتی سے وہ گاتے ہیں جو خود
آج تک اس صفحہ ہستی پر نہ کوئی بشر گا سکا ہے اور نہ ہی کوئی شاعر
گا سکیگا۔ قطع نظر خوبصورتی اور عبارت آرائی کے جو اپنے ہر ایک وضع اور
قطع میں نرالی ہے۔ ویدک منتر قدرت کا نیچ منتر ہیں۔ یعنی ایک ایک
منتر سے خاص خاص قوتیں اس کائنات کی حضرت انسان کے مطیع
ہوتی ہیں۔ منتر کو مفہوم کر لو۔ اس کا دیوتا تمہارا دوست۔ مددگار رہتا ہے
زمانہ کے ادبار سے۔ علم کی کمی سے یہ باریک رموز بھارت باسیوں کے ہاتھ
سے دور ہو چکا ہے۔ مگر ویدک رشی اس سے پورے باخبر تھے۔ اور یہی
وجہ تھی کہ وہ تمام قوتوں پر پورے قادر تھے۔ ویدک منتر شعر خوانی نہیں ہے
بلکہ یہ علم قدرت ہے جو قدرت نے اپنی زبان سے خود گایا ہے۔ اس کی
خوبصورتی اور صنائع سے غطا ہے کیونکہ یہ قدرت کا اپنا گایا ہوا راگ ہے۔

(ویدوں کی عظمت) ہندو رشی نہ تو نیچر پرست ہیں۔ نہ ہی عناصر پرست
ہیں۔ نہ ہی دنیا پرست ہیں۔ وہ اس طاقت لازوال نور کائنات۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے صادق عابد ہیں۔ جس سے یہ تمام عناصر اپنے اپنے ضابطہ میں قائم۔
معین سلیقہ سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ جس سے نیچر زندہ ہے جو نیچر کا دیو
ہے۔ جس کی پوجا تمام قدرت خود بخود کر رہی ہے۔ جس کا یہ جلوہ ہے۔
البتہ اس پاک ذات کا ہر ایک ظہور اُن کے پاکیزہ دل میں وجد پیدا
کرتا ہے۔ عاشق حقیقی اس رمز محبت کو مفہوم کرتا ہے۔ وجد عشق میں
دین و دنیا کو بھولتا ہے۔ آتما خود بخود بولتا ہے ÷

वेदाहमेतमपुरुषं महान्त मादित्य वर्णम् तमसः परस्तात् ।
तमेवविदित्वा अति मृत्युः मेति नान्यः पन्था विद्यंत अयनाय

میں اُس پرش کو جو اس کائنات میں سب سے اعلیٰ ذات ہے
جو خود منور ہے۔ جس میں تاریکی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ جانتا ہوں۔
سی کو جانکر ہی موت کے پنجہ سے انسان رہائی حاصل کرتا ہے۔ اس
رشٹی سے گذرنے کے واسطے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے ÷

رشی ہر ایک منتر میں درشٹا ہے۔ وہ قدرت کے باریک مستانہ راگ کو
نتا ہے اور گاتا ہے۔ رشی ملہم ہے مگر مصنف نہیں ہے۔ یہ قدرت اپنے رنگ
ہر جگہ گا رہی ہے۔ تمام طبقات عالم میں یہ راگ حقیقی ہمیشہ گایا جا رہا ہے
یدک رشی اپنی باریک روحانی حواس سے اس راگ کو سنتے ہیں اور
تے ہیں اسی واسطے وید کا نام شرتی ہے یعنی جو کچھ سنا گیا ہے۔ جیسے
مصنوعی مٹی کے جانوروں اور قدرتی جانوروں میں فرق ہے ویسے ہی مصنوعی
کلات ہرگز الہام نہیں ہو سکتے۔ الہام کسی خاص کتاب پر محدود نہیں
ہے۔ اس کا مصنف کوئی خاص انسان نہیں ہے۔ ایشوری گیان نرالا
ستور بالذات ہے یہ ہمیشہ موجود ہے۔ جو شخص اس کائنات میں اپنے آپکو
کا ٹھیکہ دار قرار دیتا ہے اور دوسروں کو کافر اور ملعون ٹھہراتا ہے وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گنہگار رہتا ہے ؞

(۸) ہندو رشی مبالغہ آمیزی - خیال پرستی - وہمات پرستی کے دا
عموماً مطعون ہیں - موجودہ زمانہ کے نکتہ چین - مغربی روشنی سے بہرہ ور اص
کی نظر میں ہندو رشی عالم فرضی میں بود و باش رکھتے ہیں - ان کو اس
کے معاملات میں بہت کم درک ہے - اپنے خوض و فکر میں مستغرق
دن رات اپنے خیالات میں مبتلا - وہ عالم خیالی میں زندگی بسر کرتے
ضروریات زندگی سے غافل - لوازمات ہستی سے لاپرواہ وہ اپنے ر
اور جسم کو فرضی باتوں میں لگاتے ہیں - ان کا دعوے ہے کہ وہ یا
تکلیفات زندگی سے خوف زدہ ہو کر ان کو برداشت کرنے کے ناقابل
جنگلوں کا راستہ لیتے ہیں - جہاں سخت ریاضتوں سے اپنے دل
تمام طاقت حس کو بدر کر ڈالتے ہیں اور جسم کو ناقابل محسوسیت بنا
ہیں - جیسے کوئی آدمی چرس پیکر مدہوش ہو جاتا ہے - یا شراب پی کر
غم غلط کر لیتا ہے - ویسے ہی رشی جسمانی ریاضتوں سے اپنے اج
ناقابل بنا لیتے ہیں تاکہ دنیا کا دکھ درد ان کو محسوس نہ ہو سکے ؞ ان
کے جواب میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے - کہ ہندو رشی ان معترضو
(ہندو زندگی) سے زیادہ سرگرمی سے اس زندگی کے معاملات کو سرانج
تھے - قطع نظر چند شاذ و نادر مہاتماؤں کے ہمیشہ شادی کرتے تھے
گرہست کے تمام فرائض کو موجودہ لوگوں سے زیادہ دلچسپی سے پورا کر
تھے - راج پاٹ کا انتظام خود کرتے تھے مقدمات فیصل کرتے
راجاؤں کو ملکی معاملات میں مشورہ اور صلاح دیتے تھے - گرد کلوا
تعلیم دیتے تھے - اپدیش کرتے تھے - کتابیں تصنیف کرتے تھے
جگہ گھوم کر دنیا داروں کو شاستر اور برہم گیان کا لیکچر دیتے -
غرضیکہ زندگی کے تمام کاروبار کو بڑے استقلال اور صبر سے پورا کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نگران تمام معاملات کی ادائیگی میں ہندو رشی آجکل کے نکتہ چین اصحاب کے بالکل برعکس خودنمائی یا خودپرستی سے بالکل مبرا تھے۔ فرض کو فرض کی خاطر پورا کرتے تھے۔ معاملات دنیا کے درہم برہم ہونے پر نہ روتے پیٹتے تھے۔ نہ اپنی کامیابی پر خوش ہو دوسروں کو نخوت یا تکبر سے دیکھتے تھے۔ مگر ست دھرم کا پورا کرنا ایک عبادت تھا۔ معاملات دنیا کی ادائیگی فرض مذہبی تھا۔ رشی اس نفسانیت سے بالکل خالی تھے جو موجودہ تہذیب کی لاعلاج بیماری بن رہی ہے + رشی خودکشی کو آتم ہتیا ٹھیراتے ہیں۔ وہ انسانی محسوسات کو کچلنا مہا پاپ قرار دیتے ہیں۔ بلکہ وہ خود ضبطی سے دائرہ محسوسات کو وسیع کرتے ہیں۔ وہ دھرم - ارتھ - کام - موکش سب کچھ سکھلاتے ہیں۔ مگر ان تمام کے پورا کرنے میں دھرم ہر جگہ اصول ہے۔ اور موکش یعنے نجات منزل مقصود ہے۔ رشیوں کا ہر ایک عمل دھرم سے شروع ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کا مقصد موکشس یعنی آزادی ہے۔ اس فلسفہ کو وہ انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں +

جنگ مہابھارت بھارت کے زوال کی علامت خیال کی جاتی ہے۔ مگر ان ایام میں دھرم کا بھاو میدان جنگ میں بھی ابھی زندہ نظر آتا ہے۔ دھرم یدھ شروع ہوتا ہے۔ بہادر جان توڑ کر لڑتے مرتے ہیں کشتری دھرم پر بلی وان ہوتے ہیں۔ یدھشٹر دھرم کا محافظ ہے۔ میدان کارزار میں درون آچاریہ اور بھیشم کے پاؤں پر سر رکھنے جاتا ہے۔ طرفین کی سپاہ دیکھ کر حیران ہوتی ہے۔ دونوں بزرگ اشیرباد سے رخصت کرتے ہیں + کرن کا رتھ زمین میں دھس جاتا ہے۔ اس کا حریف ارجن اس کو موقعہ دیتا ہے کہ وہ اپنا رتھ زمین سے نکال پھر لڑائی کے واسطے طیار ہوسکے۔ اکثر اوقات فریقین دن کو لڑتے بھڑتے ہیں رات کو ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی خیمہ میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے گلے ملتے ہیں۔ بھیشم زخمی ہونے کی حالت میں بھی پانی اپنے جانی دشمن ارجن کے ہاتھ سے ہی پیتا ہے۔ درون اچاریہ نزع کے وقت بھی اپنے دشمن یدھشٹر کی زبان و قول پر پورا اعتبار کرتا ہے۔ کرن بھیم سین کو پکڑتے ہوئے بھی سخاوت اور فیاضی سے کام لیتا ہے اور اُس کی جان بخشی کرتا ہے۔ کرشن اپنے دوست ارجن کی خاطر اپنی پرتگیا کو توڑتے ہیں۔ بھیشم کی طرف رتھ کا چکر لے مارنے کو طیار ہوتے ہیں۔ حریف بھیشم ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے کہ مہاراج نے اُس کی پرتگیا کو پورا کر دکھلایا۔ یہ سب کچھ اخلاقی تہذیب کے کرشمات ہیں۔

ہندو تاجر دوکان کرتے ہیں۔ جہاز رانی کرتے ہیں۔ بیوپار کرتے ہیں مگر اپنی زندگی کا اصلی مقصد روپیہ نہیں بناتے ہیں۔ بھارت میں تمام اقسام کی کلا کوشل موجود تھی۔ بھارت کا مال۔ اٹلی۔ مصر۔ یونان کی منڈیوں میں رومن بادشاہوں کے دور حکومت تک بڑے ذوق و شوق سے خریدا جاتا تھا۔ مگر بھارت باسی سوداگر اپنی زندگی کا مقصد روپیہ نہیں ٹھہراتے تھے۔ ہر ایک بیوپار دھرم سے ہوتا تھا۔ ہر ایک خرید و فروخت میں دھرم اصول تھا۔

تاریخی رُو سے بھارت کے زمانہ ادبار میں بھی دھرم کا بھاؤ خاص و عام کے دلوں میں تر و تازہ موجود تھا۔ یونانی سیاح میگیستھنز جو ۱۵ برس تک مہاراجہ چندر گپت کے دربار میں رہا۔ شاہ سلوکس کا سفیر بن کر ہندوستان میں آیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے "تمام ہندوستان کے لوگ کفایت شعاری سے گذارہ کرتے ہیں خصوصاً جب وہ سفری زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ بیقاعدہ گروہوں میں ہرگز جمع نہیں ہوتے ہیں اسی واسطے وہ بڑی ترتیب اور ضابطگی کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ چوری نہایت ہی کمیاب ہے۔ وہ اپنی زندگی میں بڑے آسودہ حال ہیں۔ لیکن اطوار میں سادے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ کفایت شعاری اُن کے ہر ایک فعل و عمل میں موجود ہے ٭ وہ شراب کو ہرگز کبھی بھی استعمال نہیں کرتے ہیں۔ اُن کے قوانین معاہدوں کی سادگی اس امر سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عدالتوں میں جا کر چارہ جوئی نہایت ہی کم صورتوں میں کرتے ہیں۔ وہ کوئی مقدمہ بازی زر نقد امانت وغیرہ کی بابت ہرگز نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کو شاہدوں۔ گواہیوں۔ یا مُہروں مسکات وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ بلکہ وہ اپنا روپیہ ایک دوسرے کے پاس امانت رکھ چھوڑتے ہیں ایک دوسرے پر کامل بھروسہ اور اعتبار رکھتے ہیں ٭

اُن کے مال خزانے عموماً بغیر قفل اور حفاظت کے پڑے رہتے ہیں ٭

(غیر اقوام کی شہادت) برہمنوں کی حالت۔ پردہی سفیر یونان اپنے مشاہدہ سے تحریر کرتا ہے۔ براہمنوں کی عزت عوام الناس کی نظروں میں بہت بڑی ہے۔ اور ولادت سے ہی اُن کی نگہبانی خاص طور پر کی جاتی ہے۔ برہمن گرو شہر کے باہر آ کر آشرموں میں باس کرتے ہیں۔ وہ گوشت حیوانات اور دیگر لذات نفسانی سے بالکل کنارہ کش ہیں۔ وہ اپنا وقت عبادت ایشور یا وید شاستر کے پرچار میں صرف کرتے ہیں۔ ۳۷ برس تک عمر اس حالت تعلیم میں گذار دیتے ہیں۔ ہندوستان میں بردہ فروشی بالکل نہیں ہے ودیارتھی گرو کی خدمت کا کام خود کرتے ہیں ٭

فان ہان چینی سیاح تحریر کرتا ہے

ہندوستان میں گوشت خوری یا جیو ہنسیا کا نام و نشان نظر نہیں آتا ہے کوئی بشر سوائے چانڈال کے کسی جاندار کو ہرگز نہیں مارتا ہے۔ نہ کوئی شراب پیتا ہے۔ نہ کوئی گوشت فروخت کرتا ہے۔ نہ کوئی شراب کی دوکان ہے۔ نہ کوئی قمار بازی کا مکان ہے ٭

ہیون سانگ چینی سیاح تحریر کرتا ہے :-

ہندو بڑے صابر۔ راست گفتار۔ نیک باطن اور فیاض ہیں۔ وہ کسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسم کی ریاکاری اپنے کاروبار میں استعمال نہیں کرتے ہیں - اپنے وعدہ کو
ہمیشہ پورا کرتے ہیں - آخرت یا عاقبت سے بڑا خوف رکھتے ہیں - اُن کی
رسومات نہایت مہذبانہ اور حلیمانہ ہیں - اُن کے قوانین میں سزائیں نہایت
مناسب ہیں - کسی قسم کا جور و ظلم رعایا پر یا مظلوم پر نہیں کیا جاتا ہے
مارکو پالو - وینس کا سیاح جو تیرھویں صدی میں ہندوستان میں
آیا تھا ارقام کرتا ہے :-
ہندوستان کی ویش جاتی نہایت ہی عمدہ قسم کی سوداگر قوم ہے - کوئی
چیز اس دنیا میں اُن کو جھوٹ بولنے کی خاطر ترغیب نہیں دے سکتی ہے
لوگ گوشت خوری سے قطعی پرہیز کرتے ہیں - شراب کبھی نہیں پیتے ہیں
وہ اپنی زوجہ کے ساتھ بڑے وفادار ہیں - اپنے کاروبار میں اعلےٰ درجہ کے
دیانت دار ہیں - یگیوپوت دھارن کرتے ہیں - اُن میں ایک قسم کے مہاتما
جو یوگی کہلاتے ہیں - اپنے اشٹ پوجن میں مصروف رہتے ہیں - ہر ایک
یوگی ڈیڑھ سو برس یا دو سو برس کی عمر تک زندہ رہتا ہے ۔

(۹) غیر اقوام کی شہادت دینا ضروری نہیں تھا - اخلاقی تہذیب
شہادت کی محتاج نہیں ہے - مگر ان نکتہ چین اصحاب کی تسلی کی خاطر
اس قسم کی شہادتیں پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - جو اخلاقی جادہ
دنیا میں زندہ ہونے کے معتقد نہیں ہیں - مگر یہ بھارت کا زمانہ اوبار ہے
جس کا یہ تمام سیاح ذکر کرتے ہیں - مہابھارت کے زمانہ سے پہلے یہ بھارت
دنیا کا نور تھا - رشیوں کی زندگی قدرتی زندگی ہے - ان کا علم قدرتی علم
ہے - وہ اپنے ہر ایک عمل کو کسی کائناتی طاقت سے منسوب کرتے ہیں
ہر ایک کام کی خاطر ہر ایک مقصد کے حصول کی خاطر کسی دیوتا کا پوجن بتلاتے
ہیں - قدرت سے کام لیتے ہیں - مگر ہمیشہ پاک عبادت سے - جہاں
قدرت سے بلا عبادت کام لیا جاتا ہے - وہاں عذاب لازمی شرط ہے - ا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی موجودہ تہذیب کا خوفناک مرض ہے - رشی اول برکت آسمانی سے کے خواستگار بنتے ہیں - دوئم قدرت سے فائدہ کی امید رکھتے ہیں - رشی اپنے ہرایک کام میں ہرایک نتیجہ فعل کو خالص طور پر ایشور کے سپرد کرتے ہیں یہی وجہ اُن کے تمام امن و حسن اخلاق کی ہے - شری کرشن مہاراج شری مکھ سے فرماتے ہیں

देवान्भावयतानेन ते देवा भावयंतु वः

परस्परं भावयंतः श्रेयः परमवाप्स्यथ

इष्टान्भोगान्हि वो देवा दास्यंते यज्ञभाविताः

तैर्दत्तानप्रदायैभ्यो यो भुंक्ते स्तेन एव सः

यज्ञशिष्टाशिनः सन्तो मुच्यंते सर्वकिल्बिषैः

भुंजते ते त्वघं पापा ये पचन्त्यात्मकारणात्

تم اس سے دیوتاؤں کی خدمت کرو وہ تمہیں عزت دیوینگے - کوشش باہمدگر سے تم کمال درجہ کی بہبود حاصل کروگے + ریاض سے خدمت کرنے پر دیوتا تمہیں ضروری اشیا دیوینگے - اُن کا دیا ہوا - اُن کو ندیکر جو کھاتا ہے چور ہے - ریاض سے اعلےٰ شے جو کھاتے ہیں - سب گناہوں سے آزاد ہوتے ہیں - اور جو خود غرض اپنے لئے پکاتے ہیں گناہ کا مزا چکھتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب دوئم

فصل اوّل

اولاد اور والدین

(۱) ہر ایک ملک کی تہذیب کا اعلیٰ معیار اس ملک کی عورتوں کی حالت ہوتی ہے ۔ عورتوں کی ہی تعلیم و تربیت پر اس ملک کی تہذیب و ترقی مبنی ہے ۔ ان کے ہی نیک اخلاق پر ۔ نیک خیالات پر ملکی اقبال مندی اور قومی تجمل کا انحصار ہے ۔ جہاں عورتیں بدکاری میں مصروف ۔ محض لذات جسمانی کی خواہشمند ۔ روحانی علوم کی روشنی سے محروم رکھی جاتی ہیں اس ملک کی حالت بھی سخت وحشت ناک ہو جاتی ہے ۔ جہاں عورتوں کو محض سامان عیش و عشرت ۔ وسیلہ حصول لذات نفسانی کا ٹھہرایا جاتا ہے ۔ وہاں بداخلاقی ۔ قومی تنزل ۔ ادبار بھی ساتھ ہی ہمرکاب ہوتا ہے ۔ جس خاندان میں عورتوں کی عزت نہیں کی جاتی اس کی عزت بھی ساتھ ہی کافور ہوتی ہے ۔ عورت کا جسم چشمہ بقا ے دنیا ہے ۔ جو اس چشمہ کو ناپاک کرتے ہیں وہ قیام جہان اور انتظام دنیا کو بگاڑتے ہیں ۔ (عورت کی بزرگی) اور تمام امور دنیا کو درہم برہم کرنے کا گناہ سر پہ لیتے ہیں ۔ جس کی پاداش میں پہلے آپ اور پھر اُن کی اولاد گرفتار بلا ہوتی ہے والدین کے خیالات کا ورثہ اُن کی اولاد کو ملتا ہے جیسم ہے جسم اور روح سے روح اپنا پورا تعلق رکھتا ہے ۔ والدین کے تمام روحانی جذبات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن کی اولاد میں منعکس ہوتے ہیں ۔جس طرح والدین کی جسمانی امراض اُن کی اولاد میں منکشف ہوتی ہیں۔عین اسی طرح ماں باپ کے اخلاقی عارضات اور روحانی جذبات اُن کی اولاد میں اپنا نشوونما پاتے ہیں ۔ انہی جذبات پر قومی چال چلن اور ملکی اخلاق کا دارومدار ہے ۔موجودہ اہل سائنس بھی اس اخلاقی وراثت کے ویسے ہی معتقد ہیں جیسے کہ جسمانی وراثت کے ۔ والدین کے خیالات اُن کی اولاد میں ایک عجیب نامعلوم قانون قدرت کے مطابق منکشف ہوتے ہیں۔عیاش والدین کی اولاد عیاشی اور نیک اخلاق والدین کی اولاد نیک معاشی کی جانب قدرتاً مائل ہوتی ہے ۔قانون قدرت کثیف اور لطیف اجزائے کائنات میں یکساں عمل کرتا ہے ۔تخم کی تاثیر صرف نباتات میں بلکہ حیوانات اور انسان میں بھی اپنا عمل دکھلاتی ہے ۔ اگرچہ یہ عمل انسان کی صورت میں بسا اوقات بسبب دیگر محسوسات کے یا حالات کے اپنا کماحقہٗ اثر نہیں دکھلا سکتا ۔مگر گاہے گاہے ایسی وضاحت سے اپنا کام کرتا ہے کہ بڑے سے بڑے محقق حیران رہ جاتے ہیں ۔ اس قدرت میں کوئی فعل بغیر سلیقہ اور انتظام کے نہیں ہوتا ہے ۔ہر ایک عمل اپنا باعث رکھتا ہے ۔ہر ایک حرکت اپنا فاعل رکھتی ہے ۔جن عورتوں نے نپولین واشنگٹن ۔ نوگی جیسے جرنیل پیدا کئے ہیں ۔جن نیک بخت عورتوں کے بطن سے جان سٹوارٹ مل کارلائل ۔رسکن ۔ نیٹچے جیسے عالی خیال اشخاص پیدا ہوئے ہیں ۔جن مبارک ماؤں نے گرونانک ۔ گورانگ دیو ۔مسیح جیسے عارف باکمال پیدا کئے ہیں ۔ کیا ان ہیروز کی بزرگی یا عظمت میں اُن کی ماؤں کا کوئی حصہ نہیں ہے ۔ کیا ہر ایک عورت ایسے خوش اخلاق ۔نیک نہاد ۔ ہیرو پیدا کر سکتی ہے ۔ تو بس کیا یہ ہمارا پاک فرض نہیں ہے کہ ہم ایسی عورتوں کی خاص تعظیم کریں اور کوشش کریں کہ ہر ایک شہر اور گاؤں میں ایسی پاک طینت عورتیں دکھلائی دیویں ۔جن کے بطن سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے نونہال پیدا ہوں جو قوم اور ملک کا نام روشن کریں ÷

(۲) اس دنیا میں اس قدر عذاب دکھ ۔ مصیبت ۔ بے وقت موت ۔ ناکامیابی ۔ گناہ ۔ بیماری ۔ شراب نوشی ۔ شیطانیت کیوں ہے ۔ کیوں موجودہ بھارت اور موجودہ دنیا میں ہر طرف نفس پرستی اور خود پرستی کی غضبناک آگ لگی ہوئی ہے ۔ کیوں باوجود اس قدر تعلیم ۔ کالجوں ۔ سکولوں لکچروں سوسائٹیوں کے انسان اپنی نفس پرستی سے باز نہیں آتے ۔ کیوں اب بھارت میں رشی پیدا نہیں ہوتے ۔ ہر ایک شخص اولاد کا خواہشمند ہے ۔ مگر ایسے آدمی کتنے ہیں جو اس بھارت میں یا اس دنیا میں اپنے گھر رشی پیدا کرنے کی اصلی خواہش رکھتے ہیں اور ایسی تدابیر پر عمل کرنے کو طیار ہیں ۔ جن سے اُن کے گھر میں رشی پیدا ہو سکیں ۔ یاد رکھو کہ تمام سوسائٹیاں ۔ تمام کالج ۔ تمام لکچر ۔ تمام علوم دنیا کو اس قدر نیک نہیں بنا سکتے جس قدر والدین کی خبرگیری اور احتیاط بنا سکتی ہے ۔ قانون قدرت اس دعوے کا مددگار ہے اس قدرت میں علت ومعلول کا قانون ہر جگہ موجود ہے ۔ یہ مغربی سائنس کا کمال ہے کہ اُس نے خاص وعام کو اس قانون کی خوبصورتی سے مطلع کر دیا ہے ۔ مہاتما ۔ رشی خود بخود پیدا نہیں ہوتے ۔ مہاپرش بلا وجہ دنیا میں ظاہر نہیں ہوتے ۔ جہاں والدین کی نفسانی جذبات بلا کسی روک ٹوک ۔ محض لذات جسمانی کی خاطر ۔ سراسر عالم مدہوشی میں اولاد کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہوں ۔ وہاں اگر نالائق ۔ بداخلاق ۔ محض آفات کا شکار اولاد پیدا ہو ۔ تو کیا ہو ۔ ذرا دنیا میں اندھوں ۔ لنگڑوں ۔ گونگوں ۔ بہروں ۔ شراب خوروں ۔ گوشت خوروں ۔ بدمعاشوں کی تعداد کو گنیں اور یہ سمجھ لیں کہ اُن کی پیدائش عموماً اُن کے والدین کی کم علمی ۔ غلطی ۔ بدعملی کی وجہ سے ہے ۔ دنیا میں ایسے کتنے آدمی ہیں جو اولاد محض اتفاق سے پیدا کرتے ہیں ۔ جن کے ہاں نیک و بد اولاد کا پیدا ہو جانا محض اتفاق کی وجہ سے ہے ۔ جو بڑی اولاد پیدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہونے پر تقدیر کو لعنت و ملامت کرتے ہیں۔ قدرت کے حقیقی قانون سے بیخبر محض جہالت اور اتفاق پر انحصار رکھتے ہوئے۔ نہ صرف اپنی جسمانی طاقت کا ستیاناس کرتے ہیں۔ بلکہ ناپاک اولاد پیدا کرنے سے اس پاک زمین کو گندہ اور بدبودار کرتے ہیں۔ ان سب باتوں پر طرہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی عالم مدہوشی میں ایسے مستغرق لذات ہیں۔ اور تاہم یقین رکھتے نہیں کہ قدرت اُن کا نجات دہندہ اوتار خود بخود نازل کریگی۔ ہندو رشی قدرت کے حقیقی راز دان تھے۔ جب سے بھارت نے اُن کے قواعد زندگی پر عمل کرنے سے انحراف کیا ہے۔ اس کی آفتوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا ہے۔ مہاتما فرماتے ہیں کہ بیٹا ماں باپ کا روپ ہے۔ جیسا ماں باپ اسکو بناتے ہیں ویسا ہی وہ بن جاتا ہے۔ ایام تولد سے پیشتر اُس کی تمام زندگی کا دارومدار والدین پر ہے۔ وہ والدین کا روپ بن کر دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ نیک اور عمدہ اولاد پیدا کرنے کے واسطے لازمی شرط والدین کی قدرتی زندگی ہے +

ہندوستان میں اب کس طرح رشی پیدا ہو سکتے ہیں +

والدہ کا جسم بالکل تندرست ہو۔ اُس کے جسمانی قوا صحیح اور سالم حالت میں ہوں۔ دل اور ضمیر کشادہ اور وسیع ہوں۔ نیک خیالات ہوں۔ پاک جذبات ہوں۔ والد بھی ویسے ہی صحیح معنوں میں تندرست اور قوی ہو۔ تمام منشیات سے بالکل پرہیزگار ہو۔ چرٹ یا تمباکو کو ہرگز استعمال نہ کرتا ہو۔ نیک معاش۔ نیک باطن۔ پارسا مزاج ہو۔ ان سب سے بڑھ کر دونوں کے اندر نشکام باسنائیں ہوں +

اولاد کی پیدائش سے کچھ عرصہ پیشتر خاوند اور عورت دونوں کو اپنے عادات اور حرکات کو عین درست کر لینا لازمی ہے۔ اگر دونوں میں سے کسی میں بدعادت ہو تو اس کا تدارک کر لینا ضروری ہے۔ دونوں کو نفسانی جذبات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی سیری سے قطعی انحراف واجب ہے۔ سب سے ضروری شرط یہ ہے۔ کہ مرد اور عورت اولاد پیدا کرنیکی غرض سے اکٹھے ہووہیں۔ دونوں اپنی اپنی قابلیت سے اولاد کو مستفید کرنے کا پاک خیال دل میں رکھتے ہوں ہندو رشی اس اصول کے پورے عامل تھے۔ اور یہی وجہ بھارت کی ورتیہ بزرگی کی ہے۔ تمام دُنیا میں یہی تہذیب ہے جو موجودہ تاریخ کے آمد سے اتنے لاکھوں برس پہلے شروع ہوئی اور اس قدر دیر دنیا میں قائم رہی۔ رشی اولاد کی غرض کے بغیر عورت کے نزدیک جانا ممنوع ٹھیراتے ہیں ٭

اس دنیا میں ایسے مبارک ارواح کے معدومیت سے جو نقصان ہورہا ہے اُس کو کوئی قلم تحریر نہیں کر سکتی ٭

(۳) یہاں اس امر پر بحث کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیا ہم جس طرح کی اولاد چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا بہا تما۔ مہا پرش۔ ہیرو پیدا کرنا ہمارے اختیار میں ہے پورانوں میں بہتیرے ایسے واقعات درج ہیں کہ ایک راجہ یا کوئی دنیادار رشی کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے کہ اولاد نہیں ہوتی اسواسطے اوپاؤ کا خواستگار ہوتا ہے۔ یا کوئی خاص قسم کی اولاد چاہتا ہے۔ میرے لال بھگت پیدا ہو۔ کوئی چکرورتی راجہ مانگتا ہے۔ کوئی ودیاوان چاروں ویدوں کا وکتا طلب کرتا ہے ایسے موقعوں پر رشی دنیاداروں کی اغراض کو سن کر اوپاؤ بتلاتے ہیں۔ ان اوپاؤں میں سینم سب سے بڑی تدبیر ہوتا ہے رشی سینم اور یگیہ دونو اوپاؤ عموماً بتلاتے ہیں۔ سینم میں خود ضبطی کے علاوہ کوئی منتر جاپ کے واسطے ساتھ ہی بتلایا جاتا ہے۔ یگیہ میں دیوتاؤں کا پوجن یا پتروں کا آرادھن بتلایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے لوگ اس فلسفہ سے منکر ہوں یا بے خبر ہوں۔ مگر اس کی اصلیت میں ایک بڑا راز حقیقی نہاں ہے۔ جو ہندو تہذیب کی خوبصورتی میں ایک عمدہ پھول ہے۔ والدین کا چال چلن اُن کی اولاد میں ہمیشہ منعکس ہوتا ہے۔ جو صفت یا خصلت والدین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیک اولاد پیدا کرنے کے طریق

مزاج ہیں سب سے اعلےٰ ہو وہ اولاد کے اندر سب سے اعلےٰ ظہور دکھلاتی ہے۔ رشی منتر جاپ سے قوت ارادہ will power کو ایک ایسے ضابطہ میں لاتے ہیں کہ اس سے اولاد حسب منشا والدین کے پیدا ہو سکتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ دشرتھ کے گھر میں تپسیہ کرنے سے سنیم کرنے سے رامچندر لکشمن بھرت جیسے نیک اخلاق بچے پیدا ہو گئے۔ جس قدر احتیاط اور خبر گیری سے قانون قدرت کی پیروی کی جاوے ویسا ہی عمدہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اب یہ منتر جاپ کیا ہے۔ جیسی اولاد کوئی پیدا کرنی چاہتا ہے۔ اسی قسم کا منتر بتلایا جاتا ہے۔ اگر والدین کی یہ خواہش ہے کہ اُن کے گھر میں ودیا دان۔ گیان وان مہاتما ہو تو اُن کو لازمی ہے کہ لڑکے کی پیدائش سے پیشتر وید ودیا کا دھیان کریں۔ جپ کریں پاٹھ کریں۔ ودیا وانوں کی تصاویر۔ خیالات ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ ویسے ہی جس قسم کی ودیا کا عالم لڑکا چاہیں اسی قسم کے خیالات۔ خواہشات دل میں پیدا کریں ویسے ہی کتابیں مطالعہ کریں۔ یہی گفتگو اور عمل میں لاویں۔ جیسی اولاد پیدا کرنی مطلوب ہو اسی قسم کا سنیم اور جاپ کریں۔ ویسے ہی اشیا کا مشاہدہ اور مطالعہ کریں ✤

کیا یہ کمال حیرت کا مقام نہیں ہے کہ رشیوں کی اولاد ہمیشہ مہاتما۔ ودیا وان۔ یوگی پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے مقابلہ میں کیا یہ قابل شرم و افسوس نہیں ہے کہ موجودہ بھارت میں ہر طرف نالائق۔ ناقابل بچوں کی تعداد بے شمار ہے جہاں والدین کا اخلاق بالکل گرا ہوا ہو۔ وہاں نیک معاش اولاد کا پیدا کرنا قطعی ناممکن ہے ✤ والدین کی روح اولاد کا روح ہے۔ رشی قدرت کے سبزہ زاروں میں رہتے تھے۔ قدرت اپنے تمام خوبصورتی سے اُن کے آشرم کو آراستہ کرتی تھی۔ اُن کے اجسام درست۔ دل درست تھے۔ خالص دھرم اُن کا شیوۂ زندگی تھا۔ پاک خیالات۔ پاک جذبات تھے۔ یہی اسباب تھے جو اُن کی اولاد ہمیشہ نیک باطن پاکیزہ سیرت پیدا ہوتی تھی ✤

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیک اولاد پیدا کرنے کے طریق

(۴) ایام حمل میں والدہ کے تمام جذبات اولاد پر پورا اثر کرتے ہیں۔ والدہ کی غذا۔ والدہ کی خوراک نہ صرف والدہ کے جسم کو بناتی ہے۔ بلکہ اُس بچے پر جو اُس کے پیٹ میں ہے اپنا پورا اثر کرتی ہے۔ ناپاک غذا نہ صرف والدہ کے دل کو بگاڑتی ہے۔ بلکہ بچے کے چال چلن کو خراب کرتی ہے۔ روشنی۔ ہوا۔ پانی سب کا عمدہ اور مصفّا ہونا ہر ایک صورت میں لازمی شرط ہے خوش حالات میں پاک لوازمات میں اولاد نیک نہاد پیدا ہوتی ہے۔ ناپاک حالات میں۔ بد اثر لوازمات میں اولاد بد باطن اور کم بخت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سب سے ضروری ہے کہ والدین اس حالت میں ایک دوسرے سے علیحدہ سوئیں۔ لذات نفسانی سے قطعی پرہیز کریں۔ حیوان بھی اس فعل سے ایسے وقت میں اجتناب کرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ پنڈتوں کے گھر میں مورکھ دولتمندوں کے گھر میں مفلس۔ بھلے مانسوں کے گھر میں بدمعاش اولاد پیدا ہو جاتی ہے جو والدین کی دیرینہ محنت سے۔ جانفشانی سے پیدا کردہ کمائی کو چند ایام میں خاک سیاہ کر ڈالتی ہے۔ خاندان کا نام ڈبو دیتی ہے۔ خود گرفتار بلا ہوتی ہے۔ ساری زندگی عذاب اور آفت میں کاٹتی ہے۔ غرضیکہ سوسائٹی کی نصف سے زیادہ بُرائیاں اس اصول کی غلط شناسی سے وقوع میں آتی ہیں۔ جو تصاویر ایام حمل میں ماں کی آنکھوں کے سامنے آتی ہیں جس قسم کے انسان اُسکی نظر کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ جو جذبات جو خیالات اُس کے دل کے گرد حلقہ بند ہوتے ہیں اسی قسم کے تاثرات اولاد میں نشوونما حاصل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر نیپولین کی بہادری۔ شجاعت اُس کی اپنی پیدا کردہ نہیں تھی نیپولین کی والدہ ایام حمل میں اپنے خاوند کے ساتھ رزم گاہ میں ساتھ ساتھ پھرتی تھی گھوڑے پر سوار۔ وہ جنگ کے اثرات کو اپنے دل پر محسوس کرتی تھی۔ جنگ کے تمام خطروں کا مقابلہ کرتی تھی۔ لڑائی کی تمام جوکھوں کو سہتی تھی۔ ان حالات کا اثر نیپولین پر پورا ہوا بالغ ہو کر جو کچھ کام اس ذات سے وقوع میں آیا۔ وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سینکڑوں برس تک یادگار زمانہ رہیگا۔ یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ مالک کائنات نے انسان کو سب قسم کی طاقتیں عطا کی ہیں۔ اس کا آتما تمام قوتوں کا مخزن ہے۔ ان قوتوں سے باخبر بنکر اپنی زندگی میں ایشوری جلوہ کا نمود پیدا کرنا اُس کا اپنا اختیار ہے۔ انسان اپنی قسمت کا خود مختار ہے۔ اپنی بہبودی یا بربادی کا خود ذمہ دار ہے۔ قدرت ہمیشہ ہمارے اخلاقی جذبات کی ممد ہستی ہے۔ ہماری اُست روی اور نیک خیالی کا معاوضہ ہمارے امیدوں سے بدرجہا بڑھ کر دیتی ہے۔ قوانین قدرت کی فراست اور کیاست کے واسطے محض باریک بینی اور نیکدلی کا راستہ ہے۔ راستہ یہ خود بتلا دیتی ہے۔ قدرت کے راز ہمارے سامنے ہر وقت اپنے عمل میں آشکارا ہیں۔ اگر ان سے بے خبر بنکر ہم اپنی زندگی کا ستیاناس کئے جاویں تو یہ ہماری اپنی بدقسمتی ہے۔ نہ کہ تقدیر پر الزام ہے ؛

(۵) والدہ کے خیالات نہ صرف ایّام حمل میں اولاد پر اپنا اثر کرتے ہیں۔ بلکہ پیدائش کے بعد بھی اُن کا اثر اس سے بھی زیادہ ظہور میں آتا ہے۔ بچہ والدین کے ہر ایک فعل۔ عمل۔ حرکت کی قدرتاً تقلید کرتا ہے۔ والد سے والدہ کا اثر کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بچہ کا زیادہ تر تعلق والدہ سے ہے۔ چھوٹی عمر میں والدہ ہی اُس کی خبر گیری۔ پرورش۔ زندگی کے تمام لوازمات اور ضروریات کی ذمہ دار ہے اس واسطے ماں کی ہر ایک حرکت۔ ہر ایک عمل کی بچہ قدرتاً تقلید کرتا ہے جو کچھ وہ دیکھتا ہے اُس کی نقل کرنے یا پیروی کرنے کا اشتیاق خود بخود اُسکے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ خیال سے شوق بڑھتا ہے۔ اشتیاق کی زیادتی عمل کو عادت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اسی طرح والدین کے خیالات اولاد کی عادت بن جاتے ہیں۔ قزاق کا بچہ قزاقی کو اپنا پیشہ خیال کرنے لگتا ہے۔ قصاب کا لڑکا طبعاً اس بیرحمی کا خوگر بنجاتا ہے۔ جو اُسکے والدین کی ذریعہ روزگار ہے۔ بچے کا دل ایک سفید لوح کی مانند ہے جس پر جو نقش تحریر کیا جاویگا۔ اُس کا اثر ساری عمر قائم رہیگا۔ جس قسم کی تعلیم جس قسم کی سوسائٹی میں اُس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پرورش کی جاویگی - اس قسم کے خیالات اُس کے دل پر قائم ہو جاوینگے ۔ بھارت میں باوجود تعلیم - سوسائٹیوں - کتابوں کی اس قدر زیادتی کی اخلاقی حالت سخت معرض خطر میں ہے - لوگ تعلیم پاکر بھی بد عادات سے اجتناب کرنا محال پاتے ہیں - اعلیٰ آدمیوں کے خیالات پڑھ کر بھی چھوٹے چھوٹے - تنگ خیالات میں حلقہ بند اور مقید بن رہے ہیں معمولی معمولی باتوں پر - خفیف معاملات پر مقدمہ بازی کے طوفان برپا کرتے ہیں - یہ تنگ دلی - یہ کمینگی قوم کے اندر کہاں سے داخل ہوتی ہے - باریک بین اصحاب سے یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ یہ سب کچھ والدین کی بے اعتدالی کا باعث ہے - چھوٹی عمر میں اولاد کے اندر ایسے ناپاک جذبات داخل کئے جاتے ہیں کہ پھر اُس کا سُدھرنا ناممکن ہو جاتا ہے - کوئی تعلیم - کوئی سوسائٹی قدرت کے اثرات کا مقابلہ نہیں کر سکتی - جب مرض کا علاج وقت پر اور مناسب موقعہ پر نہ کیا جاوے تو لاعلاج ہونے کی صورت میں چلانا - رونا پیٹنا سراسر فضول اور بے سود ہے + اکثر والدین روتے ہیں اولاد ناہنجار نکلی خاندان کا نام ڈبو دیگی -

اولاد کو نیک بنانے کے طریق ✣

شرادھ سے ہاتھ دھوتے ہیں - جو اولاد جیتے جی پتروں کی دُرگت بناتی ہے - وہ مرنے کے بعد کس کام آسکتی ہے - جس اولاد کی پیدائش پر والدین اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ پھولے نہیں سماتے اس بچہ کو اب لعنت دیتے ہیں اسکی شکل دیکھنے کے روادار نہیں بنتے - جائداد کی وراثت سے محروم کرنے کی خاطر رجسٹری کرواتے ہیں - بعض اوقات والدین اور اولاد میں لٹھ چلتا ہے - مقدمات عدالتوں میں دائر ہوتے ہیں - غرضیکہ والدین اور اولاد دونوں کی زندگی عذاب میں کٹتی ہے - مگر یہ سارا قصور کس کا ہے - والدین کی اپنی بے احتیاطی اس تمام کمبختی کی علت غائی ہے - یہ سب کچھ والدین کی غفلت کا نتیجہ ہے - پس جو لوگ اس پاک فرض ولادت کو پورے طور پر ادا نہیں کرتے وہ دنیا میں سب قسم کی شیطانیت - عذاب بدعملی گنہگاری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھیلانے کا موجب بنتے ہیں۔ اور سوسائٹی کے نزدیک سب سے بڑے مجرم ہیں +

(۶) ہم نے والدین کے اخلاقی جذبات کا اُن کی اولاد پر اثر بیان کیا۔ مگر جسمانی تعلقات کے اثر کو ہرگز نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے ؛ والدین کی جسمانی قوت اولاد کے رگ و ریشہ پر ویسے ہی اثر کرتی ہے۔ جیسے کہ اُن کی قوت ارادہ۔ قوت اخلاق موثر ہوتی ہے۔ کم زور والدین کی اولاد کم زور۔ طاقتور ماں باپ کی نسل بھی طاقتور پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے جو لوگ اپنی طاقت اور قوت کا عیاشی میں ستیاناس کر ڈالتے ہیں۔ اُن کی اولاد بھی لاغر۔ نحیف البدن۔ کمزور دائم المریض پیدا ہوتی ہے۔ والدین کے جسمانی امراض مثلاً آتشک۔ جذام۔ سوزاک۔ وغیرہ اُنکی اولاد میں پیدائش سے ہی اپنا ظہور دکھلاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اوائل عمر میں برہم چریہ کے پاک اصول کو دیدہ دانستہ توڑ کر اپنے جسم و دل کو ناپاک بنا لیا ہے وہ یاد رکھیں کہ اُنہوں نے نہ صرف اپنا ثمر زندگی ہاتھ سے کھو دیا ہے۔ بلکہ اپنی اولاد کی بہبودی کے راستہ میں بھی ایک سخت رکاوٹ ڈالدی ہے۔ والدین کی جسمانی کمزوری کا اثر نہ صرف ایک نسل تک محدود رہتا ہے بلکہ یہ پاپ نسلاً بعد نسلاً چلتا ہے۔ اگر اُس کے روکنے کیلئے کافی سامانات نہ پیدا کئے جاویں تو آخر قوم کی تباہی اور غارتگری میں انجام دیتا ہے یہی ایک بھاری وجہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی قدیمی قوموں نے جب عیاشی کا رُخ اختیار کیا ہے تو اُن کی اولاد نئے حالات میں زندگی بسر کرنے کے ناقابل بن گئی ہے۔ اور آخر اُن کو دیگر طاقتور۔ توانا اقوام کا غلام اور مطیع بننا پڑا ہے۔ یہ قدرت کمزور کی ہرگز مددگار نہیں ہو۔ جو اپنی مدد آپ نہیں کرسکتا۔ اُسکی امداد سے بھی مُنہ ٹوٹتی ہے +

اولاد کو طاقتور بنانے کے طریق

بھارت کی موجودہ بربادی کا ایک بڑا سبب یہی جسمانی کمزوری ہے۔ برہم چریہ سسٹم کے بگڑ جانے سے۔ صغرسنی کی شادی سے۔ جو آفت بھارت پر بپی ہے۔ اُس کا ذکر کسی قلم سے تحریر کرنا مشکل ہے۔ جہاں اولاد گھر کی چار دیواری سے باہر دنیا کے حالات سے بالکل بے خبر مصائب زمانہ برداشت کرنیکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالکل ناقابل - ہمیشہ آفات اور حادثات کا شکار ہو- وہاں ملکی ترقی قیمی بہبودی کی امیدیں قائم کرنا بالکل عبث ہے + یاد رکھو جسمانی بربادی میں منشیات کا استعمال ایک جزو اعظم ہے - شراب - گانجا - چرس - تمباکو - افیون سب ایک گری ہوئی قوم کو تحت الثرے میں لیجانے والی اشیا ہیں - بھارت باسیوں کے واسطے ان کا استعمال زہر ہلاہل سے بھی زیادہ خطرناک ہے - اہل چین کی تمام قدیمی ہنرمندی - دماغی - جسمانی قابلیت کا بیڑا افیون نے ہی غرق کیا ہے - ان تمام خطرناک منشیات سے اپنی قوم کے بچانے کے لئے اہل جاپان قوانین نافذ کرتے ہیں + مگر ہندوستانی بیچارے ایسے عالم مدہوشی میں مستغرق ہیں - کہ اُن کے بداثرات کو ہرگز محسوس تک بھی نہیں کرتے - باوجود ہزارہا ٹمپرنس لکچروں کے شراب نوشی دن بدن زیادتی پر ہے - یہ جائے حیرت ہے کہ ایک طرف تو ٹمپرنس سوسائٹیاں بڑھتی جاتی ہیں - دوسری طرف شراب نوشی کی روز افزوں ترقی ہوتی ہے - معدہ کے سوائے شراب کا اثر انسان کے ان منور قوائے صحت و اخلاق پر ہوتا ہے - جس سے اُس کی ساری قابلیت ولیاقت - عقل و دانش - خاک میں مل جاتی ہے - قومی بربادی میں صغرسنی کی شادی - کم حصّہ نہیں رکھتی ہے - جہاں لڑکا یا لڑکی آٹھ دس برس کی عمر میں - یا اس سے پہلے خاوند اور عورت کے نازک تعلقات میں وابستہ کئے جاویں جہاں ان کی دماغی جسمانی قابلیت کے سوال کو بالکل دیدہ دانستہ نظرانداز کیا جاوے جہاں دونوں کی اخلاقی قابلیت سے قومی تکمیل اخلاق کے باریک مسائل کو خواب وخیال میں نہ لایا جاوے - وہاں اگر ودھواؤں کی زیادتی ہو - اولاد نحیف البدن دائم المریض - لاغر - نکمی پیدا ہو - ملک نت نئی آفات کا شکار ہو - تو کیا تعجب ہے - قدرت ہر ایک کو اس کا حق ادا کرتی ہے - اگر ہم دیدہ دانستہ اس کے پاک قوانین سے انحراف کر - بہتری کی امید قائم کریں تو یہ ہماری سراسر حماقت نہیں تو کیا ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۷) ہندو رشی اولاد کا تولد کرنا ہر ایک بشر کے واسطے لازمی قرار دیتے ہیں - اولاد اور والدین کا تعلق رشیوں کی نظر میں ایک روحانی تعلق ہے - اولاد ہی دنیادار کے لئے جہان اور عاقبت میں عافیت کا موجب بنتی ہے - بے اولاد سراسر آفات کا شکار ہے شاستروں کی نظر میں اولاد کا پیدا کرنا فرض مقدس ہے - اسواسطے اُس کے متعلق ہدایات ہر ایک سمرتی شاستر میں بڑی احتیاط اور پوری ذمہ داری سے درج کیگئی ہیں - روحانی شریعت میں ہر ایک شخص اپنے والدین کا قرضدار پیدا ہوتا ہے - دنیا میں تمام انسان اپنے بزرگوں کے قرضدار ہیں - اس قرض کی ادائیگی بلا تولد اولاد ناممکن نظر آتی ہے - اس واسطے اس فرض کو رشی فرض مذہبی ٹھہراتے ہیں - جو برکات - جو نیک اثرات انسان کو اُس کے والدین کی طرف سے حاصل ہوئے ہیں اُس کا خالص فرض ہے کہ انہی نیک اثرات کو وہ نشوو نما دیکر اپنی اولاد میں منکشف کرے - اور اس پاک فرض کو پورا کرے - جو وہ سوسائٹی - قوم - ملک دنیا اور سب سے بڑھ کر اپنے مالک مخلوقات کی طرف رکھتا ہے - مگر پولٹیکل ایکانومی کے عالم آبادی کی زیادتی سے خائف - دنیاداروں کو عموماً اولاد پیدا کرنے کی ذمہ داری سے سبک دوش کرنا چاہتے ہیں - وہ ڈرتے ہیں کہ زیادہ آبادی کے بڑھ جانے سے انسان اس زمین پر اس قدر زیادہ ہو جاوینگے کہ پھر اُن کی گذران کا انتظام کرنا ناممکن بن جاویگا - ہر ایک نیا بچہ پرورش کا محتاج ہے - اور جو انسان اولاد کی پرورش کا سامان بہم نہیں پہنچا سکتا - اس کے واسطے عورت کے نزدیک جانا سخت ممنوع ہے - یہی وجہ ہے کہ اکثر ممالک میں لوگ اولاد پیدا کرنے سے خائف طرح طرح کی نامبارک تدابیر حمل کو روکنے کے واسطے عمل میں لاتے ہیں - اور خدائی قدرت کو ناپاک بنانے کا موجب بنتے ہیں - مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اولاد پیدا کرنا

اولاد کا پیدا کرنا مقدس فرض ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک قدرتی فعل ہے - قدرتی فرض ہے - قدرت میں اُس کے باشندگان کے
واسطے ہمیشہ گنجائش ہے - کیا سمندر مچھلیوں کی تعداد بڑھ جانے سے بھر
جاتا ہے - اور پھر اُن کی نسل کو بالکل ناممکن بنا دیتا ہے - کیا جنگل حیوانات
کی زیادتی سے بھر جاتا ہے - اور اُن کو آئندہ نسل پیدا کرنے سے جواب دے
دیتا ہے - کیا قدرت کے ہر ایک محکمہ میں اُس کے باشندگان کو رہائش دینے
کے واسطے کافی جگہ پہلے سے ہی موجود نہیں ہے - کیا قدرت اپنی گنجائش
سے زیادہ اولاد پیدا کرنے میں خود بخود مزاحمت نہیں کر سکتی ہے - کیا اُس
کے پاس اپنی زیادہ آبادی کو گذران بہم پہنچانے کے سامانات کافی طور پر
موجود نہیں ہیں - کیا ابھی تک ایسے برّاعظم - جزائر - ممالک نہیں پڑے ہیں
جہاں انسان کی موجودگی سے قدرت کا ایک نیا باغ سرسبز ہو سکتا ہے -
کیا سائنس اور علم کی ترقی پر وہی قطعہ زمین جو اس وقت ایک ہزار آدمی
کی پرورش کر سکتا ہے - دس ہزار کے واسطے نہیں کافی ہو سکیگا - مگر اس
سے یہ مفہوم نہیں ہونا چاہئیے - کہ دنیادار نالائق - شریرالنفس - غلیظ -
اولاد پیدا کر کے اس زمین کی پاکیزگی کا رہا سہا ستیاناس کریں + اولاد پیدا
کرنا ایک بڑی ذمہ داری کا فرض ہے - اس واسطے اُن کے متعلق تمام ہدایات
کو غور سے یاد رکھنا چاہئیے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

अर्धं भार्या मनुष्यस्य भार्या श्रेष्ठतमः सखा।
भार्या मूलं त्रिवर्गस्य भार्या मूलं तरिष्यतः।

عورت مرد کا نصف جسم ہے۔ عورت مرد کا نہایت عزیز رفیق ہے۔ عورت دھرم ارتھ کام کے واسطے مصدر عافیت ہے عورت ہی اس سنسار سے مخلصی کا ذریعہ ہے + } مہابھارت

باب دوم

فصل دوم

عورت کی حیثیت اور تربیت

زمانہ کی فراست ہی انسانی ترقی کا راز ہے

(۱) ہر ایک زمانہ اپنی خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ ہر ایک اپنی خاص اوصاف اور خاص خصلت رکھتا ہے جس سے اس وقت کا ہر ایک فعل و عمل رنگ دار ہوتا ہے جس کی مہر اس کے ہر ایک معاملہ پر ثبت ہوتی ہے۔ انسان اپنے تعلقات میں زمانہ کی خود بخود تعمیل کرتے ہیں اس کی پیروی کا خیال خود بخود خاص و عام کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اس کی تعمیل سے انکار کرتا ہے اس کو مطعون ہونا پڑتا ہے۔ ہر ایک زمانہ کی راہ و رسم نرالی ہے۔ ہر ایک کا دستور العمل بھی علیحدہ ہے۔ مگر اس زمانہ کے ہر ایک عمل کے گرد اس کے خیالات کا حلقہ موجود ہے۔ زمانہ کی چال معلوم کر لو۔ وقت کی رفتار کو جان لو۔ اس زمانہ کے لوگوں کی روش۔ عادت۔ خصلت۔ چلن۔ علمیت۔ دولت طاقت سب کا علم خود بخود آ جاتا ہے۔ اقبال مندی کا راز زمانہ کی پہچان ہے جو شخص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو نہیں پہچانتا وہ بیوقوف ہے عقل کا دشمن ہے۔ اپنی ترقی کا بدخواہ ہے۔ انسان کی تمام ترقی زمانہ کی فراست و کیاست پر مبنی ہے۔ تمام تجارت و صنعت کا زمانہ مصدر ہے۔ جو قوم وقت کی ضرورت کے مطابق تجارت و حرفت کے سامان نہیں بہم پہنچا سکتی وہ ترقی و بہبودی کے میدان میں یقیناً ناکامیاب رہتی ہے۔ ہر ایک زمانہ کی ضروریات نرالی ہیں جس کے مطابق اس وقت کے تمام آدمیوں کو اپنے حالات میں تغیر و تبدل کرنا پڑتا ہے۔ جو اس تغیر و تبدل و اختیار کرنے سے منکر بنتا ہے۔ اس کو زمانہ پیچھے ہٹاتا ہے۔ راستے سے بدر کرتا ہے۔ جو اقوام زمانہ کی رفتار کو سمجھتی ہیں وہ اس دنیا میں دولت وحشمت سے مالامال بنتی ہیں جو بدنصیب زمانہ کی رفتار کو نہیں پہچانتے وہ ہر ایک قسم کی آفات کا شکار بنتے ہیں۔ زمانہ ہر ایک کو تبدیل کرتا ہے۔ خواہ وہ بدلنے کی خواہش رکھتا ہے یا نہیں رکھتا ہے۔ یہ ہر ایک کو حکماً تبدیل کرتا ہے۔ انسان کو ایسے حالات میں لا کھڑا کرتا ہے کہ وہ مجبور ہو جاتا ہے جس کام کو اس کا دل گوارا نہیں کرتا اس کو جبراً قہراً کرنا پڑتا ہے۔ دل سے ایسی آواز آتی ہے۔ باہر سے بھی وہی صدا ملتی ہے۔ انسان آخر وقت کے مطابق فعل کرنے کو مجبور ہوتا ہے۔ ایسی آواز کی تعمیل کرنے سے جو انکار کرتے ہیں وہ عموماً تباہی یا غارت گری کا منہ دیکھتے ہیں۔ اکثر اقوام دنیا اس راز کی غلط فہمی سے راہی ملک عدم ہو چکی ہیں۔ دنیا بدلتی جاتی ہے مگر وہ اپنے آپ کو بدلنا نہیں چاہتیں اپنے طریق معاشرت طرز تمدن کو زمانہ کی رفتار کے مطابق لانا نہیں چاہتیں۔ زمانہ ان کے اوپر کوئی رحم نہیں کرتا ہے۔ دیگر اقوام اپنے نئے طریق زندگی و بود و باش سے نئے سامانات سے آراستہ بنتی جاتی ہیں۔ مگر زمانہ کی رفتار سے غافل لوگ بے خبر پڑے رہتے ہیں۔ آخر وہ آفات کا شکار بنتے ہیں۔ حالات وقت سے نامطابقت ترقی یافتہ اقوام سے راہ و رابطہ۔ باہمی مقابلہ و کشمکش کمزور اقوام کو پیچھے ہٹاتا ہے۔ طرح طرح کی آفات کا شکار بناتا ہے۔ اس زمانہ میں بھی چین کی تباہی کا باعث اس راز کی غفلت اور لاپرواہی تھی۔ دنیا بدلتی گئی۔ زمانہ پلٹ گیا۔ مگر اہل چین اپنے احاطہ میں بند رہے۔ اپنے آپ کو آسمانی بادشاہت کا ٹھیکہ دار مانتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہے۔ اس وہم و گمان نے ان کے اندر نحوست۔ غفلت کو داخل کر دیا۔ آخر ملک بدقسمتی کا شکار ہوا غیروں کے ہاتھ سے مجروح ہوا مظلوم ہوا۔ اس زخم سے دُکھ کو برداشت کر اہل چین اپنی غلطی کو سمجھ گئے۔ خبردار ہو گئے۔ زمانہ کی مطابقت کے قانون کو مان گئے اپنی طرز معاشرت اور طریق تمدن کی لازمی تبدیلی کے قائل بن گئے۔ اس عقل و فہم نے اہل چین کی لیاقت و قابلیت سے تمام دنیا کو آگاہ کر دیا۔ چینی صنعت و حرفت میں جان پڑ گئی۔ ملکی ترقی و اقبال کا چراغ روشن ہو گیا۔ قوم میں یگانگت کے آثار نمایاں ہو گئے۔ دشمن خائف اور دوست ہمدرد بن گئے +

ہندوستان کے زوال کے اسباب کو غور سے وچاریں ہندوستان کے زوال کا سب سے بڑا سبب اس زمانہ کی غلط شناسی، غلط فہمی اور غلط پیروی ہے۔ آج بھارت میں ہر طرف مادہ پرستی کی آواز کیوں آ رہی ہے؟ آج یہاں ہر طرف وید رچاؤں شام وید کے منوہر شبدوں کی بجائے دُکھ درد کی صدا کیوں پھیل رہی ہے۔ راجہ ہو۔ غریب ہو۔ ودیاوان ہو مورکھ ہو۔ استاد ہو۔ طالب علم ہو۔ مزدور ہو۔ دکاندار ہو سب بھارت کے زوال کا ذکر کیوں کرتے ہیں۔ سب چھوٹے۔ بڑے عورت و مرد آج بھارت کے تخت و پلینگ کی تمنا سنکر کیوں آنسو بہاتے ہیں۔ سبب غلط فہمی زمانہ کا پرتاپ ہے۔ وقت تھا کہ بھارت میں تمام غیر ممالک کے طالب علم علم و ہنر سیکھنے آتے تھے۔ افلاطون فلسفہ ہند پڑھتا رہا۔ یونانی فلسفہ بھارت کے درشن ودیا سے بہرہ ور ہوا۔ اہل عرب براہمنوں کے شاگرد رہے۔ غیر اقوام کے عالم یہاں کے طریق معاشرت کو سیکھنے کے واسطے آتے رہے۔ ہیون سانگ بھارت کی پدارتھ ودیا سے بہرہ ور ہوا مگر زمانہ بدلا کیوں یا کس طرح بدلا۔ علیحدہ بات ہے۔ مگر بدلا اس میں سب کو اتفاق ہے۔ دنیا میں وحدانیت اور قومی اجتہاد کا خیال پیدا ہو گیا۔ عرب میں اس خیال کا معجزہ گر نبیؐ پیدا ہوا۔ اس نے ایمان کی روح عرب کے ہر ایک بشر میں داخل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ایمان کی بجلی سے عرب کی ریت مشک عنبر بن گئی۔ حضرت محمدؐ اکیلا تھا مگر وہ زمانہ کی طاقت کا مظہر تھا۔ زمانہ اس کا مددگار تھا۔ عرب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستان کا زوال کسطرح ہوا!

کے لوگ اُس کے مشن سے منکر تھے۔ مگر یہ مشن زمانہ تھا۔ حضرت محمدؐ امی تھا۔ مگر اس کا دل زمانہ کی تمام طاقت سے قوی تھا۔ اس کی قوت ارادہ نے دشمنوں کو مغلوب کیا۔ حریفوں کو دوست بنایا۔ زمانہ کی تبدیلی کی صدا عرب سے اٹھی۔ ریگستان سے آواز نکلی تمام دنیا متحیر تھی۔ لیکن آواز ایسی خوفناک نکلی کہ دنیا کو جبراً و قہراً یہ سننی پڑی۔ ایک سو برس کے عرصہ میں اس آواز نے ہسپانیہ سے لیکر پیکن تک تمام دنیا کو اسیر جادو بنایا۔ جن اقوام نے اس آواز کو قبول کیا وہ مشرف بدین زمانہ ہوئیں۔ ہندوستان میں یہ آواز حضرت محمدؐ کی موت کے چار سو برس کے بعد پہنچی۔ مغربی ایشیاء بدل چکا تھا۔ ادھر آواز کا زور بھی بہت کم ہو چکا تھا۔ خلافت کا دور دورہ پورا ہو چکا تھا۔ صدا پہنچی مگر اپنے پورے زور میں نہیں تھی۔ اس واسطے ہندوستان اس کے اثر سے مذہبی طور پر بہت کچھ بچ نکلا۔ اگر اسلامی طاقت محض مذہبی جوش نہیں تھا۔ ایمان کی بجلی نے ہر ایک مسلمان کا دل ایک کر رکھا تھا۔ یہ قومی اجتہاد کی غضبناک طاقت تھی۔ بھارت باسی راجے مہاراجے اس طاقت کے اثر سے بالکل بے خبر تھے۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ ان میں یہ محبت نہیں تھی کہ اکٹھے ہو کر اس اجتہاد کا مقابلہ کر سکیں۔ اس واسطے فنا ہوئے زمانہ کی چال کو نہ سمجھے آفت کا شکار ہوئے۔ اور ایسے گرے کہ پھر اٹھنا ناممکن بن گیا۔ مذہبی دورہ ختم ہو گیا۔ زمانہ اپنا مذہبی سین ختم کر چکا۔ اسلامی سین کے اختتام کے بعد زمانہ نے نیا رخ اختیار کیا۔ مذہبی پردہ ڈالا گیا اور زمانہ نے نیا سین شروع کرنا چاہا۔ مغربی ممالک میں نئی روح بیدار ہوئی۔ یوپ کے پیروں نے اہل سائنس کی ابتدائی آواز کو کچلتے ہوئے یہ ہرگز خواب و خیال میں بھی قیاس نہیں کیا تھا کہ وہ دن آئیگا کہ لوگ مذہب کی تمام قیود سے آزاد ہو جائینگے۔ اور پوپ کی مسلمہ تابعداری ایک خیالی بات بن جائیگی۔ یورپ کے اندر تیرھویں و چودھویں صدی کے مذہبی سرگرمی پوپ کی شاہانہ حکومت کا زمانہ جو زمانہ کی لاپرواہی یا فرانس کی نئی قانونی مذہبی اشتراک سے مقابلہ کریں زمین و آسمان کا فرق ہے آخر سائنس پھیل گیا مذہب کو اپنا پچھلا حساب بے باق کرنا پڑا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنا پڑا۔ سائنس نے لوگوں کا ایمان تمام غیبی جادوگری۔ الہامی شریعت مذہبی ذمہ داری سے منجمد کردیا۔ مذہب فیشن بن گیا مادہ پرستی دنیا کے ہر ایک عمل میں نمایاں ہوئی۔ سائنس کی نئی نئی اختراعات نے روزگار اور دولت کا دروازہ دنیا کے سامنے کھول دیا جن اقوام نے زمانہ کی اس صدا سننے میں جلدی کی وہ اقبالمند بن گئیں۔ جنہوں نے غلط فہمی سے۔ یا غفلت سے اس آواز کو نہ سنا۔ وہ ترقی و اقبالمندی کے میدان میں پیچھے رہ گئیں۔ اور افلاس و مصیبت کا شکار ہوئیں ✦ مادی علوم نے زمانہ پھر بدلا۔ مگر بھارت باسی بیچارے خواب غفلت سے بیدار نہ ہو سکے لیکن جب صدا اُن کے کانوں سے گذر روح تک پہنچ گئی۔ آخر ہوش آیا۔ زمانہ کی ضرورت کو سمجھنا پڑا۔ اور اس کے سخت قانون کی اصلیت سے واقف بننا پڑا۔ بھارت باسی اس دُھن میں مست تھے کہ ان کی مصیبتوں کا علاج آسمان خود بخود کردیگا۔ مگر زمانہ نے ان کو بتلا دیا ہے کہ ہر ایک قوم کا معالج حکیم اُن کے اپنے آپ سے نمودار ہوتا ہے۔ اور اُن کو اپنی مصیبتوں کا علاج آپ کرنا پڑتا ہے۔

(۲) تاریخ اس زمانہ کی رفتار و حرکت کو اپنا مضمون بناتی اور ٹھہراتی ہے۔ مگر سچ پوچھو تو اُس کے اندر تاریخ کا ہرگز گذر نہیں۔ تاریخ محض اس کی بیرونی سطح تک محدود رہتی ہے۔ زمانہ کیونکر بدلتا ہے کس طرح پلٹتا ہے کون طاقت اس کی محرک ہے۔ کس طرح وہ اس کو بدلاتی ہے۔ غرضیکہ اس کی تبدیلی کے کیا قواعد ہیں۔ یہ موجودہ تاریخ کی پہنچ سے بالکل باہر ہے۔ یہ افسوس ہے کہ لوگوں کا علم عموماً اس کائنات کے بیرونی طبقات تک ہی محدود رہتا ہے وہ اس کے اندرونی طبقات کو ہرگز معلوم نہیں کر سکتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ زمانہ کی تکالیف کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر قدرت کے حقیقی رازدان اس پردہ کے اندر داخل ہونے کا شرف رکھتے ہیں وہ زمانہ کی روش کے پہلے سے ہی خبردار رہتے ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ اس زمین پر جتنے مہاپرش یا مہاتما ہوتے ہیں جتنے اوتار یا ہیرو ہوگئے ہیں جنہوں نے زمانہ کو بدلنے کا فخر حاصل کیا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے زمانہ کو نہیں بدلتے ہیں۔ وہ خود زمانہ کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار ہوتے ہیں۔ زمانہ

زمانہ کی مطابقت کے قانون سے مراد نیک اوصاف زمانہ کی تحصیل اور حالات وقت کی مطابقت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے آپ کو خود بدلتا ہے - اپنا سین خود تبدیل کرتا ہے - یہ اس تمام تماشائے جہان کا خود تماشائی ہے - ہندو رشی اس طاقت کو کال کی مہان طاقت سے پکارتے ہیں یہی ([illegible]) ہے اسی کو کرم بولا جاتا ہے - اسی کا نام تقدیر ہے - خواہ کوئی شکل اختیار کرو یہ ہر جگہ موجود ہے - تم راجہ بن جاؤ - وہاں یہ اسی قسم کے حالات میں تمہارے گرد حلقہ بند بنتی ہے - غریب ہو جاؤ - افلاس میں بھی تمہارے گرد موجود ہے - ہر ایک حالت میں انسان کے گرد یہ موجود رہتی ہے - اسی کو شاستر میں بھاوی کے نام سے پکارتے ہیں - یہ امٹ ہے - یہ اشخاص یا اقوام کے افعال کا نتیجہ ہے - تمام جہان اس کی خوراک ہے - تمام کائنات اس کا کھیل ہے - یہ ایشوری طاقت ہے - خدائی ظہور ہے - تمام قدرت اس کے ماتحت چلتی ہے - تمام سرشٹی اس کی غلام ہے - ستیہ یگ - تریتا - دواپر تمام اسی کا دوسرا اظہار ہیں ؛

زمانہ کال بھگوان ہے
خدائی ظہور ہے

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ انسان زمانہ کو تبدیل کرتا ہے یا زمانہ انسان کو تبدیل کرتا ہے - اگر انسان محض مفعول ہے تو اس کے اندر خدائی جلوہ کا ظہور نا ممکن القیاس ہے - قدرت کے ہر ایک عمل میں دو طرفہ کارروائی ہوتی ہے - فاعل اور مفعول کا سلسلہ - علت و معلول کا سلسلہ ہر ایک جگہ موجود ہے - تمام معاملات دنیا کے بامعنی ہیں با نتیجہ ہیں - کوئی فعل بلا وجہ نہیں زمانہ فاعل ہے - مگر یہ اس فاعلیت میں انسان کو بھی حصہ دار بناتا ہے - یہ تمام دنیا انسان کی قوت ارادہ اور تقدیر کے باہمی جنگ و جدل کا کھیل ہے - جب انسان کی ([illegible]) اپنا کام عیاں دکھلاتی ہے - لوگ خدائی طاقت سے منکر ہو جاتے ہیں جیسے زمانہ موجودہ میں جب انسان کی تمام قوت ارادہ یا آزادانہ خواہش کسی کام کو باوجود تمام طاقت کے کرنے میں ناکامیاب ہوتی ہے لوگ اس ناکامیابی کو تقدیر سے منسوب کرتے ہیں - مگر اس قدرت کا کچھ ایسا قاعدہ ہے - کہ یہ بارہا کوشش کے بعد آخر کبھی کبھی کامیابی کا منہ دکھلا دیتی ہے - اس واسطے انسانی فاعلیت دور نہیں ہو سکتی - اگرچہ اکثر غائب ہو جاتی ہے - یہی حال اقوام کی ترقی کا ہے - جو اقوام زمانہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تکالیف کو برداشت کرنے کے ناقابل بن سراسر مایوسی میں اپنے جلوہ کو ضائع کر دیتی ہیں وہ عدم میں داخل ہوتی ہیں۔ جو اقوام ان تمام تکالیف کو برداشت کر برابر مقابلہ میں ڈٹی رہتی ہیں وہ آخر زمانہ کا مقابلہ کر کامیاب ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندو قوم آفات کا شکار رہی ہے۔ حالات کی غلام ہے۔ مگر جس ثابت قدمی سے خواہ کیسی ہی حالت میں اس قوم نے مصائب زمانہ کی برداشت کی ہے۔ وہ ضرور اس امر کا یقین دلاتی ہے۔ کہ زمانہ آخر اس کے دن اچھے لائیگا۔ مگر اس سے پیشتر اسکو زمانہ کی تمام ضروریات سے واقف ہونا لازمی ٹھہریگا۔ تمام اوصاف زمانہ سے باخبر بننا پڑیگا۔ اور یہ شاید اس کا آخری امتحان ہوگا۔ تکالیف زمانہ برداشت کرنے میں دھرم سب سے اعلےٰ طاقت ہے جو انسان کو۔ اقوام کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ تمام تکالیف کا پورا مقابلہ کر آخر ان پر غالب آسکیں۔ جن اقوام میں دھارمک جلوہ پورے طور پر عیاں نہیں ہو سکا وہ بالکل غارت ہوگئیں ہیں۔ جیسے قدیمی اہل مصر۔ اہل بابل اپنا تمام ظہور اس دنیا سے بالکل مٹا چکے ہیں۔ مگر جہاں دھارمک جلوہ اپنے پورے زور سے عیاں ہو چکا ہے۔ اس قوم کا تباہ ہو جانا آسان امر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت ان تمام مصائب کے مقابلہ میں زندہ رہا ہے اور آج یہ نور زندگی سے منور ہونے کی امید کرتا ہے۔ بشرطیکہ یہ کال کی موکھشم گتی کو بخوبی سمجھ جاوے ؎

اقوام کی ہستی یا بربادی کا راز

یہ یاد رکھو کہ انسان میں ایک طاقت ہے جو اس کال کی تمام سختی پر آخر غالب آتی ہے۔ اس طاقت کا تھوڑا تھوڑا ظہور کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے۔ بڑی بڑی مصیبتوں میں۔ بڑی بڑی جھگڑوں میں انسان کے اندر سے یہ صدا آتی رہتی ہے کہ تو آخر ان تمام تکالیف پر غالب آئیگا۔ موت میں مایوسی میں یہ اس سے دوبارہ زندہ ہونے کی امید رکھتا ہے۔ مرتے ہوئے ہی نہیں مرتا۔ ڈوبتے ہوئے نہیں ڈوبتا۔ یہ تمام قدرت بدل جاتی ہے مگر وہ طاقت پرواہ نہیں کرتی۔ انسانی قوت ارادہ اس کا ایک جوہر ہے۔ آزادانہ خواہش اس کا ایک جلوہ ہے تمام عمارت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تہذیب مادی یا روحانی اُس کا ایک ناٹک ہے۔ مہاکال یا مہادی اسی کا ظہور ہے
یہ طاقت زمانہ کی تمام قوت پر غالب ہے۔ جب انسان اس مہاں بل وان شکتی کا
سہارا لیتا ہے۔ اس کی تمام مایوسی۔ آفت۔ مصیبت راحت میں بدل جاتی ہے وہ
زمانہ کا مقابلہ کرتا ہوا۔ اس کے ہر ایک پردہ سے گذرتا ہوا محض تماشائی بن سہارے
کھیل ناٹک کو دیکھتا جاتا ہے۔ مگر اس کی تبدیلی سے موثر نہیں ہوتا۔ مصائب دنیا
پر غالب آتا ہوا پاتا ہے بجائے مغلوب بنتا ہوا۔ دل اس لازوال طاقت کے سپرد
کرتا ہے اور آخر تمام قدرت سے فاتح بنکر نکلتا ہے۔ یہی زندگی اور تاریخ کی
فلاسفی ہے۔ اس کا کھلم کھلا حل اس دنیا میں امر محال ہے۔ بقول حافظ کہ کس
نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معما را ۔

(۳) ہم نے بیان کیا کہ زمانہ کی فاعلیت میں انسان بھی حصہ دار ہے۔ زمانہ
انسان کو اپنی تبدیلی کے واسطے فاعل بناتا ہے یہ علم صداقت کی معرفت بدلتا ہے مگر تبدیلی
کا عزت و خطاب۔ حضرت انسان کو عنایت کرتا ہے۔ جو رخ اس نے اختیار
کرنا ہوتا ہے۔ اسی قسم کے خیالات لوگوں کے اندر جانشین کرتا ہے۔ ان
خیالات سے بیدار ہو کر لوگ اپنی لیاقت ان خیالات کو ہر ایک شخص کے خیالات
بنانے کے واسطے ارپن کر دیتے ہیں جب وہ خیالات ہر ایک بشر کے اندر پیدا ہو جاتے
ہیں۔ تبدیلی مکمل ہو جاتی ہے۔ اور زمانہ بدل جاتا ہے۔ ہر ایک تبدیلی کا یہی راز ہے
جو اشخاص اول ہی اول اس علم صداقت کی آواز نکالتے ہیں اُن کو زمانہ کی جہالت
سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مسیح یا برنو کے حالات یادگار روزگار ہیں
ہر ایک نو صداقت علم کو عوام الناس کی باطل خیالی سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اصول
قدرت ہر ایک محکمہ میں یکساں عمل کرتا ہے۔ قدرت خود صداقت کی معاون ہے۔ یہ اسکی اٹھان میں خود مددگار بنتی ہے۔ چونکہ
سائنس کی ترقی کے واسطے سائنس کے اول ہی اول موجدوں کو وقت
کی باطل پرستی کا شکار بننا پڑا تھا۔ بعضوں کو آگ میں جلایا گیا تھا۔ گلیلیو اور دیگر بیکن کی
تکالیف سے آج تک تاریخ نالاں ہے۔ مگر چونکہ وہ علم کے نئی صداقت کو پیدا کرنے

पुस्तकालय
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar
गुरुकुल कांगड़ी

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

والے اشخاص تھے اپنے خیالات کی صحت کے قائل تھے - انکا مشن نیکی اور صداقت علم کی اشاعت تھا - پس انکے خیالات نے دنیا میں نئی روح پھونک دی اور زمانہ بدل گیا - علم و تعلیم کی اشاعت نے آزادیٔ خیالات کا دروازہ کھول دیا اور سائینس ایسا فتحیاب ہوا کہ تمام نا قابل پرستی کا ڈیرا دنیا سے اٹھا دینے پر آمادہ ہو گیا مگر افسوس - اسکی جگہ سائینس کی سائینس کے اس زمانہ کی صدا

مادی تہذیب کے معراج

ہے - یہ وقت تجارت اور سیاست مدن کا ہے - یہی شبد تمام اطراف سے دنیا میں گونج رہا ہے - دنیا کے تمام مدارج اس وقت تجارتی ہیں - انسان کے تمام تعلقات اس کائنات میں اسی معراج سے ماپے جا رہے ہیں - نیکی وہ ہے جو مفید عام ہو - جس سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل ہو جس سے عوام کو فائدہ حاصل نہ ہو وہ بدی میں شمار کیا جاتا ہے - دوست وہ ہے جو وقت مصیبت کام آئے - عورت وہ ہے جو ہماری نفس پرستی کے واسطے سامان بہم پہنچا سکے - عورت اس مرد سے پیار کرنا نہیں چاہتی جو اس کو طرح طرح کے زیورات - آرائش کے سامانات - عیاشی کے لوازمات بہم نہیں پہنچا سکتا - کوئی آدمی اس شخص کو دوست رکھنا نہیں چاہتا جس کے پاس اپنے دوست کی بروقت یا بے وقت امداد کے واسطے روپیہ نہ ہو - جو اپنے دوست کی خاطر داری نہ کر سکے جو خود صاحب حیثیت نہ ہو - ایک امیر بھائی دوسرے غریب بھائی سے نفرت کرتا ہے - اس کو زبان سے بلانا شرم خیال کرتا ہے - نادار ماں باپ سے اولاد بھاگتی ہے - سوسائٹی غریب کو اپنی فہرست ممبری سے خارج کرتی ہے دنیا روپیہ گننے کے فکر میں لگی ہوئی ہے - اس کو کسی دوسری بات کا ہوش نہیں ہے - چونکہ ہر ایک شخص میں خود پرستی کا خیال بڑھا ہوا ہے - اس لئے ایک دوسرے کا پورا اعتبار نہیں کرتا - اس واسطے سیاست مدن میں پنچایت سے حکومت یا Democracy عوام الناس کی اپنی حکومت - رعایا کے حقوق کا سوال سب طرف زور پکڑ رہا ہے - مادی تہذیب کی پہلی صدا انسان کے حقوق

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے زمانہ میں عزت کی جگہ دولت لیتی ہے۔ حکام ذاتی قابلیت۔ یادداشت سے علومت نہیں کرتے ہیں بلکہ قابلیت جائداد سے۔ پارلیمنٹ۔ کانسٹی ٹیوشن۔ عوام الناس کی رائے کا خیال ہر طرف پھیلایا جاتا ہے۔ مزدوروں اور دولتمندوں کے جھگڑے قضئے۔ ہنگامے۔ اور دیگر ایسے قوانین انسانی سوسائٹی کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ خود غرضی مقصد زیست بنتی ہے۔ صنعت اور سائنس کے فنون اعلےٰ صفات اخلاق میں شمار پاتے ہیں۔ انجام کار تمام انسانی تعلقات فسخ ہوتے ہیں انسان خدائی یادداشت کو بالکل فراموش کرتا ہے۔ اپنے عنصر زندگی کو بھولتا ہے۔ اس کے اعلےٰ جذبات اسواسطے غائب ہوتے ہیں۔ کہ وہ ایسا نہیں پاتے ہیں جس کی جانب وہ مخصوص کئے جاسکیں۔ اسکی محبت اور اسکا دماغ تن پروری میں لگتا ہے۔ یہ کارلائل کے الفاظ میں بدامنی کا زمانہ ہے۔ یہ باہمی مقابلہ عالمگیر حرص لہو ولعب کا وقت ہے جو گاہے بگاہے اپنا اثر جبر و تشدد ظلم و ستم میں ظاہر کرتا ہے۔ ساری سوسائٹی پراگندہ بنتی ہے جسطرح مادہ صحت کی معدومیت سے انسانی جسم برباد ہوجاتا ہے۔ عین اسطرح (عنصر محبت) کی معدومیت سے سوسائٹی کے جسم کے اجزا میں ابتری پھیل جاتی ہے۔ " ایڈورڈ کارپنٹر

(۴) زمانہ ہمیشہ بدلتا ہے وقت آئیگا کہ مادی خیالات دنیا سے رفو چکر ہونگے

روحانی تہذیب

حضرت انسان میں نئی زندگی داخل ہوگی۔ لوگ ایک دوسرے میں پورا اعتبار کرینگے۔ ایک دوسرے کی تکالیف کو پوری محبت سے اور پوری ہمدردی سے دیکھینگے۔ سب کی طرف محبت اور پریم کی نگاہ ڈالینگے۔ تمام قدرت کو عبادت اور حقیقت کی نظر سے دیکھینگے قدرت مشین نہیں رہیگی۔ اس کا ہر ایک تعلق انسان کے ساتھ خالص محبت اور پریم سے وابستہ معلوم ہوگا۔ مذہب سب کا دھرم ہوگا۔ اہنسا سب کا اعتقاد ہوگا۔ چرند و پرند و جیوانات کو امان ملیگا۔ گوشت خوری کی سزا ویسے ہی مقرر ہوگی۔ جیسے کہ آجکل مردم کشی کی سزا مقرر ہے۔ اخلاقی جلوہ دنیا میں چمکیگا۔ روحانیت کا اپدیش سب طرف پھیلیگا۔ یہ جلوہ دنیا میں ایک بار پہلے چمکا ہے۔ زمانہ دورہ میں ایک بار پھر اُس کو تازہ کریگا۔ ہندو تہذیب اسی جلوہ کی تاریخ ہے۔ ہندو رشی اس کے موجد اور محقق ہیں۔ وہ اپنے زمانہ میں ایک بار اس کو دنیا میں عیاں دکھلا چکے ہیں۔ مگر پھر نئے رشی پیدا ہونگے۔ زمانہ اپنا اصلی جلوہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک بار پھر دنیا میں تروتازہ کریگا۔ مگر اس کے ظہور سے پیشتر تاریخ دنیا میں عجیب انقلابات ہونگے۔ آیندہ کی پیشین گوئی کرنا قرین مصلحت نہیں۔ مگر اس بات کا اظہار کردینا ضروری ہے۔ کہ تبدیلی کی صدا نکل چکی ہے۔ مادی تہذیب کا بول افتادہ ہوچکا ہے۔ کال بھگوان کا چکر پلٹیگا۔ حضرت انسان کے اندر روحانی خیالات کا پھر نئے سرے آغاز ہوگیا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس تبدیلی زمانہ میں بھارت کا کیا حصہ ہوگا۔ اور برہمن برہم ودیا کو کس قدر درجہ ملیگا۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بھارت کی برہم ودیا کال کی آنکھ مچولی گئی ہیں اعلےٰ حصہ دار بنیگی اور اہل دنیا کو اپنے جلوہ حقیقی سے مستفید کرے گی ÷

تاریخ دنیا میں معراج زندگی کے حصول کی کوشش بارہا کی جاتی ہے ہر ایک زمانہ میں ایسے انسان پیدا ہوجاتے ہیں۔ جو انسانی زندگی کے اعلےٰ معراج کو خلقت خدا کے سامنے پیش کرنا اپنی زیست کا مدعا خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ وقت کی ضروریات کا حتے الوسع خیال رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ حقیقت شناس ہوتے ہیں۔ وقت کے قواعد کی پابندی سے لوگوں کو آگے لیجانا چاہتے ہیں۔ دراصل وہ لوگ رنگ برنگ ہوتے ہیں وہ زمانہ کو نئے ڈھنگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ قدرت کے اعلیٰ خدمت گذار ہوتے ہیں۔ قدرت انکی اصلی مددگار ہوتی ہے۔ اسی واسطے وہ اپنے مقاصد میں پورے کامیاب ہوتے ہیں۔ اپنی جان اپنے مشن کی خاطر قربان کرجاتے ہیں۔ مشن اُن کی موت کے بعد پھلتا پھولتا ہے۔ نئے فرقے۔ نئے مذاہب۔ نئے خیالات تہذیب کے ایسے ہی زبردست ارواح بانی مبانی ہوتے ہیں۔ دنیا داران کو اوتار۔ مہاتما۔ مہاپرش۔ پیر و پیغمبر نبی کہکر پکارتے ہیں۔ اُن کی تعظیم و تکریم کو ہزاروں لاکھوں آدمی اپنا عقیدہ قائم کرتے ہیں۔ یہ لوگ کتابیں لکھتے ہیں۔ لیکچر دیتے ہیں۔ مگر معراج ہمیشہ دور رہتا ہے معراج کا پورا پورا حصول اس زمین پر مشکل امر ہے ساری تاریخ اس کی کوشش میں ہی ختم ہوتی ہے۔ البتہ جس قدر کوئی زمانہ معراج کے نزدیک آتا جاتا ہے

> معراج کا کمل حصول سوسائٹی کے واسطے مجموعی طور پر محال ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا کا رخ بجانب ترقی اور جس قدر معراج سے دور ہوتا جاتا ہے۔ دنیا کا رخ بجانب تنزل خیال کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہر ایک زمانہ کا معراج علیحدہ ہے اس واسطے ہر ایک زمانہ میں انسان کی ترقی کو اس زمانہ کے معراج سے ہی ناپا جاتا ہے۔ مادی زمانہ میں انسان کی ترقی کو روحانی معراج سے تشبیہ دینا شاید پورے طور پر بجا نہیں ہے۔ مگر چونکہ ہندو تہذیب کا ہر ایک معراج روحانی ہے۔ اس واسطے ہم کو لازم آتا ہے کہ ہم اس کے معراج کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کی حالت کا بھی نقشہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے جاویں۔ تاکہ اہل بصارت کی توجہ صداقت کی جانب مبذول ہو۔ اور دنیا سے وہ اندھیر جو تمام جہان کے عذاب کا باعث بن رہا ہے۔ آہستہ آہستہ دور ہو جانے کی امید قائم ہو۔

مندرجہ بالا حالات سے بخوبی ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی ترقی مسلسل نہیں ہوتی۔ اگر دوسا منی ایک پہلو میں بڑھتی ہے۔ تو دوسرے پہلو میں کمزوری اور تنزل کا نشان بنتی ہے۔ مادی زمانہ میں روحانی علوم سے لوگ متنفر ہوتے ہیں۔ سائنس کی ایجادیں بڑھتی ہیں تو اس کو دنیا کی نفس پرستی کا سامان بنایا جاتا ہے۔ دولت بڑھتی ہے تو عیاشی کے لوازمات ہم رکاب ہوتے ہیں۔ طاقت بڑھتی ہے تو کمزوروں کو ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ غرضیکہ قدرت کی رفتار ہمیشہ ترقی یا تنزل کی جانب نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ لوگ ایک ہی زمانہ کے حالات کو نظر کے آگے رکھتے ہوئے دنیا کی ترقی یا تنزل کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کی مادی ترقی کو روحانی تہذیب پر فوقیت دیتے ہیں۔ مگر یہ سب خام خیالی ہے۔ قدرت جب اپنا ایک ناٹک ختم کر چکتی ہے دوسرا آغاز کر دیتی ہے۔ ہر ایک ناٹک کے ناظرین۔ اس ناٹک کو تمام پچھلے ناٹکوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ مگر دراصل ہر ایک ناٹک اپنی صفت میں نرالا ہے اور اپنی اپنی جگہ ہر ایک قابل تعریف ہے۔ ہر ایک بامعنی ہے۔ اور مفید ہے۔

(۵) اس تمام تبدیلی میں زمانہ ایک راز مفہوم رکھتا ہے۔ یہ راز حضرت انسان کی تکمیل اخلاق ہے۔ کامل انسان کو اپنے ایک ناٹک سے دوسرے ناٹک میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک زمانہ کا دولتمند
دوسرے زمانہ کا محکوم بنتا ہے۔ ایک زمانہ کا حاکم دوسرے زمانہ کا محکوم بنتا ہے۔ ایک زمانہ کا دولتمند دوسرے وقت کا مفلس بنتا ہے۔ اس تھوڑی سی زندگی میں جب اتنے انقلاب ہیں تو قدرت کے وسیع میدان میں تبدیلی کا اندازہ کرنا احاطہ امکان سے باہر ہے انسان ایک جنم سے دوسرے جنم میں مختلف حالات قدرت کا مطالعہ کرتا ہے۔ آخر جب تمام تبدیلی کا راز مفہوم کر لیتا ہے۔ تو قدرت کا اندرونی پردہ افشا ہو جاتا ہے۔ اس پردہ کی مکمل افشائی پر حق بین ہو گی۔ جنم اور موت کے تمام جنجال سے آزاد ہوتا ہے۔

اب اس اخلاقی تکمیل میں عورت کا وجود اور اس کا مرد کے ساتھ باہمی ملاپ لازمی شرط ہے۔ کوئی تہذیب ہو۔ کوئی زمانہ کی رفتار ہو۔ مگر یہ ملاپ لازمی اور ضروری ہے۔ قدرت اس ملاپ کے بغیر اپنے کسی فعل یا عمل کو ہرگز ظہور میں نہیں لاسکتی۔ عورت قدرت کے باغ میں خوبصورت پھول ہے جس کی چمک اور خوشبو سے یہ دماغ کائنات معطر ہو رہا ہے۔ استری جہان کا رتن ہے۔ قوم کا زیور ہے۔ جہاں اس کی عزت نہیں وہاں سب کچھ برباد ہے۔ خواہ مادی دنیا کے عالم اس کائنات کی کوئی تعبیر کریں۔ تاہم یہ روحانی ہے۔ انسان کے تمام تعلقات اس کائنات کے ساتھ روحانی ہیں۔ مردہ مادہ اس کائنات میں نہ کہیں ہے اور نہ ہی کہیں ہوگا متحرک یا غیر متحرک مادہ دونوں زندہ ہیں۔ منور ہیں۔ حرکت مادہ میں سے خود بخود بیدار ہوتی ہے۔ مادہ میں سولیت ہر جگہ موجود ہے۔ بعض جگہ افشا اور بعض جگہ غیر افشا حالت میں۔ قدرت اپنی بناوٹ میں کسی کی محتاج نہیں۔ یہ مجموعی طور پر مکمل ہے کیونکہ یہ ایک مکمل روح کا ظہور ہے۔ کائنات کی پیدائش ختم نہیں ہو چکی یہ ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ اس کائنات کا خدا اپنے کام کو ختم کر آرام سے نہیں رہا ہے حضرت انسان اپنے خیالات اور ضروریات کے مطابق خدا کا خیال قائم کرتا ہے۔ ہر ایک قوم کا خدا ویسے ہی نرالا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کا مذہب دستور العمل نرالا ہے۔ ہر ایک کا معبود عابد کے خیالات سے محدود ہے۔ معبود ہر صورت میں عابد کی معراج پرستش۔ معراج زندگی ہے۔ عربی خدا یا بہشت عربی خواہشات کا مظہر ہے۔ ہندو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برہم ودیا کا معراج مہرشیوں کی پاکیزگی کا مظہر ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ کائنات مکمل ہے۔ مغربی سائنس ابھی تک اس کا ایک پہلو بھی وچار نہیں سکا۔ علم کا سمندر ابھی تک اپنی لامحدود وسعت میں بالکل چھویا نہیں گیا ہے۔ کائنات اپنا مکمل پن ہر جگہ ظاہر کرتی جاتی ہے درحقیقت مقصد پیدائش اس مکمل پن کا اظہار ہے۔ جو مہاتما اس مکمل پن کو بخوبی مفہوم کر لیتے ہیں۔ وہ قدرت کی تمام بندشوں سے آزاد ہوتے ہیں اس قدرت میں ایک راز نہاں ہے۔ یعنی کائنات آتما کے جلوہ کو ہر جگہ عیاں کرتی ہے۔ یہ آتما قدرت کا مالک ہے۔ پرکرتی کا پریرک ہے۔ یہ اسی کی بدولت ہے۔ کہ پرکرتی زندہ ہے۔ اسی کو شاستر پرش بولتے ہیں۔ یہ تمام کائنات اس پرش کے جلوہ کو اپنے ہر ایک پہلو میں اظہار کرتی جاتی ہے۔ درحقیقت تمام پیدائش پرکرتی اور پرش کا ظہور ہے۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ دیوتا۔ غرضیکہ سرشٹی کے تمام محکمات میں ان دونوں طاقتوں کا ظہور ہے۔ ان دونوں کے ملاپ سے ہی سرشٹی بنتی ہے +

کائنات کے ہر ایک محکمہ میں نر اور مادہ کی موجودگی

دو مختلف قسم کی معدنیات ملتی ہیں تو ان کے ملاپ سے ایک بالکل نئی طاقت نمودار ہو جاتی ہے جو گن۔ سوبھاؤ۔ کرم میں ان دونوں سے بالکل اختلاف رکھتی ہے۔ یہ اختلاف کہاں سے پیدا ہوا۔ اس کے جواب میں یہ عرض کر دینا بالکل ضروری ہے۔ کہ اس اختلاف کا مادہ ان دونوں معدنیات میں پہلے ہی موجود تھا۔ ایک دھات کو نر دوسری کو مادہ خیال کریں۔ دونوں کے ملاپ سے قدرت ایک نئی اولاد پیدا کرتی ہے۔ یہی اصول نباتات میں موجود ہے۔ دو مختلف قسم کے درختوں کے بیجوں کو قدرت ملاتی ہے اور ایک نیا درخت پیدا کر دیتی ہے۔ اس قدرت میں کوئی درخت خود پیدا نہیں ہوتا جب تک نر و مادہ درخت کی طاقت باہمی ملاپ سے وصل نہ کرے +

نر درخت علیحدہ موجود ہیں۔ مادہ درخت علیحدہ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ہوا۔ زمین پانی دونوں کو ملا کر ایک نیا درخت پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ علم معدنیات اور علم نباتات کے رموز میں ہمارا رسائنس کیمسٹری کا مفہوم ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسرا علم نباتات کو بناتا ہے۔ حیوانات میں نر و مادہ کی موجودگی اظہر من الشمس ہے چھوٹے چھوٹے کیڑوں پتنگوں میں یہ موجود ہے۔ حضرت انسان کے قالب میں اس کا ظہور محض قدرتی خاصیت ہے۔ دیوتائی سرشٹی میں بھی یہ موجود ہے۔ ہندو محقق دیوتاؤں کے ساتھ اُن کی دیوی شکتی کا ظہور مفہوم کرتے ہیں۔ اندر کے ساتھ اندرانی ہے۔ وشنو کے ساتھ لکشمی ہے۔ برہما کے ساتھ سرستی ہے۔ شوجی کے ساتھ ستی ہے۔ پس یہ تمام کائنات باہمی ملاپ نر و مادہ کا ظہور ہے۔ اور اس واسطے میتھونی سرشٹی کہلاتی ہے ۔

مگر اس قدرت میں ملاپ بغیر محسوسیت کبھی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ ملاپ اور محسوسیت لازم ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا ممکن نہیں۔ معدنیات اور نباتات میں محسوسیت ہے۔ معدنیات ایک دوسرے کو کشش کرتی ہیں یا پرے ہٹاتی ہیں نر و مادہ درخت ایک دوسرے سے ملکر نیا جلوہ نئی خوبصورتی و رونق ظاہر دکھلاتے ہیں۔ اگرچہ محسوسیت پوری منکشف حالت میں نہیں ہے۔ جوں جوں قدرت اپنی منازل میں بڑھتی جاتی ہے۔ اس محسوسیت کا انکشاف بڑھتا جاتا ہے۔ جہاں محسوسیت ہے وہاں اخلاقی حس بھی ضرور موجود ہے۔ نر و مادہ ملتے ہیں یہ ملاپ ہر جگہ ایک قسم کی نفسانی لذت کو پیدا کرتا ہے۔ حیوانات میں لذت بار اول اپنا پورا عیاں جلوہ دکھلاتی ہے۔ جو لطف لذات نفسانی کا حیوان حاصل کرتے ہیں وہ انسان کو ملنا ناممکن الخیال ہے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ نفس پرست لوگ لذات نفسانی کے حصول کی خاطر شراب۔ کباب وغیرہ منشیات کو استعمال کر اپنے دل و دماغ میں حیوانی جذبہ پیدا کرنے کے واسطے اس قدر ساعی ہوتے ہیں۔ اور باوجود انسان ہونے کے حیوانانی عادات کو حاصل کر زندگی کے مزے لوٹنا چاہتے ہیں۔ کثافت میں نفسانیت کا جو آنند ہے وہ لطافت میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ جوں جوں یہ کائنات کثیف طبقات سے لطیف طبقات میں پہنچتی جاتی ہے۔ نفسانی جذبہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا آنند بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ عالم انسانی میں یہی نفسانی جذبہ ایک مستقل خانہ داری کی صورت میں تبدیل ہوتا ہے۔ اور محض حیوانی نفسانیت ایک پاکیزہ رنگ اختیار کرتی ہے۔ مرد اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور عورت کے تعلقات ایک عارضی جذبہ سے دیر یا محبت کے رشتہ میں متغیر ہوتے ہیں۔ دونوں کے باہمی ملاپ کو شریعت یا مذہب تبرک ٹھہراتا ہے اور قانون شادی نافذ کرتا ہے +

(۶) تمام قدرت کا ظہور پیدائش ان دو طاقتوں کے ملاپ سے ہے۔ یہ دونو اجزائے مکر پیدائش کے کام کو جاری رکھتے ہیں۔ اور چونکہ قدرت کا کوئی فعل پیدائش ان دونوں کے ملاپ کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے ایک جزو دوسرے کے بغیر نکما ہے نر کا کوئی حق نہیں کہ مادہ کا کام کرے۔ مادہ کا کوئی حق نہیں۔ نر کا کام کرے۔ دونو کے وجود علیحدہ ہیں۔ فرائض علیحدہ ہیں۔ حقوق علیحدہ ہیں۔ چونکہ دونوں کا وجود اور ملاپ قدرت کی تکمیل کے واسطے لازمی ہے۔ اس لئے جہاں دونوں کا ملاپ ہے وہاں آرام۔ آسائش۔ خوبصورتی۔ رونق۔ طاقت ساتھ ہی ہم رکاب ہوتی ہے۔ جہاں یہ ملاپ قدرتی طور پر یا قدرت کے قواعد کے خلاف وقوع میں آتا ہے وہاں عذاب و دکھ۔ لازمی شرط ہے۔ ملاپ سے ہماری مراد دونوں کی باہمی تکمیل کے اسباب کی یکجا فراہمی ہے۔ عورت کے اوصاف مرد میں نہیں ہیں۔ مرد کے اوصاف عورت میں نہیں دونوں کی عادات۔ حرکات۔ سکنات قدرت سے ہی مختلف ہیں۔ دونوں ملکر مطلب قدرت کو پورا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ اس واسطے ہمسری کا خیال فضول ہے۔ باہمی مقابلہ اور برابری کا خیال محض یاوہ گوئی ہے۔ آدمی کے اوصاف بہادری شجاعت ہیں اس کا جسم نسبتاً مضبوط ہے۔ آدمی مبدائے فیضان ہے عورت مادہ فیضان ہے۔ یعنی ایک سے فیضان کی تاثیر پیدا ہوتی ہے دوسرے میں فعل اسی تاثیر کا ہو کر کاروائی کل جہان کی جاری رہتی ہے۔ عورت کی صفات نزاکت و لطافت ہیں۔ بہ لحاظ ان اوصاف کے دونوں کے فرائض بھی جداگانہ ہیں۔ عورت گھر بار بال بچوں کی خبر گیری کرتی ہے مرد حافظ جان و مال ہے +

انہی وجوہات سے شاستروں میں عورت کو مرد کی اردھانگی یعنی نصف جسم والی بولا جاتا ہے۔ رشی آئین میں کوئی یگیہ۔ دان۔ تپ۔ ہون۔ دیو پتری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرم عورت کی موجودگی کے بغیر مکمل یا مہمل نہیں خیال کیا جاتا۔ اب ہم روشنی آئین میں
عورت کے حقوق اور فرائض کا ذکر کرتے ہیں۔ کوئی حق بغیر کسی فرض کے اس دنیا
میں ممکن نہیں ہو سکتا۔ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ جس کو کچھ دیا جاتا ہے اس سے کوئی
توقع خدمت کی بھی رکھی جاتی ہے۔ قدرت ایک چیز دیتی ہے اور اس کے صلہ میں دوسری
کسی خدمت کی ہمیشہ امید رکھتی ہے۔ عورت مرد کی رفاقت کے تمام حقوق رکھتی ہے
مگر آدمی کی ہمسری کا اُس کو کوئی حق حاصل نہیں ہے جس ترتیب سے جس طریق سے
یہ رفاقت قابل عزت بنتی ہے وہ تمام اس کا حق ہیں۔ آدمی کا کوئی حق نہیں کہ بجائے
رفیق بنانے کے اس کو اپنی غلامی میں اسیر بند رکھے۔ اس کو گھر کی چار دیواری میں
محبوس مستور کر ساری عمر کی قید بلا قصور دیوے۔ وہ آدمی کی جائداد نہیں ہے
وہ گھر کے اسباب کی طرح کوئی برتن یا کھلونا نہیں ہے جب چاہا تب خرید لیا جب چاہا
تب پھینک ڈالا۔ وہ مرد کی رفیق ہے۔ اور رفاقت کا تمام استحقاق رکھتی ہے۔ کوئی
شخص اپنے رفیق کو غلام۔ یا قیدی بنا کر نہیں رکھتا۔ اگر ایسا کرتا ہے تو وہ اس کی رفاقت
کا تمام حق کالعدم کرتا ہے۔ غلامی ہمیشہ اور ہر جگہ باطل پرستی۔ بد اخلاقی شیطانیت
کا بدل ہے۔ یہ دوزخ کی زندہ علامت ہے۔ آزادی ہر جگہ اور ہمیشہ آزادی حیات
مضبوطی قوت ارادہ تقویت روح اور جسم تکمیل اخلاق اور جلوہ روحانیت کی مظہر
ہے۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آزادی عورتوں کی ناپرہیزگاری میں انجام دیکھی
اس سے زیادہ ننگ آمیز خیال عورت کی مقدس ذات کے واسطے کیا ہو سکتا ہے کیا انسانوں
کی نظر سے گم علیحدگی اور پردگی میں چھپا رہنا ہی عصمت کی دلیل ہے۔ کیا مالک کائنات
کی آفرینش کا ایک اعلےٰ خوبصورت جز اسی واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ مستور
اور محبوس رہے۔ یہ ہمیشہ یاد رہے کہ پردہ اور عصمت ہرگز لازم ملزوم نہیں
ہیں اور پردہ کی موجودگی عورت کی عصمت کی ہرگز دلیل نہیں ہے۔

بلحاظ رفاقت عورت نہ صرف آزادی کا استحقاق رکھتی ہے بلکہ وہ آدمی کی محبت
الفت و خبرگیری و احتیاط کا پورا حق رکھتی ہے۔ یہ عورت کا حق ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ مرد اس کی پوری خبر گیری کرے۔ اس کی آسائش و آرام کا پورا انتظام کرے یہ آدمی کی محبت و الفت کو اپنی طرف مائل کرنے اور قائم رکھنے کا پورا حق رکھتی ہے۔ مرد کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی عورت کی محبت کو نظر انداز کر غیر عورت کی جانب اپنے دل کو راغب کرے جیسے عورت خاوند کی محبت پر پوری حقدار ہے۔ ویسے ہی خاوند کی کمائی پر وہ اپنا پورا حق رکھتی ہے۔ گھر کے انتظام خاندان کی خبر گیری کے معاملات میں رائے زنی اور حصہ داری میں وہ پوری مختار ہے۔ اور بچوں کی پرورش و تربیت کرنے میں وہ پوری حقدار ہے ؂

چونکہ مرد اور عورت ملکر تمام سوشیل معاملات کو طے کرتے ہیں۔ اس لئے دونو سوسائٹی کی نظر میں قابل عزت ہیں سوسائٹی کا یہ مقدس فرض ہے کہ دونوں کے جداگانہ حقوق کا پورا خیال رکھے اور اپنے برتاؤ میں عورت اور مرد کی مقدس ذات کے قدرتی رشتہ کو قائم رکھے۔ یہ سوسائٹی کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ عورتوں کے واسطے اُن کے خلاف عقیدت خلاف فطرت قوانین نافذ کرے اور ان کو بلا قصور اور بلا معقولیت غلامی یا اسر بندی میں محبوس کرے۔ یہ عورت کا پورا حق ہے کہ اپنے متعلق معاملات میں بلحاظ ممبر سوسائٹی وہ اپنی رائے دینے کا حق حاصل کرے۔ ملکی انتظام میں اپنے متعلق امورات میں دخل دے ؂

مگر ہر ایک حق کے ساتھ فرض وابستہ ہے۔ قانون اور سوسائٹی کا یہ پورا فرض ہے کہ عورت سے ان فرائض کی ادائیگی میں پوری توقع رکھے۔ اور ایسے قوانین نافذ کرے جن سے ان فرائض کی ادائیگی باضابطہ اور باسلیقہ ہو سکے۔ اگر کوئی عورت ان فرائض کے پورا کرنے میں قاصر رہے۔ تو اسکو سوسائٹی کے آئین کے مطابق سزا دی جاوے ؂

چونکہ آزادی عورت کا پورا حق ہے۔ اس واسطے اس کا عین فرض ہے کہ اس آزادی کا ہرگز برا استعمال نہ کرے۔ بلکہ آزادی کو اپنی تکمیل اخلاق تقویت دل و دماغ کا موجب بنائے ویسے ہی چونکہ عورت کا پورا حق ہے۔ کہ خاوند کی محبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو اپنی جانب قائم رکھے۔ یہ اس کا مقدس فرض ہے کہ وہ اپنا جسم و دل اپنے پتی کی سیوا میں حاضر رکھے۔ اور اپنے خاوند کے بغیر دنیا کے تمام آدمیوں کو اپنا بھائی یا باپ خیال کرے۔ اسی طرح چونکہ یہ اس کا حق ہے کہ سوسائٹی اس کے متعلق امور میں کوئی قانون بلا اس کی رائے زنی کے پاس نہ کرے۔ عورت کا یہ پاک فرض ہے کہ سوسائٹی کو بد اولاد پیدا کرنے سے ہرگز غلیظ اور گندہ نہ کرے۔

عورت کے فرائض

جس سوسائٹی میں عورت کے ان حقوق اور فرائض کی پوری نگاہ بانی کی جاتی ہے۔ وہاں اقبال و حشمت ہمیشہ ہم رکاب ہوتی ہے اور جہاں ان حقوق کو دیدہ دانستہ نظر انداز کیا جاتا ہے وہاں بد اخلاقی۔ بد اعمالی۔ افلاس اور بربادی لازمی انجام ہوتا ہے۔ ہم بیان کر آئے ہیں کہ تہذیب کے اصلی معنے انسان کی اخلاقی تکمیل ہے۔ پس جس سوسائٹی میں عورت کے ان حقوق اور فرائض کی پوری خبرگیری کی جاتی ہے۔ وہاں ہر ایک قسم کی ترقی۔ اقبال مندی۔ رونق۔ نیک اعمالی۔ خوش اعتقادی قائم رہتی ہے۔ درحقیقت کسی ملک کی تہذیب کا اصلی معیار اس ملک کی عورتوں کی حالت ہے۔ عورت ہی تمام اخلاق۔ روحانیت کی معیار ہے۔ ان کو با اخلاق بناؤ۔ ملک با اخلاق بنتا ہے۔ ان کو ناپاک بننے دو۔ اولاد ناپاک بنتی ہے۔ اولاد کی ناپاکیزگی سے ملک ناپاک بنتا ہے اور آخر برباد ہو جاتا ہے۔ جب ناپاکیزگی کا اثر عورتوں تک پہونچ جاتا ہے۔ تو پھر اس ملک کو کوئی طاقت غارت گری سے بچا نہیں سکتی۔ تمام ممالک میں بربادی اور تنزل یہی رخ اختیار کرتا ہے۔ پس جس آئین میں عورتوں کے حقوق اور فرائض کی پوری احتیاط سے نگہبانی کی جاتی ہے اس آئین کو مہذب اور شائستہ آئین خیال کریں۔ اس معیار کے مطابق موجودہ اور قدیمی زمانہ کا مقابلہ کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۱۱) مغربی ممالک میں عورتیں اپنے حقوق حاصل کرنے کی خاطر ہر ایک قسم کی جد و جہد کر رہی ہیں۔ خاص انگلستان میں یہ سوال ایک زبردست شکل اختیار کر رہا ہے کہ عورتوں کو ممبر پارلیمنٹ بنانے سے کیوں مزاحمت کیجاوے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے حقوق کو مرد اپنے پاؤں کے تلے کیوں کچلیں۔ مردوں کا کیا حق ہے کہ وہ عورتوں کے متعلق امورات میں اپنے حسب منشا قوانین پاس کرتے جاویں انگلستان کی عورتیں اب باخبر اور باعلم بن گئی ہیں وہ اپنے حقوق کو موجودہ زمانہ کی روشنی کے مطابق بخوبی سمجھتی ہیں وہ دیکھتی ہیں کہ بلحاظ تربیت عقل و دانش وہ کسی طرح قومی ترقی میں مردوں کے پیچھے نہیں ہیں۔ وہ دیکھتی ہیں کہ اُن کے ملک میں عورتیں ملکہ بن کر راج کرتی ہیں۔ میری۔ الینر بیتھ۔ وکٹوریا تمام ملک پر حکمرانی کر چکی ہیں۔ تو پھر دیگر لائق مستورات کیوں ممبر پارلیمنٹ نہیں بن سکتیں۔ چونکہ نئی آواز ہے اس تبدیلی کو مکمل کرنے کے واسطے کچھ وقت درکار ہوگا۔

مغربی ممالک میں عورت کی حیثیت

عورتوں کے حقوق کا سوال نہ صرف انگلستان میں بلکہ دیگر تمام ممالک یورپ میں اب ایسی شکل اختیار کر رہا ہے۔ کہ مدبران زمانہ اس کو ہرگز نظرانداز نہیں کر سکتے۔ مغربی ممالک میں عورتیں اس وقت ڈاکٹری کرتی ہیں۔ وکالت کرتی ہیں۔ بیوپار کرتی ہیں۔ دوکانداری کرتی ہیں۔ استاد بنکر تعلیم دیتی ہیں کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ دفتروں میں کلرک بنکر اپنے فرائض کو ادا کرتی ہیں غرضیکہ ہر ایک صیغہ زندگی میں اب عورتیں ویسے ہی سرگرمی سے مصروف ہیں جیسے کہ مرد۔ ان سب باتوں کے باوجود ان کو مملکت کے انتظام میں کیوں حصہ دار نہ بنایا جاوے۔ عورتوں نے مغربی ممالک میں اپنی حیثیت کا نازک سوال اب بالا طاق رکھدیا ہے۔ وہ مردوں کے برابر میدان مقابلہ میں ہر ایک قسم کے حقوق کی طلب گاری کی جانب رجوع کر رہی ہیں۔ مردوں کے کاروبار اور حقوق پر دست درازی کا سوال تو درکنار رہا۔ اب مردوں پر حکومت کرنے کا سوال پیش ہو رہا ہے۔ مگر یہ سب نتیجہ مغربی زندگی کے آزادانہ روش کا ہے؟

یورپ کے اندر تیرھویں اور چودھویں صدی کے زمانہ شولیری کی حالت کو ذرا مطالعہ کریں مغربی لوگ عورت کو ان ایام میں ایک قسم کی دیوی بنا کر پوجتے تھے۔ اس کے ہر ایک قسم کی دلجوئی خاطر بڑے بڑے جانباز اپنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جان کو معرضِ خطر میں ڈالنا فخر خیال کرتے تھے۔ بڑے بڑے اکھاڑے لگتے تھے جن میں حسین سے حسین عورت ان اکھاڑوں میں کرسی نشین بننے کا فخر حاصل کرتی تھی جس کی طرف وہ اپنی نگاہ ڈالتی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ بس میں نہال ہو گیا۔ وہ اکھاڑے کی ملکہ بننے کی عزت حاصل کرتی تھی۔ اکھاڑے کے اختتام پر وہ اپنے ہاتھ سے فتح مند بہادروں اور جانبازوں کو انعام تقسیم کرتی تھی نائٹ عورتوں کی رفاقت میں اپنی جان بھی تصدق کرنا فخر خیال کرتے تھے۔ مگر اس تمام قدر و منزلت میں انسانی تصور کی پاکیزگی کا خیال عموماً نظر انداز کیا جاتا تھا۔ یہ سب عزت اکثر نفس پرستی کے جذبہ رنگدار تھی مغربی نائٹ عورت کو اس پاک نظر سے نہیں دیکھتے تھے جیسے کہ رومن کیتھولک لوگ حضرت مریمؑ کو دیکھتے ہیں۔ مگر ہاں ہمہ زمانہ شولری عورتوں کی قدر و منزلت کے بارہ میں یادگار تاریخ ہے مغرب اپنا ہر ایک طرزِ زندگی تبدیل کر چکا ہے۔ اب وہ شولری نہیں ہے۔ مگر تاہم عورت کی قدر و منزلت ان ممالک میں ایشیائی ممالک سے بدرجہا زیادہ ہے اور یہ ایک وجہ مغربی ممالک کی ترقی اور اقبال مندی کی ہے ؛

ایشیائی ممالک میں عورت کی حیثیت

ایشیائی ممالک میں عورتوں کے حقوق کا سوال ابھی تک وہ شکل نہیں اختیار کر سکا ہے جو مغربی عورتوں کو حاصل ہے۔ مگر تاہم زمانہ کی رفتار کے مطابق آواز نکل چکی ہے۔ اور اگر زمانہ نے عنقریب عرصہ میں اپنا طرز نہ بدلا۔ تو انہی خیالات کے مطابقت میں حسب منشا مغربی تعلیم یافتہ گروہ کی عورتوں کے طرز زندگی میں بھی فرق آنے کا باوجہ گمان ہو سکتا ہے۔ بعض ممالک میں عربی آئین کے مطابق عورت ابھی تک مستور ہے۔ اسے پردہ سے نکالنا گناہ خیال کیا جاتا ہے۔ اُن کے نزدیک اس کی قدر ایک کھلونے یا بازاری اسباب سے زیادہ نہیں ہے۔ دوسروں نے اسکے حقوق کو زبردستی مسدود کیا ہے۔ اور اس کے فرائض کو خاوند کی خوشنودی مزاج۔ طبع پرستی پر محدود کیا ہے۔ گھر کی چار دیواری میں بند۔ دنیا کی تمام برکات زندگی سے محروم۔ علم و تہذیب سے خارج۔ محض خاوند کی متلون مزاج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی غلام وہ بیچاری چار و ناچار اس زمین پر اپنے ایام کاٹتی ہیں۔ سینکڑوں برس کی غلامی نے ان کے اندر سے آزادگی کی تمام ہوا کو نکال دیا ہے۔ اپنی اس محبوس زندگی پر صابر۔ خاوند کی متلون نظرعنایت پر شاکر ایسے تنگ دائرہ میں بند ان کے اندر آزادانہ اور وسیع خیالات ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔ جو انسان کی ذات کا قدرت سے ورثہ ہیں ✤

(۸) بھارت کی موجودہ دُرشا سے ناظرین بخوبی آگاہ ہیں۔ جس حالت میں بھارت کی استریاں اس وقت موجود ہیں۔ وہ ہر صورت میں قابل اصلاح ہے۔ اُن کی جہالت۔ اُن کی تنگ خیالی یا کم ظرفی اُن کی بدرسومات۔ اور ناشائستہ طرز زندگی اس اصلاح کا سخت مقتضی ہے۔ جب تک عورتوں کی حالت میں خاطر خواہ تبدیلی بجانب نیک روی نہ ہو تب تک قومی فلاح کی اُمید قائم کرنا محض ہوائی قلعہ جات تعمیر کرنے والی مثال ہے۔ مگر بھارت کے سامنے یہاں وہی سوال پیش آتا ہے جس کا ہم ذکر اس فصل کے شروع میں کر آئے ہیں۔ زمانہ کی رفتار کو دوسری طرز پر ڈال دینا ایک آسان امر نہیں ہے۔ مغربی خیالات نے بھارت کے اندر عجیب و غریب ہل چل پیدا کر دی ہے۔ ہر ایک کا خیال ہر ایک شخص کا معبود بدل گیا ہے۔ پرانے معراج عبادت و زندگی بالکل تبدیل ہو چکے ہیں۔ ہر ایک جگہ اصول مفقود ہو چکا ہے ہندو قوم کی حالت اس وقت بالکل لرزان صورت میں ہے۔ یہ زمانہ کی شکار ہے اس کی ہستی یا بربادی کا سوال ہر ایک پہلو میں اس زمانہ کی رفتار کو سمجھکر چلنے پر منحصر ہے۔ اگر اس نازک معمہ کو حل نہ کر سکی تو شاید اس کو اسی بربادی کا نشانہ بننا پڑیگا جو اہل مصر یا اہل بابل کو پیش آچکی ہے بڑے حزم و احتیاط کا موقعہ ہے۔ بڑے استقلال و ثابت قدمی کا وقت ہے۔ مغربی رو کو دوسرے رُخ میں تبدیل کر دینا اور دین کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا ایک آسان کام نہیں ہے۔ مگر حوصلہ و ہمت کو ہاتھ سے دینا بالکل بزدلی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ زمانہ اپنا رُخ خود بخود تبدیل کرنے والا ہے۔ یہ ہمارا آپ سے آپ مددگار بننے والا ہے۔ روحانی معراج کی آواز جہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تمام اطراف سے نکل چکی ہے۔ مادی خیالات کا پول افشا ہو چکا ہے۔ اس واسطے مایوسی سے کوئی سروکار نہیں۔ دنیا کا رخ بدلیگا۔ اور بھارت کی برہم ودیا کو تمام جہاں کی اعلےٰ اور خوبصورت ودیا بننے کا فخر پھر حاصل ہوگا۔ اس تبدیلی میں عورت کا مشن سب سے مبارک مشن ہوگا۔ اس واسطے عورت کی حالت میں تبدیلی لازمی شرط ہے ؎

مفصلہ بالا ذکر سے ظاہر ہے کہ مغرب میں عورت کا دعوے مرد سے ہمسری کا ہے۔ جب کہ ایشیا کے ممالک میں اس کی حالت عموماً غلامی سے بہتر نہیں ہے یہ دونوں صورتیں قدرتی نہیں ہیں۔ ایسا زمانہ بہت دیر کے بعد آئیگا کہ عورتیں اپنی صادق حیثیت سوسائٹی میں حاصل کر سکیں۔ زمانہ گذشتہ میں آدمیوں نے ان کے تمام حقوق کو نظر انداز کیا ہے۔ آدمی اپنے منشا مبارک کے مطابق قوانین نافذ کرتے ہیں اور عورتوں کو ان کی تعمیل کی خاطر مجبور کرتے ہیں۔ عورتیں اپنے متعلق امورات میں فقط مردوں کی منشاء متلون پر انحصار رکھتی ہیں۔ ان کو محض مردوں کی دل لگی یا عیاشی کا سامان تصور کیا گیا ہے۔ ان کو گھر کی چار دیواری میں محبوس اور مستور رکھنا ہی ان کی عفت اور پرہیزگاری میں شمار کیا گیا ہے۔ ان کے دل اور دماغ کو جہالت میں رکھنا ہی ان کی عفت اور پارسائی کے واسطے لازمی خیال کیا گیا ہے۔ افریقہ کے حبشی غلام اپنے مالکوں سے چند سال کی خدمت گذاری کے بعد آزادی حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں مگر عورتیں ساری عمر کی خاطر بلا جرم حبس میں رکھی جاتی ہیں۔ شریعت اور سوسائٹی اس آئین کی پیروی ان کے واسطے لازمی اور لابد ٹھہراتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس واسطے کہ اس کو خالق مخلوقات نے عورت کا جسم عطا فرمایا ہے۔ وہ بیچاری دنیا کی ہوا کو ترستی ہیں۔ اپنی جہالت کے باعث طرح طرح کے افکار اور آفات کا شکار ہوتی ہیں باطل پرستی اور گمراہی میں ساری عمر گذارتی ہیں۔ خاوند کے رحم کی متلاشی اس کے دل کو بار بار اپیل کرتی ہیں۔ مگر مرد اپنی نفس پرستی پر اس قدر مفتوں ہیں کہ ان کی ایک بات بھی نہیں سنتے۔ بڑے بڑے امیروں کے گھروں میں ہزاروں روپیوں کے سنہری زیورات تو موجود ہیں۔ ہزاروں روپیوں کے کپڑے۔ طرح طرح کی آرائش اور آسائش کے سامانات حا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں مگر وہ نعمت غیر مترقبہ یعنی آزادی ہرگز نہیں ہے۔ انسان کا روح قید رہنے کے واسطے پیدا نہیں ہوا ہے۔ جہاں اس کو بے جا قید میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وہاں یہ فن فریب۔ عقل مندی ۔ یا مقابلہ سے۔ ان قیود سے نکلنے کی خاطر سعی کرتا ہے یا تو اس کوشش میں خود موت کا شکار رہتا ہے یا اپنے دشمن کو مار گراتا ہے۔ یہی حال ان عورتوں کا ہے جن کو لوگ ان کو پردہ میں اسیر بنا رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی نفس پرستی کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ اسی قدر وہ اس حبس بے جا سے رہائی حاصل کرنے کی تدابیر نکالتی ہیں۔ چونکہ ان کے جسم اور دل سے بے جا کام لیا جاتا ہے جس کو وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتیں۔ جو ان کی طبعی خواہش اور رغبت کے بالکل مخالف ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ ہمیشہ اس تدبیر کی جستجو میں لگی رہتی ہیں۔ کہ موقع ملے تو دل کھول کر اپنی خواہش کو پورا کریں۔ چنانچہ جب کبھی میلے پر جہاں ہزاروں عورتوں اور مردوں کا ہجوم ہو۔ کسی دوسرے مقام پر جہاں ان کو آزادی حاصل کرنے کا موقع ہو۔ یا کسی تقریب شادی پر جہاں ان کی عادات اور حرکات پر کوئی مزاحمت نہ ہو۔ وہ اس شوق آزادی کو بے جا طور پر پورا کرتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر جو فحش کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں کوئی عقل سلیم ان کو ایک لحظہ بھر کے واسطے گوارا نہیں کر سکتی ؀

> ستر یا پردہ عورت کے واسطے مفید ثابت نہیں ہوا ہے

پردہ اور ستر ان کے واسطے ہرگز مفید ثابت نہیں ہوا ہے۔ جن ممالک میں اس کی سخت پابندی کی جا ہے۔ وہاں کے محلات میں یہ ہرگز باعث امن نہیں ہوا ہے۔ جہاں ایک طرف تو ان کو مستور رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے تو دوسری طرف ان کو طلاق۔ حلالہ وغیرہ کے احکام سنائے جاتے ہیں وہاں پردہ اور ستر سے پارسائی کی امید قائم کرنا خام خیالی ہے ممالک ایران روم میں بڑے بڑے امیر ان کی سازش اور منصوبہ بازی سے اپنا امن زندگی ضائع کر چکے ہیں۔ خود ہندوستان میں بڑے بڑے نواب اور بادشاہ ان محلات کی وجہ سے اپنی زندگی معرض خطر میں ڈال چکے ہیں یہ قدرت آزادی کی خواہاں ہے۔ چرند اور پرند آزادی پرست ہیں۔ انسان اور حیوان آزاد رہنا چاہتے ہیں تمام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاندار غلامی اور اسیر بندی سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ آزادی اور غلامی ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ جو قانون کسی جاندار کو ہمیشہ ساری عمر کی غلامی یا اسیر بندی میں رکھنا چاہتا ہے وہ ہرگز موجب عافیت نہیں ہو سکتا۔ وہ قدرتی بہاؤ کو روکتا ہے۔ وہ قدرت کے راستہ میں سدراہ بنتا ہے جس کا نتیجہ ہرگز نیک نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر قدرتی بہاؤ اکٹھا ہو کر اس قدر زور پکڑتا ہے کہ تمام رکاوٹوں کو بہا لیجاتا ہے۔ اس طغیانی میں ہزاروں معصوم جانیں تلف ہوتی ہیں۔ بس یہی وجہ ان تمام آفات اور حادثات کی ہے جو ان ممالک میں صادر ہوتے ہیں۔ جہاں عورت کو مستور اور محبوس رکھنے کی پوری احتیاط کی جاتی ہے۔ اردو اور فارسی نادرست عورتوں کے عیوب بیان کرنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی بے وفائی بے توجہی۔ پر سینکڑوں کتابیں اور قصے اس وقت بازاروں میں مل سکتے ہیں۔ بڑے بڑے دلچسپ ناول تاریخی قصے .... عورتوں کی بے ثباتی۔ اور بے مروتی کے بیان میں اس وقت بھی موجود ہیں آدمی چلاتے ہیں۔ ہائے وہ محبت کی داد نہیں دیتیں۔ ہائے وہ بے وفا ہیں۔ بہادر عاشق جنکی بہتیری داستانیں عورتوں کی بدکاری کا اعلان دیتی ہیں۔ تریا چرتر ایک مثل مشہور ہو گئی ہے۔ گویا کہ تمام جہان کے فن فریب کا مجموعہ عورت ہے۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ یہ سب قصور کس کا ہے۔ کون اول اس کو عیاشی اور نفس پرستی کی چاٹ لگاتا ہے۔ کون اس کے متبرک دل پر حیا داری اور غیرت کی مہر توڑتا ہے۔ کیا یہ امر مسلمہ نہیں ہے کہ عورت باوجود مادہ شہوت آدمی سے زیادہ رکھنے کے بھی اپنی حیا اور شرم کے باعث کبھی خود خواستگار بدکاری نہیں بنتی تو پھر یہ سب قصور کس کا ہے مرد کا یا عورت کا۔ یہ عیش پرست مرد ہیں جو ان کے اندر اول شرارت اور بے حیائی کی سٹیم داخل کرتے ہیں اور پھر جب وہ بدکار بن اس سٹیم کو باہر نکالتی ہیں تو اُن کو طعنہ زنی کرتے ہیں اور کتابیں اُن کی مذمت میں تحریر کرتے ہیں۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس ✤

(۹) قدرت کا منشا پرہیزگاری اور پارسائی ہے اس واسطے عورت کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صفات حیاداری۔ غیرت۔ اور خود ضبطی ہیں۔ اگر عورتیں قدرتاً بے حیا اور بے غیرت ہوتیں۔ تو یہ تمام دنیا شیطان کا گھر بن جاتی۔ عورتیں ہی اپنی پاک دامنی سے اقوام کی زیست ممکن بناتی ہیں۔ یاد رکھو وہ آدمی سے ہمسری کا دعوےٰ نہیں رکھتی اور نہ ہی اس کی حریف بننا چاہتی ہے جب تک آدمی اپنی عیش پرستی سے اُن کے جسم و دل کو اپنی نفس پرستی کا سامان بنانے پر طیار نہ ہو جاویں۔ جہاں عورتوں کو محض انسانی نفس پرستی کا سامان بنایا جاتا ہے اور ان کے پاک متبرک جسم کو انسان کی بوالہوسی کی نذر کیا جاتا ہے۔ وہاں اس کے اندر قدرتی خود مختاری کا خیال موجزن ہوتا ہے۔ جو اُن کو مرد کی ہمسری یا برابری کے حقوق کی خاطر مجبور کرتا ہے تاکہ وہ آدمی کی بے جا نفس پرستی سے اپنے بچاؤ کا انتظام کر سکیں۔ اور اپنے جسم و جان کو آدمی کی بے روک خود غرضی سے محفوظ بنا سکیں ہندو رشی عورت کی خود مختاری کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن اُن کے بجا حقوق اور آزادی کو قائم رکھنا ہمارا اعلےٰ فرض ٹھہراتے ہیں +

تربیت

(۱) جہالت دنیا میں سب سے بڑا مرض ہے۔ جاہل انسان اس زمین پر محض بوجھ ہے۔ وہ اس کائنات کے اصول زیست کو توڑتا ہے۔ یہ تمام قدرت قرآن علم ہے۔ علم ہی اس کا نور ہے۔ جہالت اور تاریکی ایک شے ہیں۔ جیسے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ویسے ہی جاہل اپنی زندگی کے تمام تعلقات سے بے خبر رہتا ہے وہ محض حیوان ہے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ حیوان تمیز رکھتے ہیں محسوسیت رکھتے ہیں مگر قدرت سے مجبور ہیں۔ ترقی کرنے کا موقعہ ان کو حاصل نہیں ہے۔ انسان عقل و فہم رکھتا ہے اور ان کی ترقی کا موقعہ بھی اس کو حاصل ہے۔ مگر تاہم اپنے آپ کو جہالت کا شکار بناتا ہے۔ اس واسطے سب سے بڑا بدنصیب ہے۔ عمر زندگی سے محروم ساری ساری عمر باطل پرستی باطل خیالی میں گذارتا ہے۔ علم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ورثہ پیدائش ہے۔ جائداد انسانیت ہے۔ جو اس سے محروم ہے وہ قدرت کا دشمن ہے۔ وہ اس زمین پر ٹھہرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ کائنات اس کے واسطے کوئی رحم یا ہمدردی نہیں رکھتی۔ سب امراض کا علاج ہے۔ مگر جہالت لا علاج مرض ہے۔ یہ روح کو گمراہ کرتی ہے۔ اور آخر برباد کرتی ہے۔ علم نورِ خدائی ہے جو لوگ عورتوں کو اس سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اس زمین پر دیدہ دانستہ عذاب پھیلاتے ہیں۔ وہ گویا خنجر بے رحمی سے عورتوں کے اندر سے چشم دل کو نکالنا چاہتے ہیں۔ قدرت عورت کو طاقت فہمیدگی مادہ عقل و فراست۔ ذہانت اور قابلیت بخشتی ہے۔ مگر وہ اس عطیہ قدرت کو بیکار ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ اور اپنی باطل خیالی یا بے سمجھی سے قدرت کی اعلیٰ خوبصورت جز کو نکما بناتے ہیں ۔

(۱۱) ہم نے عورت کی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ مرد کی رفیق ہے۔ اس لئے بلحاظ رفاقت اس کو ہر ایک قسم کی تعلیم و تربیت کا حق حاصل ہے۔ تاکہ وہ اپنے خاوند کے ہر ایک کاروبار سے باخبر بن سکے۔ اور اس کو اپنی روزانہ زندگی میں امداد دے سکے پس یہ لازمی ہے کہ عورت کو ان تمام علوم سے بہرہ ور کیا جاوے۔ جن کو آدمی مطالعہ کرتے یا تحصیل کرتے ہیں۔ البتہ ان کے استعمال میں فرق ہے۔ آدمی ان علوم کو اپنا پیشہ زندگی بناتے ہیں۔ مگر عورت کا کام انتظام و تربیت ہے۔ وہ صفات کی مشاہدہ کنندہ ہے۔ اس لئے صفات کا علم اس کی لازمی ضرورت ہے۔ چونکہ وہ زندگی کو باآرام و باآسائش بنانے کا اعلیٰ ذریعہ ہے اس واسطے اس کو ان تمام علوم سے باخبر بننا ضروری ہے جن کی تحصیل انسانی زندگی کے آسائش کے واسطے لازمی شرط ہے۔ عورت کو تمام خانگی ضروریات سے واقف ہونا سب سے اول ضروری ہے۔ اس کو کھانا۔ پکانا۔ سینا۔ بُننا وغیرہ سب ہنروں کا سیکھنا سب سے اول ضروری ہے۔ اس کو علم طب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اصولوں اور ادویات سے واقفیت حاصل کرنا دوسری ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اپنی
اولاد کے تمام عارضات کا علاج کر سکے۔ اور سوسائٹی کے واسطے مفید بن سکے
اس کو عورتوں کے متعلق تمام علوم دایہ گیری۔ زچہ وغیرہ کے حالات سے واقف
بننا لازمی ہے۔ تاکہ وہ اپنے جسم کی حفاظت کا انتظام کر سکے +
اس کے واسطے علم شاعری اور موسیقی کے تمام رموز سے واقفیت حاصل کرنا ضروری
ہے۔ تاکہ وہ انسانی زندگی کے اعلےٰ کمالات سے باخبر ہو۔ اور انسان کے اندر
خدائی جلوہ کا نمود ظاہر کر کے اپنے مقصد زیست کو پورا کرنے کا ذریعہ بن سکے
اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ محض راگ گا کر اپنی اولاد اور اپنے دل
کو گندہ کرے اور سوسائٹی کے واسطے برا نمونہ قائم کرے۔ بلکہ اس کے بالکل
برعکس انسان کے اندر پاک جذبہ محبت اور پریم کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔ اور
قدرت کے اصلی منشاء ہستی کو پورا کرے۔ اس کو اولاد کی خبرگیری اور تربیت
کی خاطر بچوں کی تمام عادات حرکات اور سکنات سے پورا باخبر بننا لازمی ہے
تاکہ وہ اوائل عمر میں بچوں کی ہر ایک قسم کی احتیاط کر سکے اور بچوں کے اندر نیک
عادات ڈالنے کی تدابیر و تجاویز نکال سکے۔ ان کی بد حرکات کو حکمت عملی سے روکنے
اور قابو کرنے کی ترکیبیں سوچ سکے۔ ان کی صحت۔ تندرستی اور چال چلن کی نگرانی کر سکے
ان سب ضرورتوں سے افضل تر ضرورت یہ ہے۔ کہ وہ آدمی کے تمام تعلقات سوسائٹی
سے باخبر بنے۔ اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ گرو پوجن سے کیا مراد ہے۔ دیوتا پوجن
سے کیا مطلب ہے۔ اتتھی پوجن سے کیا غرض ہے۔ یعنی مرشد۔ استاد۔ اور مہمان
نوازی کے تمام طریق سے واقفیت پیدا کرنا اس کی زندگی کی سب سے اعلےٰ ضرورت
ہے۔ عورت کو دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا اپنی سوسائٹی سے کیا تعلق ہے اور
اس تعلق کے بخوبی طور پر انجام دینے میں اس کو کیا کرنا ضروری ہے۔ برادری کے
تمام تعلقات سے سوسائٹی کے تمام حالات سے جن کا اثر اس کی اپنی ذات پر اس کی
اولاد پر اس کے خاوند پر واقع ہو سکتا ہے۔ اس کو واقفیت حاصل کرنا لازمی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علوم طب و اخلاق۔ زباندانی و ادب کی واقفیت کے علاوہ اس کو دھرم کے تمام رموز سے باخبر بننا ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنے دل اور حواس خمسہ کو باسلیقہ اور باضابطہ رکھنے کا طریق جان جاوے۔ اپنا تعلق خالق مخلوقات سے پہچاننا اس کی زندگی کے واسطے ویسا ہی لازمی ہے جیسا کہ مرد کے واسطے ضروری ہے۔ برہم ودیا کی باریک فلاسفی سے واقفیت مایا اور اودیا کے قیود سے رہائی کے لیے عورت کے واسطے ویسے ہی واجب الشرط ہے جیسے کہ مرد کے واسطے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ وہ تمام علوم و فنون جن پر اس وقت تک آدمی کا قبضہ ہے ہرگز پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک عورت اس کے ساتھ ان تمام علوم میں شریک نہ ہو۔ اس وقت تک تحقیقات علوم میں مرد کی ذہانت اکیلی کام کرتی رہی ہے عورت کی رسائی دماغ و عقل سے جو خاص صفات ہیں مرد سے بدرجہا عمدہ اور خوبصورت ہے۔ ہرگز فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ ایک دفعہ عورت کو ان تمام علوم کے میدان میں قدم دھرنے کا موقعہ دو اور دیکھو نیچر کے باریک رموز کس طرح افشا ہوتے ہیں۔ یہ خاوند اور والدین کا پاک فرض ہے کہ عورت کو تمام مذکورہ بالا علوم اور فنون میں مہارت پیدا کرنے کا پورا موقعہ دیویں تاکہ وہ آسمانی برکتیں جن کا ہم اس زمانہ میں خیال بھی پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس زمین پر نازل ہوں اور سوسائٹی بجائے عذاب اور دکھ با گناہ اور نفسانیت کا مصدر رہنے کے آرام سکھ۔ شانتی اور سنتوش کا مخزن بن جاوے۔ اور انسانی ہستی کا اصلی مدعا پورا ہو یہ انہی برکات کی بدولت تھا کہ قدیمی آریہ ورت دنیا کا سرتاج بنا تھا۔ استری بھارت کا بھوشن تھی جب سے یہ بھوشن بے آب ہوا۔ بھارت کی تمام رونق کافور ہوئی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पतिर्हि देवो नारीणां पतिर्बंधुः पतिर्गतिः

पत्यागतिः समा नास्ति दैवतं वा यथा पतिः

مہابھارت { خاوند ہی عورتوں کے واسطے دیو یعنی معبود ہے۔ پتی ہی اصلی رشتہ دار ہے۔ پتی ہی اُن کا معراج آخرت ہے۔ پتی جیسا کوئی دوسرا معراج آخرت نہیں ہے۔ نہ کوئی دیوتا ایسا ہے جیسا کہ پتی خود ہے۔ }

باب دوم

فصل سوم

معراج خانہ داریٔ شادی

(۱) ہم نے ذکر کیا کہ محسوبیت و نفسانیت عالم حیوانی سے انسانی زندگی میں پہنچکر پاکیزہ رنگ اختیار کرتی ہے۔ محض حیوانی جذبہ فرط محبت میں تبدیل ہوتا ہے جہتا یوں کی خواہش دیرپا شکل اختیار کرتی ہے۔ مذہب اس فرط محبت کو جائز اور مباح بنانے کے لئے شریعت اور آئین مقرر کرتا ہے۔ سوسائٹی اس شریعت یا آئین کو دستور العمل بناتی ہے۔ مرد اور عورت اس دستور العمل کے مطابق ایک سوشیل رشتہ میں ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں اس باہم وابستگی کو لوگ شادی یا بیاہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ پس مذہبی عظمت کا ایک اعلےٰ معیار اس تعلق کی نفاست اور نزاکت کی پہچان ہے۔ تمام تعلقات سے یہ تعلق سب سے زیادہ باریک اور پاک ہے۔ تمام تعلقات دنیا کی جڑ ہے۔ جہاں اس کو ناپاک بنایا جاتا ہے۔ وہاں دیگر تمام تعلقات ......

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوسائٹی بالکل بگڑ جاتی ہیں۔ عورت اور مرد کے اس باہمی رشتہ کو ناپاک بننے دو۔ اور تمام سوسائٹی کی کشتی بربادی اور تباہی کے بھنور میں جا غوطہ لگاتی ہے۔ پس سب آشرموں کی جڑ گرہست آشرم ہے۔ سب اخلاق کا مصدر عورت اور مرد کا باہمی تعلق ہے جس قدر پاکیزہ اور مستقل یہ تعلق بنتا ہے۔ اتنا ہی سوشیل امن و اخلاق بڑھتا ہے۔ جہاں یہ پاک رشتہ محض حیوانی جذبہ میں مبدل ہوتا ہے۔ وہاں تمام روحانیت کافور ہوتی ہے اور جہان طرح طرح کے آفات اور افکار کا شکار بنتا ہے۔ کسی قوم کے اقبال اور تنزل کا سب سے اعلےٰ نشان اسی تعلق کی مضبوطی یا کمزوری ہے۔ جہاں عورت کی قدر ہے۔ اس کی عصمت کا پاس ہے۔ وہاں تمام برکتیں آسمانی نازل ہوتی ہیں۔ جہاں ان کی بے قدری ہے وہاں تمام نعمتیں منحرف ہوتی ہیں۔ منو بھگوان فرماتے ہیں:

यत्र नार्यास्तु पूज्यन्ते रमन्ते तत्र देवताः

यत्रैतास्तु न पूज्यन्ते सर्वास्तत्राफलाः क्रियाः

جہاں عورتوں کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے وہاں تمام آسمانی طاقتیں اپنی تمام برکتیں نازل کرتی ہیں۔ جہاں ان کی تعظیم نہیں ہوتی وہاں سب کام بے سود ہو جاتے ہیں ❖

(۲) مذہب کے اصلی معنی انسان کا باقی کائنات سے تعلق معلوم کرنا ہے۔ آدمی کا تعلق حیوانات۔ نباتات معدنیات عالم انسان اور دیوتاؤں سے کیا ہے اس کا تعلق اس سرشٹی کے خالق سے کیا ہے؟ ان تمام تعلقات کو مذہب اپنا مضمون بناتا ہے اور ٹھہراتا ہے۔ جب یہ تعلق پورے وسیع اور مکمل طور پر سمجھ میں آ جاتا ہے۔ انسان آپنے مکمل پن کو اپنے اندر ہی جلوہ گر دیکھتا ہے پھر نہ کسی کو ستاتا ہے نہ خود آزار پاتا ہے سب طرف نگاہِ رحم ڈالتا ہے۔ سب کو اپنا سمجھتا ہے۔ سب اس کے رشتہ دار ہیں سب اس کے دوست ہیں۔ یہی وحدانیت ہے۔ یہی مذہب کی اعلےٰ منزل خیال ہے اس کا حصول مقصودِ زیست ہے۔ ہر ایک مذہب کی کسوٹی اس کی عملاً پیروی ہے۔ جہاں یہ اصول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسانی زندگی میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہ قوم خدا کی برگزیدہ قوم ہے۔ جہاں ایسی اصل
کو دیدہ دانستہ قلع قمع کیا جاتا ہے۔ وہاں بد اخلاقی۔ بدعملی اور بربادی لازم آتی ہے۔
پس مذہب کی شناخت انسان کی عملی زندگی ہے نہ کہ اس کا خیال یا خواب۔ جو کچھ روزمرہ
برتاؤ میں لین دین کے معاملات ہیں۔ دنیاوی تعلقات میں انسان ظاہر کرتا ہے۔
وہی اس کا مذہب ہے۔ وہی اس کا معبود ہے۔ دماغی خیالات محض بے سود ہیں اگر
ان کے ساتھ عمل ہم رکاب نہ ہو۔ جس قدر مضبوطی سے کوئی مذہب یا ملت انسانی زندگی
میں داخل کیا جاتا ہے اسی قدر زور سے اس کا انکشاف ہوتا ہے۔ جہاں اعتقاد مضبوط
نہیں وہاں عمل بھی مضبوط نہیں ہو سکتا۔ نیک اعتقاد نیک عمل اور بد اعتقاد بد عمل
ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص یا ذہب کی کا یا پلٹنی منظور ہو تو اس کا اعتقاد نیک بنا دو۔ مضبوط
اعتقاد دنیا میں کیا کیا کرشمات دکھلاتی ہے اس کا ثبوت اہل عرب کی تاریخ سے
ہو۔ حضرت محمدؐ کی جادو آمیز طاقت سے عربی ریت ...... بنتی ہے۔ عربی بدو نئے
اعتقاد کی بجلی سے برقی طاقت حاصل کرتے ہیں۔ ایک صدی کے عرصہ میں چین سے
ہسپانیہ تک اسلامی جھنڈا لہراتا ہے۔ یہ اعتقاد کی بزرگی ہے۔ موجودہ زمانہ میں
یہی اعتقاد اہل جاپان کے اندر قومی حب الوطنی کے پاک جذبہ میں نمودار ہوتا ہے۔
اس اعتقاد کی بجلی سے موثر جاپانی اپنا جسم و جان قوم کی خدمت کی خاطر حاضر کرتے ہیں
ملکی خدمت کو نفسانی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ جب انسان اس اعتقاد کے رنگ
میں رنگدار ہو جاتا ہے تو نتیجہ اور انجام کا خیال معتقد کے دل سے دور ہوتا ہے
وہ اپنے معبود کی پرستش میں اپنی جان و جگر قابلیت طاقت۔ دولت و حشمت حاضر
کرتا ہے۔ یہی اپنور کی نشکام بھگتی ہے۔ انجام عذاب ہو یا آرام ہو نیک نامی ہو یا
بدنامی ہو معتقد پرواہ نہیں کرتا۔ اس کو مسیح کی طرح عذاب میں ڈالو۔ یا محمد
کی طرح پیغمبر بنا کر بیعت کرو۔ معتقد دھیان نہیں دھرتا۔ اس کا جسم و دل
اپنے اعتقاد کی نذر ہو چکا ہے۔ پردہ غیریت دور ہو چکا ہے۔ ایسے اشخاص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مذہب کی زندگی یا موت کا سوال حل کر دیتے ہیں۔ مردہ دلوں میں زندگی کا شرارہ ڈالدیتے ہیں۔ جہاں جہاں اُن کی آواز پہنچتی ہے سوتے جاگ اُٹھتے ہیں۔ دنیا اس زندگی کو معجزہ خیال کرتی ہے۔ معجزہ گر کو نبی یا پیغمبر۔ اوتار یا دیوتا مقرر کر پوجا کرتی ہے۔ مگر اس تمام کرامت کی تہ میں وشواس ہی اصلی طاقت ہے۔ تمام دھرم کی جڑ ہی وشواس ہے ؎

وشواس شادی کی اصلی بنیاد ہے

ہندو شاستر اس اصول کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اس لئے استری اور مرد کے باہمی رشتہ کو اسی وشواس کی بجلی سے مقوی کرتے ہیں شادی اس وشواس پر مبنی ہے۔ گرہستھ دھرم میں عورت مرد پر اور مرد عورت پر اپنا وشواس نہ صرف اس زندگی کی خاطر بلکہ ابدی طور پر قائم کرتا ہے۔ اس پاک اعتقاد میں دونوں اپنے برت کو دھارن کرتے ہیں۔ دونوں کی باہم منسلک ہو جاتی ہے۔ ایک دوسرے کا عاشق صادق ہے۔ سوتے جاگتے کھاتے پیتے یہی خیال دونوں کے دل میں طاری ہے۔ قالب دو ہیں مگر جان ایک ہے۔ عورت اپنے خاوند کے سوائے دوسرے مردوں کو مرد ہی نہیں تصور کرتی۔ وہ اس کی نظر میں بھائی یا باپ کی بجائے ہیں ...... یہی حساب زندگی بھر جاتا ہے موت پر اس کا آخری امتحان ہوتا ہے (جذبہ محبت میں تصویر یکانگت میں اپنے خاوند کی موت پر عورت اسکی بعض دفعہ چتا پر چڑھتی تھی۔ مگر تپ کی خوفناک آگ اس کے مضبوط ارادہ کو ذرا بھی ہلا نہیں سکتی تھی) بعد از موت روح روح جا ملتا ہے۔ اگر شادی روحانی ملاپ ہے۔ تو دونوں کا بعد موت ملاپ عین صادق الیقین ہے۔ اگر محض نفسانی حیوانی جذبہ کو پورا کرنا ہے تو پھر شریعت اور مذہب کی ضرورت نہیں۔ حیوانوں کی طرح جس سے چاہو۔ چند گھنٹوں کی طرح مطلب براری کرلو۔

پتی برت دھرم

رشی آئین میں۔ ہندو فلسفہ میں اس وشواس کو پتی برت دھرم کہتے ہیں۔ شاستر عورتوں کو پتی برت اور مردوں کو پتنی برت دھرم سکھلاتا ہے

* نوٹ ہندو شاستر ستی کے رواج کا ہرگز معاون نہیں ہے اور نہ ہی ستی پتی برتا دھرم کا لازمی نتیجہ ہے۔ مادری کی پانڈو کے ساتھ ستی ہونا یا ایسی ہی چند نظیریں سننے میں آتی ہیں۔ اصل میں یہ رواج کا پرچار زمانہ کے رواج اور مصیبتوں کے باعث تھا مگر شاستر اس رواج کا معاون نہیں ہے ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برہمن اس مبارک موقعہ پر مقناطیسی طاقت سے اس اعلےٰ دھارمک شکھشا کا بیج بھرتے ہیں۔
مرد ودیاوان۔ برہم تیج کے تیج سے بل وان نیک خیال۔ نیک معاش ہے۔
استری۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام و موکش کی مالا بنتے ہیں لئے اس کے گلے میں ڈالدیتی
ہے۔ خاوند اسی روز سے معبود ٹھہرتا ہے۔ تمام دیوتا اپنی برکت سے اس کو فیضیاب
کرتے ہیں۔ براہمن اشیرباد دیتے ہیں۔ وید کی رچائیں اس مبارک رسم کو ادا کرتی
ہیں۔ خاوند اور عورت اپنے اپنے دھرم کی پرتگیا یعنی قول و اقرار کرتے ہیں۔ اگنی
دیوتا اس کا شاہد مقرر ہوتا ہے گویا وشواس کی شکتی کو حرارت کی تیز شکتی سے
آبدار کیا جاتا ہے۔ اس آبداری کا اثر تا ابد قائم رہتا ہے۔ اس لئے وشواس
کبھی کم زور یا سرد نہیں ہوتا۔ عورت اور مرد دونوں تعلق نامتناہی میں یک جان دو
قالب بنائے جاتے ہیں۔ گویا پرش اور پرکرتی بنتے ہیں۔ خاوند کہتا ہے۔

पत्नीत्व मसि धर्मणा हं गृह पतिस्तव

تو میری دھرم پتنی ہے اور میں تیرا دھرم پتی ہوں۔

ओं ममे पतियानः पंथा कल्पतां शिव[illegible]:

अरिष्टा पति लोकं गमेयम्

پتی کا آشرا لینے کا جو طریق ہے۔ وہ میں نے گرہن کیا ہے یعنی میں پتی کی سیوا میں آگئی ہوں
الغرض کرے کہ میں آفتوں اور اناچاروں سے بچی رہوں اور اپنے پتی برت دھرم کو
پالن کرنے سے پتی لوک کو پراپت ہوں۔

یہ ہندو شادی کا مختصر فلسفہ ہے۔ جس پر آریہ جاتی آغاز پیدائش سے آجتک قائم
رہی ہے۔ اگرچہ زمانہ کی گردش سے اس مبارک فلسفہ کی عملی پیروی میں کسی قدر خلل
آگیا ہے۔ مگر رواج یہی ہے۔ اور اسی رواج کی ٹوٹی پھوٹی پیروی سے اس جاتی کی
ہستی وابستہ ہے۔ اگر یہ عمل بھی بھارت سے گم ہو جاتا۔ تو آج ہندو قومیت اور
مذہب کا نام و نشان بھارت سے نابود ہو جاتا۔ یہ حقیقت میں سچ ہے۔ کہ اگر
بھارت بچا ہے تو اپنی پاکیزہ عصمت استریوں کی بدولت بچا ہے۔ وہ بھارت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا دیدہ دانستہ خون کرنا چاہتے ہیں۔ جو عورتوں کے ننگ و ناموس کو دور کرنا چاہتے ہیں ؎

رشی روحانی رشتہ کے قایل اور عامل ہیں

(۴) ہندو رشیوں کی نظر میں یہ تمام کائنات روحانی ہے۔ اس کے تمام تعلقات انسان کے ساتھ روحانی ہیں۔ انسان اس کائنات میں ہر طرف محدود ہے۔ محصور ہے۔ محیط ہے۔ پانچ عناصر اس کی تمام طاقت کو محدود کرتے ہیں جن سے عبور کرنا اسے نہایت مشکل معلوم کرتا ہے۔ سورج۔ چاند اور سیارے بمعہ زمین کے اس کو محصور کرتے ہیں مگر باینہمہ وہ ایک ایسی لاثانی طاقت سے محیط ہے۔ جو ان سب پر غالب اور فاتح ہے جوں جوں وہ اپنا الحاق اس روز زوال طاقت سے اور اسکے تمام ظہورات سے مفہوم کرتا جاتا ہے وہ اپنے نزدیکی رشتہ کو تمام کائنات سے سمجھا جاتا ہے۔ اس رشتہ کی فہمیدگی پر ہر طرف محبت اور یگانگت کا سماں برستا ہے تمام اخلاق کی بنیاد اس باریک تعلق کی فراست و کیاست پر مبنی ہے جہاں اسکو نظر انداز کیا جاتا ہے وہاں سب تعلقات محض عارضی حیوانی جذبہ کے سپرد رہتے ہیں اور دنیا سے تمام صلوق محبت اور صادق نیک دلی کوچ کر ہوتی ہے ہندو ویدک میں اسلئے انسان کے سب تعلقات روحانی ہیں۔ دوست و دشمن۔ ماں باپ۔ برادر۔ ملک قوم۔ استاد۔ شاگرد۔ گرو۔ چیلا۔ رعایا۔ بادشاہ۔ اپنا۔ بیگانہ۔ میزبان۔ مہمان۔ غرضیکہ تمام سوشل تعلقات روحانی ہیں۔ انسان ان تعلقات کو سوسائٹی کی خاطر نہیں نبھاتا ہے۔ بلکہ پاک محبت سے اپنے پاک خالق کے حکم کے مطابق بلا کسی معاوضہ کی امید کے ان سب کو پورا کرتا ہے وہ ان خدمات کے صلہ میں سوسائٹی سے کسی ذاتی فائدہ یا خاص منفعت کی امید نہیں رکھتا ہے۔ عوام الناس سے نیک نامی یا بدنامی کا خیال اس کے دل میں خواب میں بھی پیدا نہیں ہوتا ہے قومی فواید یا ملکی اغراض پر وہ اس واسطے قربان نہیں ہوتا کہ اس کی قربانی سے اس کی قوم اس کے پسماندگان کو کوئی خاص خطاب یا عزت عطا کریگی یا اس کی خاص پرستش گاہ قائم کریگی۔ بلکہ ان تمام تنگ خیالات کو بالائے طاق رکھ خالص فرض کی محبت سے پاک نیک نیتی سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس تمام سرشٹی کے واسطے ہت کی اچھا کرتا ہو ا نیک دل عابد اپنے کام کو اپنے تعلق
کو نبھاتا ہے چونکہ جذبہ الٰہی ہوتا ہے اس واسطے وہ کسی قسم کی جان نثاری کرنے سے
ذرہ خوف نہیں کھاتا - جو لوگ اس خدائی جذبہ کو نظرانداز کر محض ذاتی یا موٹیل
معاہدہ پر سوسائٹی کی تمام عمارت کو بنانا چاہتے ہیں - وہ اس دنیا کو محض جوا بازی
کا کھیل بنا رہے ہیں - اور انسان کی پاک ہستی کو مادی دنیا کی مارکٹ میں محض
روپیہ ان کے واسطے نیلام کر رہے ہیں جس کا نتیجہ بربادی اخلاق کے سوائے کوئی
دوسرا نہیں ہو سکتا ہے - مغربی سائنس کے محقق آگسٹس کامٹی اور اُس کے پیرو
سائنس دان سوسائٹی کی بنیاد عام انسانی خیر خواہی کے اصول پر رکھتے ہیں - ان کے
خیال میں چونکہ ہر ایک شخص کی عافیت سوسائٹی کی عام عافیت سے وابستہ ہے
اس واسطے یہ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ سوسائٹی کی بہبودی کے واسطے ہمہ
تن کوشش کرے - یہ سسٹم اس روحانی خیال کو جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں
بالکل قلع قمع کرتا ہے - مگر یہ سائنس دان اس امر کا جواب دینے میں عاری ہیں
کہ محض سوسائٹی کے فائدہ کی خاطر کوئی انسان اعلےٰ درجہ کی قربانی نہایت ہی کم
صورتوں میں کر سکتا ہے - دوسروں کے فائدہ کی خاطر اپنے آرام و جان کو معرض
خطر میں ڈالنا ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا جب تک اس شخص کے اندر ایک اعلےٰ اخلاقی
جذبہ پیدا نہ ہو جاوے - پھر ایسے جذبہ کو ہر ایک بشر کے اندر داخل کر دینا
نہایت اہم امر ہے جس میں آگسٹس کامٹی کے تمام پیرو ہزاروں برسوں میں بھی
کامیاب نہیں ہو سکتے - کیا غریب بد و بھی اس باریک فلسفہ کو سمجھکر اپنا آرام اپنی
قوم کی بھلائی کی خاطر نثار کرنے کو طیار ہو سکتا ہے - یاد رکھو کہ اس زمین پر اعلےٰ
سے اعلےٰ خود انکاری صرف انہی اشخاص سے ظہور میں آئی ہے - اور آئندہ آ سکتی ہے
جنہوں نے اپنی علیحدگی اور شخصیت کے خیال کو اپنے اندر سے بدر کر دیا ہے اور
کائناتی ہستی کے ساتھ اپنا الحاق پورے طور پر مستقیم کر لیا ہے - خواہ مذہب
جذبہ سے ہو - یا فلسفہ کے اصول کی فراست و کیاست سے ہو - خواہ بھگتی سے ہو - یا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گیان سے ہو۔ لیکن ہر صورت میں یہ جلوہ الٰہی ہے۔ جو معتقد کو اس خود انکاری کے واسطے طیار کرتا ہے۔ یہ جلوہ ایک عزنی ہندو کے اندر ویسے ہی زور سے نمودار ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ انگلش کا منٹی کے نہایت اعلےٰ شاگردوں میں ۔

مادی تہذیب اس دنیا کے ہر ایک تعلق کو مادی نظر سے دیکھتی ہے۔ مادی سسٹم شخصیت کی عمارت ہے۔ مغرب میں لوگ اپنے واسطے جیتے ہیں۔ بیٹا کماتا ہے۔ باپ کا کوئی حق نہیں کہ اس کی کمائی کا حصہ دار بن سکے۔ عورت اور مرد شادی شدہ ہیں۔ مگر اپنے اپنے روزگار کا فکر علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ یونہی بیٹا اپنی خبر گیری کے لائق ہوا۔ والدین اس کو اپنے آپ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ رشتہ داروں کو ملنے جاتا ہے۔ ہوٹلوں میں ٹھیرتا ہے۔ ویسے ہی دوست آشنا ملتے جلتے ہیں۔ مگر ایک دوست دوسرے دوست پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک اپنی معاش کا فکر علیحدہ کرتا ہے بھائی بہن پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر ایک آزادی کا خواہاں ہے ہر ایک اپنی معاش اپنے بازوؤں سے کماتا ہے۔ مگر جو شخص کچھ نہیں کما سکتا ہے اس کا شیطان مالک ہے۔ مادی سسٹم بیکاری کے واسطے کوئی پناہ نہیں بخشتا ہے۔ تمام سوسائٹی متواتر سرگرمی اور جدوجہد روزگار میں شبانہ روز مصروف رہتی ہے۔ مگر جہاں نفسانی اغراض کی جدوجہد میں کامیابی ہر ایک کا مقصد وحید ٹھیرتا ہے وہاں مقابلہ۔ حسد و کینہ و ریاکاری کی آگ شعلہ زن ہوتی ہے اس واسطے ایک بھائی دوسرے بھائی کو مقابلہ کے میدان میں پیچھے چھوڑنے کی خاطر ہر طرح کے فنون استعمال کرتا ہے۔ ایک شخص دوسرے شخص کو شطرنج بازی کی چال میں مات کر دینا اپنا فخر و عزت خیال کرتا ہے۔ سائنس بڑھتا ہے نو دولت مندوں کے لئے طرح طرح کے عیاشی کے اختراعات اور لوازمات بہم پہنچاتا ہے۔ لوگ عیش کی اختراعات کے نکالنے میں دن رات اپنی زندگی صرف کرنا باعث عزت خیال کرتے ہیں سوسائٹی ان اختراعات پر دل دادہ نئے سامانات کی گرویدہ ہوتی ہے۔ طاقت بڑھتی ہے

٭ ایڈورڈ رینزو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو دوسروں کے اعتقاد کو کچلنے کی خاطر طرح طرح کی تدابیر عمل میں لائی جاتی ہیں دنیا سے انس و محبت کافور ہوتا ہے۔ انسان ایک دوسرے کے دشمن دلی بنتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری فوائد کے خیال سے قومی وابستگی قائم رہتی ہے۔ مگر یہ بھی تھوڑے ہی عرصہ میں عموماً اپنا اصلی نقشہ دنیا کے سامنے کبھی کبھی پیش کر دیتی ہے۔ ایسی سوسائٹی میں مذہب فقط ایک فیشن بن جاتا ہے۔ نفس کشی یا جسمانی ریاضت میں ایمان وہم و خیال میں تبدیل ہوتا ہے۔ قومیت پامال گیری اصلی مذہب ٹھیرتا ہے دنیا پرستی دین داری بنتی ہے۔ غرضیکہ انسان کے تمام تعلقات مادی رنگت میں رنگے جاتے ہیں۔ گرو اور چیلے کا پاک تعلق محض ادائیگی فیس اور سکول کی تعلیم پر ختم ہوتا ہے۔ ایک دوست دوسرے دوست سے اپنی خاص منفعت کی خاطر پیار کرتا ہے۔ جس دوست سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہو سکے اس سے پیار کرنا فضول ٹھیرتا ہے۔ ایک امیر بھائی دوسرے نادار بھائی سے قطع تعلق کرتا ہے۔ غرضیکہ شخصیت انسان کے ہر ایک فعل پر حکمران ہوتی ہے انسان کے تمام پاک تعلقات محض روپیہ کی نذر ہوتے ہیں ÷

انہی تکالیف سے تنگ آمدہ سوشیلسٹ لوگ مغربی ممالک میں ایک نیا سسٹم ایجاد کرنے کی تدابیر میں مصروف ہو رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں روپیہ اور جائداد ہی تمام عزت کا باعث ہے۔ دولت جیسی باعزت چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ قانون اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر ایک چیز دولتمند کی طرف دار ہے۔ غریب کیواسطے انصاف نہایت اہم امر ہے۔ انسانی جسم کے خلاف قصور اس قدر قابل سرزنش نہیں ہے جیسے کہ روپیہ یا جائداد کے خلاف قصور واجب السزا ہے ÷ (ایڈورکا پینٹر) خود مغربی ممالک میں بھی اعلےٰ سے اعلےٰ خود انکاری انہی ارواح سے ظہور میں آتی ہے جن کے اندر روحانی جلوہ کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہو چکا ہے پیورٹین لوگ جو انگلستان کی عمارت تہذیب کے اعلےٰ معمار ہو چکے ہیں۔ ہمیشہ اسی جذبہ سے متحرک ہوتے تھے اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ اپنے حقوق کی خاطر ہر ایک قسم کی ایثار نفسی کرنے کو طیار رہتے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رشی آئین کی خوبصورتی

(۵) اب شخصیت کی عینک اتار کر دنیا کے تمام تعلقات کو روحانی نظر سے ملاحظہ کریں۔ اور دیکھیں کہ حضرت انسان کیسے پاکیزہ تعلقات سے وابستہ ہے اور اس پاکیزگی کے قیام پر دنیا میں امن و آرام۔ دیانت داری و خوش اعتقادی کا سماں کیسے برستا ہے۔ شروع میں یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خود پرستی کا ترک آزادی کی منزل اول ہے۔ شخصیت کی معدومیت پروپکاری جیون کی پہلی سیڑھی ہے تمام ہندو سسٹم پروپکار کے بلند خیال پر مبنی ہے۔ ہندو آئین قدم قدم پر منزل منزل پر اسی شخصیت کو انسانی زندگی سے بدر کرنا چاہتا ہے ہر ایک ورن اور ہر ایک آشرم میں یہی اصول مدنظر رکھا گیا ہے۔ انسان سوسائٹی کی خاطر جیتا ہے نہ کہ اپنے لیئے۔ اس واسطے رشی عیش پرستی کو مہا پاپ ٹھیراتے ہیں اس کو آتم ہتیا قرار دیتے ہیں مقصد زیست دولت پرستی یا عیش پرستی ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ انسان روپیوں کا ڈھیر لگانے کے واسطے اس زمین پر نہیں پیدا ہوا ہے۔ یہ نہایت تنگ اور بے ہودہ خیال ہے۔ شودر خدمت اس خاطر کرتا ہے کہ یہ اس کا فرض زندگی ہے نہ کہ وبال یا ظلم کی وجہ سے۔ خدمت گذاری سے آتما پاکیزہ ہوتا ہے۔ دوسروں کے دکھ میں شراکت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ خدمت گذاری شودروں کی مرضی پر منحصر تھی۔ جو شخص ودیا دان۔ دمن سے اپنے حواس کو باضابطہ طور پر قابو میں نہ لا سکے۔ جس کے اندر برہم ودیا کا چراغ بذریعہ علم نہ روشن ہو سکے۔ اگر وہ خدمت گذاری کو اپنا پیشہ بنا اپنے اندر پروپکاری جیون کا مادہ پیدا کر سکے تو اس میں کیا گناہ متصور ہو سکتا ہے۔ شودروں کی اس زندگی کو ظلم ستم سے تعبیر کرنا سراسر بے انصافی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لائق شودر ہمیشہ اپنی قابلیت کی داد حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ سوت پرانوں کا مشہور وکتا بالکل شودر ہی تھا اور اس سے بڑے بڑے حاکم زمانہ فیض یاب ہوئے تھے۔ ویش دان اور کشتری دھرم یدھ بلی دان محض پروپکار کے متبرک جذبہ سے ہی کرتا ہے۔ دونوں اپنی قربانی دھرم کی خاطر کرتے ہیں۔ براہمن دھارمک جیون کو اپنا مقصد زیست ٹھیراتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ مکمل خود انکاری اس کے ہر ایک فعل اور عمل میں نمایاں ہوتی ہے۔ ویسے ہی برہمچاری اپنے جذبات نفسانیت کو دنیا کے اصول میں لگاتا ہے۔ گرہستی کے تمام کاروبار دھرم کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں۔ بان پرستی ہر ایک قسم کی نفسانی قربانی کرتا ہے۔ سنیاسی دھرم مجسم ہے۔ غرضکہ رشی آئین میں دھرم ہمیشہ اصول ہے۔ رشی خودکشی نہیں سکھلاتے بلکہ خود ضبطی سکھلاتے ہیں۔ تاکہ اس سے آتمک جلوہ انسان کے اندر نمودار ہو سکے۔ یہ سخت افسوس ہے کہ زمانہ کے ادبار سے یہ پاک اصول ہندو جیون سے گم ہو چکا ہے۔ اور ہندو دنیا اب نفسانیت کی لہر میں اپنا بیگانہ نہیں پہچانتی۔ مگر سسٹم کی خوش اسلوبی بے داغ ہے۔ وقت آئیگا کہ یہ اپنا جلوہ ہندو زندگی میں دوبارہ تازہ کریگی۔

ہندو سوسائٹی میں ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ کنبہ کا بزرگ گھر کا مالک ہے چھوٹے بڑے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ تمام کنبہ کی آمدنی اور خرچ کا ذمہ دار ہے۔ ہر ایک ممبر اس سے اپنی ضروریات کے مطابق سامان حاصل کرتا ہے سب کماتے ہیں مگر سب اپنی آمدنی کو یکجا کر اپنے بزرگ خاندان کی خدمت میں حاضر کر دیتے ہیں کوئی اپنی چھوٹی یا بڑی آمدنی پر دوسرے کو تکبر نخوت یا نفرت سے نہیں دیکھتا ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کی امداد کرتا ہے۔ لائق نالائق کا مددگار بنتا ہے۔ دکھ سکھ سب ملکر کاٹتے ہیں۔ تکلیف اور راحت میں ایک دوسرے کا شریک بنتا ہے۔ ایک بزرگ کے مرنے بعد دوسرا شخص اس کا جانشین بنتا ہے۔ مگر کبھی فساد اور جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ ہر ایک ممبر خاندان کی عزت میں کوشاں اور اس کی بہبودی میں ہمہ تن مصروف ہے۔

یہی سسٹم ہے جس کی خاطر آجکل مغربی سوشیلسٹ لوگ تمام جد و جہد سے کوشش کر رہے ہیں اور اس میں مغربی سوسائٹی کے باہمی مقابلہ اور نفسانیت سے تنگ آمدہ اشخاص (ہندو سسٹم کیا ہے) کو پناہ دینے کی تدابیر کر رہے ہیں۔ یہ اعتراض عموماً کیا جاتا ہے کہ یہ سسٹم ترقی کا مانع ہے۔ جب تک انسان اپنے نفس کی خاطر کام نہ کرے۔ وہ اپنی پوری طاقت کو استعمال نہیں کرتا۔ وہ ادائیگی فرائض میں ضرور کوتاہی یا غفلت کو کام میں لاتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس کوتاہی کے پیدا ہونے کا اندیشہ صرف وہاں ہو سکتا ہے جہاں اعتقاد کمزور ہو۔ دوسروں کی بہبودی میں اپنی بہبودی شامل نہ ہو۔ ہندو رشی اس نیک خیال کو دھارمک لباس پہناتے ہیں اور انسانی زندگی کا اعلےٰ ذریعہ آزادی پر دیکار بدت کو قائم کرتے ہیں۔ جس سے وہ نفسانیت جو اس کی ادائیگی فرائض میں رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ آہستہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آہستہ بالکل دور ہو جاتی ہے۔ ہندو تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ رام چندر اپنی قیمتی زندگی جنگلات میں گذارنے کی خاطر محض اسواسطے تیار ہوتا ہے کہ اس کے پتا کی پرتگیا پوری ہو۔ دشرتھ کا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو بلا کسی قصور کے چودہ برس کا بن باس دیتا رام چندر کا کوئی فرض نہ تھا کہ وہ اپنے باپ کے کسی پورانے قول یا اقرار کا پابند ہوتا۔ جس کا اُس کو علم بھی صحیح طور پر نہیں تھا۔ اگر رام چندر جاتا بھی تو سیتا ہمراہ کیوں جاتی۔ اس کی ذات کو اون تمام معاملات سے کیا واسطہ تھا۔ کیکئی سے اقرار تو دشرتھ کا ہو جس میں نہ تو رام چندر نہ سیتا کوئی فریق معاہدہ ہوں تو پھر ان پر تشدد کیوں کیا جاوے۔ مگر ہندو مہاتماؤں اور راجاؤں کی خوبصورتی کو ملاحظہ کریں۔ رام چندر بلا والد کے منہ سے صاف الفاظ کہلانے کے محض کیکئی کے حکم کو سنکر تعمیل کی خاطر تیار ہوتا ہے اور یہ بھی عین اس موقعہ پر جب کہ اس کو راج تلک ملنا تھا۔ اور اس نے آریہ ورت میں حکمران ہونے کا خطاب حاصل کرنا تھا۔ سیتا بلا کسی اقرار کی پابندی کے ساتھ ہمراہ ہوتی ہے۔ لکشمن بلا حیلہ و دلیل بازی کے دونوں کی تابعداری میں حاضر خدمت ہونا اپنا فخر زیست خیال کرتا ہے۔ انسانی نظر سے ایسی مثالیں مادی دنیا میں ناممکن القیاس ہیں۔ مگر تاہم اہل ہند مادی سسٹم کی فرینگی کے قائل رہنا پسند کرتے ہیں۔

(۶) دنیا میں جتنا عذاب۔ دکھ۔ پاپ ہے۔ اس کا مصدر انسانی نفسانیت ہے۔ جو آئین اس کو بڑھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ موجب عذاب ہے۔ جو دھرم اس کو آہستہ آہستہ منزل بمنزل نیک جذبات کی جانب راغب کرتا ہے وہ ہمیشہ مفید عام اور قابل عزت جس مذہب یا آئین کے مدارج نفسانی ہیں جو آئین نفس پرستی کے واسطے دوسرے جانداروں کی بے حرمتی یا تباہی سکھلاتا ہے جو قانون یا شریعت نفسانی لذات کا دائرہ وسیع کرتا ہے اس کو ہمیشہ حقیر اور کم ظرف ٹھہرانا پڑیگا۔ جہاں اپنا پیٹ پالنے کی خاطر دوسروں کی عذاب دہی لازمی ٹھہرائی جاتی ہے۔ وہاں اس بد اعمالی کا نتیجہ بھی جلدی ہی عیاں ہو جاتا ہے۔ یہ قدرت اس قسم کی غلاظت سے جو مرض پیدا کرتی ہے اس کا علاج دنیا میں کوئی حکیم نہ آجتک کر سکا ہے اور نہ ہی کر سکے گا۔ یہ مرض ہمیشہ تباہی میں انجام دیتا ہے۔ اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واسطے جہاں مدارج زندگی محض عارضی معاہدات کی پابندی میں محدود کئے جاتے ہیں وہاں ہر ایک قسم کی بد اخلاقی یقیناً اور شرطاً وقوع میں آتی ہے۔

۶۔ رشیوں کی خوش اسلوب سسٹم کو دنیا آجکل خواہ غفلت یالاپرواہی کی نظر سے دیکھے مگر زمانہ آئیگا کہ اس سسٹم کی عمدگی کے تمام انسان قائل ہونگے اور اس گوہر نہاں کی اصلی قیمت پانے والے جوہری دنیا میں پیدا ہوں گے۔ آریہ ورت اس سسٹم کی بدولت لاکھوں برسوں تک دنیا کا سرتاج رہا۔ جو لوگ اپنے زعم میں یہہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ بھارت کے مدارج زندگی اب ہمیشہ کے واسطے دنیا سے گم ہو چکے وہ یاد رکھیں کہ رفتار آسمانی ہمیشہ بجانب صداقت ہے اس تمام کائنات کا روح رواں یہی صداقت ہے۔ جب اس کو کچلا جاتا ہے تو یہ سمندروں اور پہاڑوں کو چیر کر نکلتی ہے۔ اس کے غضب کے سامنے کوئی انسانی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تمام فریب۔ ریاکاری اور شیطانیت کا نام و نشان معدوم ہوتا ہے۔ ہندی آئین کثیر الازدواجی کو پاپ ٹھہراتا ہے۔ البتہ اولاد نہ پیدا ہونے کی صورت میں گرو یا اچاریہ کی اجازت سے۔ برادری کے حسب منشا دوسری شادی کرنے کا حق ہمیشہ حاصل رہا ہے۔ مگر اس صورت میں پہلی عورت کی رضامندی ہمیشہ ضروری ہوتی ہے۔ یہ سب باتیں خالص عیش پرستی کی مانع نہیں۔ اگر کوئی عیاش اپنی نفس پرستی کے باعث اس سسٹم پر عمل کرنے سے انحراف کرے تو یہ اس کا قصور ہے نہ کہ قانون کی عظمت پر کوئی دال ہے۔

مدارج سسٹم کیا ہیں

(۷) دیگر مذاہب اور اقوام میں نیکی کے حصول کا خیال ناپید ہے۔ شادی عموماً ایک معاہدہ ہے جس کی شرائط شریعت خود مقرر کرتی ہے۔ عدالت ان شرائط کی حفاظت کرتی ہے۔ موسائی۔ عیسائی اور محمدی آئین اس معاہدہ کے قائل ہیں۔ خاوند کی پسندیدگی میں عورت کو پورا اختیار ہے۔ مگر بعد از شادی طلاق خاوند کے منشا اصلون پر موقوف ہے خاوند اور عورت فرط محبت میں رہتے ہیں مگر اس فرط محبت کی قائمی اور عصمت کا ذمہ دار کون ہے۔ اس امر کا فیصلہ یہ مذاہب دونوں کے باہمی اشتیاق اور منشا پر چھوڑتے ہیں جس کا قائم رکھنا یا فسخ کر دینا دونوں میں سے کسی کی مرضی پر منحصر ہے معاہدہ عموماً کسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاص رقم کی ادائگی پر قرار پاتا ہے۔ جس کو اہل اسلام میں زر مہر بولا جاتا ہے۔ اِن معاہدات کا جو نتیجہ ہوتا ہے وہ اہل بصارت سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مگر کم سے کم

دیگر اقوام میں شادی معاہدہ ہے

اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ یہ معاہدات مرد کو اپنے معاملات میں ہمیشہ آزادانہ عیاشی کا مجاز سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ نتیجہ اور بھی خوفناک ظہورات دکھلاتا ہے۔ چنانچہ مرد اور عورتیں ان معاہدات شادی میں ایک دوسرے کی خاطر محض جسمانیت کی بنیاد پر منسلک ہوتی ہیں۔ ہر دو کو یقین دلایا جاتا ہے کہ تیری شادی فلاں اعلیٰ خاندان کی عورت سے کیجاوے گی۔ اور ہر عورت کو علیحدہ دام میں پھنسایا جاتا ہے۔ غرضیکہ اِن معاہدات سے طرح طرح کے طلاق کے جھگڑے قضیئے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مہذب ممالک میں غریب عورتوں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ ان کو اپنا پیٹ اور اپنے شیر خوار بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر شبانہ روز کارخانوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ جہاں اکثر تھکان کے وہ بیچاری دن رات آفت کا نشانہ بنتی ہیں۔ دوسری طرف افواج کی خاطر یا عیش پرست امیروں کی خاطر باضابطہ چکلوں کا انتظام ہوتا ہے۔ اکثر عورتیں بیچاری بھوک کی ماری کام کرنے سے لاچار چکلوں میں پناہ گزیں ہوتی ہیں جہاں وہ عیش پرست لوگوں کی بوالہوسی پورا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ یہ عورت کے متبرک جسم کی دُردشا ہے اور اس مالک کائنات کی اس پاک زمین پر تمام عناصر کے روبرو عورت اور مرد کے باہمی پاک رشتہ کی مٹی پلید ہے

(۸) فاحشہ عورت خالص شیطانیت کی تصویر ہے۔ جو غلاظت وہ دنیا میں پھیلاتی ہے۔ انسان اس کو کسی دوائی یا کیمیائی علاج سے دور نہیں کر سکتے۔ سوزاک۔ آتشک کے لاکھوں نسخے اور ہزاروں اشتہارات اِن امراض کی زیادتی کو ایک رتی بھی کم نہیں کر سکتے۔ یہ جائے حیرت ہے کہ ایک طرف تو بیماری کی گوناگوں ترقی ہوتی ہے دوسری طرف دوائی خانوں اور ہسپتالوں کی تعداد بھی روز افزوں ہوتی ہے۔ یہ جہالت ہے یا کہ مدہوشی ہے کہ انسان ایک مہلک بیماری کا علاج دوسری مرض سے کرنا چاہتے ہیں۔ ادویات اور نسخہ جات کی زیادتی حکیموں کی چاندی کرنے کے واسطے مفید مطلب ہو لیکن خلقت خدا کا اصلی فائدہ اس سے نہایت کم مفہوم ہے۔ بلکہ اِن نسخہ جات کی زیادتی ملکی اور باہمی قومی تنزل کا صریحاً اعلان دیتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اخلاقی بربادی کا عیاں ثبوت پیش کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ گری ہوئی قوم کا علاج نسخہ جات سے نہیں ہوا کرتا بلکہ اخلاق کی درستی سے۔ ایمان کی مضبوطی سے۔ کدورت دل کی صفائی سے ہوا کرتا ہے۔ ہسپتالوں کی زیادتی اخلاقی صحت کی بربادی کا نشان ہے۔ جہاں ادویات کا استعمال بڑھتا ہے وہاں قدرت اپنے عمل میں عاری ہو بیٹھتی ہے جب تک قدرت اپنے ہر ایک عمل اور فعل کو باسلیقہ رکھتی ہے۔ بیرونی ادویات کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ناول قوم کے مذاق پر کیا اثر ڈالتے ہیں

فحش قصے۔ ناول۔ تصاویر دیکھنے۔ پڑھنے کا اشتیاق اس زمانہ میں ایک غضب ناک ترقی کر رہا ہے۔ یہ ہر ایک نوجوان کا مذاق بن رہا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے دل میں ایک ولولہ نفسانیت پیدا ہوتا ہے۔ جوش عشق بیدار ہوتا ہے۔ دل راغب لذات ہوتا ہے۔ مگر کم فہمی۔ ناعاقبت اندیشی اس رغبت کا انجام سوچنے سے دل و دماغ کے راستہ میں سدِّ راہ بنتی ہے۔ ناظرین اسکے ناپاک اثر کو محسوس نہیں کرتے۔ اپنے فرط جوش میں جبکہ اُن کے رگ و ریشہ میں عشق کی آگ شعلہ زن ہو رہی ہے۔ وہ اپنے اندر زہر کی تاثیر کو معلوم نہیں کرتے انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ لذات نفسانی کو اپنی زندگی کا مدعا بناتے ہیں۔ یا تو کسی بازاری رنڈی کے دام میں گرفتار بلا ہوتے ہیں یا گھر کی عورت کو بازاری رنڈی کا بھیس پہناتے ہیں گھر بھی ایک عیاشی کا چکلہ بنتا ہے۔ زن و مرد ایک دوسرے سے بازاری عورتوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ اس کو اپنی لذت و خوشی میں شمار کرتے ہیں۔ عیاش اور نفس پرست والدین کی اولاد نفس پرستی کا روپ پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے بچے چھوٹی عمر سے ہی افعال شنیعہ کے مرتکب بننے میں لذت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اکٹھے بیٹھتے اٹھتے انہی باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ برہمچریہ کا خیال ان کے دلوں سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ والدین ان کی ان عادات کو جانتے ہیں مگر خود ناپاک ہونے کی وجہ سے روکنے کے ناقابل ہیں۔ اولاد علم پڑھتی ہے مگر وہ علم بھی ان خیالات کے نقش کو ہرگز مٹا نہیں سکتا۔ اس میں علم اخلاق اور روحانیت کا پرتو سال میں ایک بار بھی حاصل نہیں ہوتا۔ سکول کا استاد امتحان پاس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کروانے کا ذمہ دار ہے۔ موجودہ تعلیم کو اخلاق سے بہت کم تعلق ہے۔ علم حاصل کر نفس پرستی اور کجی زور پکڑتی ہے۔ کھلم کھلی عیاشی سے نزاکت اور نفاست میں تبدیل ہوتی ہے۔ تعلیم نفس پرستی کے لئے نئے نئے اختراعات کا موجب بنتی ہے۔ شخصیت بڑھاتی ہے اولاد بڑی ہو والدین سے تعلق قطع کرتی ہے وہ ساری عمر کی نابالغی کو ہرگز نہیں برداشت کر سکتی۔ والدین بوڑھے ہو خود کمانے کے ناقابل بنتے ہیں۔ ناداری میں یا بیماری میں امداد کے طلب گار بنتے ہیں۔ مگر مایوسانہ جواب پاتے ہیں تب اون کی آنکھوں کے سامنے پچھلی ساری زندگی کا فوٹو پیش آتا ہے۔ مگر خود کردہ را علاج چیست والا معاملہ بنتا ہے اس طرح ساری قوم بگڑتی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان قصوں اور ناولوں سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ ایک عاشق مزاج کی بدکرداری کا نتیجہ دیکھنے سے دوسروں کو نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کاش کہ یہ خیال ان کا خیال صحیح بنتا اور نوجوان اپنی بدحرکات سے باز آتے۔ مگر ہم تو عمل کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ محض قصوں ناولوں سے عبرت کی امید رکھنا خیال خام ہے۔ عبرت تو آتی آویگی مگر حسین دلفریب کی جادو بھری تقریریں عشق و محبت کی رنگین دل پر چھری پہلے پھیر لیتی ہیں اور نوجوان کو کسی رنڈی کی زلف کی دام میں پہلے پھنسا لیتی ہیں جو دل عبرت حاصل کرنے کے قابل بنتا ہے وہ پہلے اخلاقی بھٹی میں اپنی غلاظت دل صاف کروا لیتا ہے ناپاک دل کبھی عبرت حاصل نہیں کر سکتے عاشق مزاج حسین معشوق کی خاطر برباد ہونا بھی اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اس بربادی کو عشق کا معراج قرار دیتے ہیں۔ پھر عبرت کا کیا ذکر ہے۔

(۹) شاستر بھوگ کو بھوگ کی خاطر اجازت نہیں دیتا ہے۔ عورت کا وجود عیش پرستی کی خاطر ہرگز نہیں ہے وہ بقائے نسل کا متبرک ذریعہ ہے۔ ناپاک والدین سے ناپاک اولاد اور پاکیزہ خاطر والدین سے پاک اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جہاں محض نفس پرستی کے خیال سے مرد اور عورت ملتے ہیں وہاں اولاد بھی اس عیاشی کا نتیجہ لیکر پیدا ہوتی ہے۔ شاستر اولاد پیدا کرنے کی خاطر ضابطہ اور قاعدہ مقرر کرتا ہے جس سے تجاوز کر نا رغبتی آئیں ہیں پاپ قرار دیا گیا ہے کم ظرف لوگ جس طرح جانوروں کو اپنے کھانے کی خاطر پیدا شدہ خیال کرتے ہیں اس طرح عورتوں کو اپنے بھوگ کی خاطر سمجھے ہیں۔ ہندو دھرم عورت کی خاص تعظیم کرتے ہیں منو بھگوان فرماتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تپن کرکے اپنی عورت کی حفاظت کرتا ہوا پرش اپنی اولاد۔ آچار۔ خاندان۔ دھرم ان سب کی حفاظت کرتا ہے۔ خاوند ویریہ روپ ہو کر اپنی عورت کے گربھ میں داخل ہوتا ہے۔ اور پھر شیشو روپ دھارن کرکے اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے عورت کو جایا بولا جاتا ہے۔ قدیمی ہندوستان میں عورتوں کے حقوق در بارہ شادی پورے طور پر محفوظ تھے۔ ہندو رشی عورت اور مرد کی اخلاقی تکمیل کے نازک سوال کو بخوبی سمجھتے ہیں۔

شادی کا مقصد تکمیل اخلاق ہے

شادی اس اخلاقی تکمیل کو اپنا صادق مقصد ٹھہراتی ہے۔ جہاں عورت اور مرد میں متضاد صفات ہوں۔ متضاد خیالات ہوں۔ متضاد اطوار و مراسم ہوں۔ وہاں ہر ایک قسم کا امن مفقود ہوتا ہے۔ زندگی سراسر مایوسی اور بے آرامی میں گذرتی ہے۔ جہاں عورت اور مرد کا میلان مزاج عادات و حرکات ایک دوسرے کے عین مطابق ہوں۔ وہاں ہر ایک سکھ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ اگر مرد میں دھارمک خیالات ہوں نیک عادات ہوں۔ پاک جذبات ہوں۔ تو یہ لازمی شرط ہے کہ عورت کے اندر بھی ویسے ہی حالات کا ظہور ہو۔ عیاش مرد کے ساتھ پاک عورت کا ملاپ عورت کے واسطے موجب تباہی ہے۔ مرد اور عورت کو عمر۔ عادات۔ عقل۔ خیالات۔ محبت۔ مذاق۔ مقصد زندگی کے بارہ میں ایک دوسرے کا پورا رفیق ہونا لازمی ہے۔ ورنہ شادی موجب عافیت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ہندو رشی اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے سوئمبر کی رسم جاری کرتے ہیں۔ اس رسم کا خاص مقصد مرد کی قابلیت کا امتحان قائم کرنا ہے۔ یہ امتحان عورت کی عادات۔ لیاقت خیالات کے حسب منشا رکھا جاتا تھا۔ تمام بھارت اور بھارت کے ماتحت علاقہ جات کے شجاع بہادر۔ نامور فاضل۔ اپنی قابلیت کی جوہر دکھانے کی خاطر حاضر ہوتے تھے۔ کھشتریوں کی لڑکیاں عموماً شجاعت کا امتحان مقرر کرتی تھیں۔ برہمنوں کی لڑکیاں ودیا کا امتحان لیتی تھیں۔ غرضکہ ہر ایک قسم اور طبقے کے آدمی اپنی قابلیت کے مطابق ہنر دکھلانے کا موقع رکھتے تھے۔ ایسے ملاپ کا نتیجہ ہمیشہ نیک۔ شجاع یا ودیاوان اولاد ہوتا تھا۔ ان امتحانات میں استری اپنے خاوند کی عادات۔ حرکات کا معائنہ اپنی آنکھوں سے کر لیتی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قیافہ شناسی کا علم اس زمانہ میں جیسا موجود تھا۔ ہزاروں برسوں تک دنیا میں اس کا صدہا
ہے۔ عالم و فاضل اس علم میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ موجودہ زمانے کے بڑے بڑے سائنٹسٹ
دان اس کی ابجد خوانی میں ابھی ماہر نہیں ہوئے ہیں۔ اس علم کی بدولت تھا کہ استری
اور مرد کے باہمی ملاپ کے نازک سوال کو عموماً طے کیا جاتا تھا۔ اور شادی آجکل کی طرح
عیاشی۔ نفس پرستی۔ دھوکہ بازی۔ ریاکاری اور معاملہ گیری کے تنگ خیالات کا شکار
نہیں بنی تھی۔ دوسرا علم جو اس شادی کے تعلقات کو ہمیشہ باسلیقہ رکھتا تھا۔ علم جوتش
تھا۔ اس علم کی بدولت عورت اور مرد کی آئندہ زندگی کے حالات کا امتحان کیا جاتا تھا۔
جہاں حالات کی غیر مطابقت کا خیال ظاہر ہوتا تھا۔ شادی کی مزاحمت کیجاتی تھی۔ علم جوتش
سے انسان کی اندرونی حالت کا تعلق سیارگان سے تلاش کیا جاتا ہے۔ یہ تمام قدرت انسان
کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اس قدرت کے حقیقی رازدان ہندو رشی انسان کا تعلق اس
کے ہر ایک محکمہ سے پورے طور پر معلوم کرتے تھے۔ ان علوم کی کم فہمی اور بداعتقادی نے آج
بھارت کو ہر ایک قسم کی تکالیف کا شکار بنا رکھا ہے۔ بیحد جائے افسوس ہے کہ لوگ بجائے کسی
علم کی ماہیت کو بعد از مطالعہ برا بھلا کہنے کے اس کی بیہودگی کا فتویٰ پہلے ہی صادر کرتے
ہیں۔ اور ہندو رشیوں کی لاکھوں برسوں کی تحقیقات پر محض ایک لفظ بیہودہ سے
پانی پھیر دیتے ہیں کیا ایسے لوگ اس کائنات میں کسی قسم کی ترقی یا بہبودی حاصل
کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں؟

ہم نے اس کتاب میں عورتوں کی آزادی کا ذکر کیا ہے۔ اس آزادی سے یہ ہرگز
(ارسبات گی درشٹی) مراد نہیں ہے کہ عورتوں کو بے مہار زندگی بسر کرنے کی اجازت دی جائے
یا شادی سے پہلے نوجوان مردوں اور عورتوں کو باہمی تعلقات نفسانیت پیدا کرنے کا موقعہ
دیا جائے۔ اور اس عذر پر کہ وہ ایک دوسرے کی عادات سے واقف بن کر اپنی پسندیدگی
شادی کے واسطے کر سکیں۔ یہ دستور جو موجودہ دنیا میں رائج الوقت ہے۔ ہر ایک پہلو سے
سخت خطرناک ہے۔ اور قابل مذمت ہے۔ جن ممالک میں یہ رائج ہے وہاں اس کا انجام
سخت خوفناک ثابت ہوا ہے۔ یہ عورت کا پورا حق ہے کہ شادی سے پہلے اس کو اپنے خاوند کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

متعلق حالات کا پورا علم ہونا چاہیئے۔ مگر اس علم کی واقفیت کی خاطر وہ نوجوان اور نوخیز عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھا ملنے جلنے کا موقعہ دینا سخت غلطی ہے۔ پس ان سب معاملات کی تشفی کی خاطر موجودہ حالت سوسائٹی میں زمانہ کے حالات کے مطابق رسم سوئمبر کی کسی شکل کا ایجاد کرنا ضروری ہے۔ جس میں نہ تو وہ خطرہ پیدا ہو سکے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور نہ ہی اخلاقی تکمیل کے کسی خیال کے بغیر شادی محض حیوانی جذبہ کا مظہر بن سکے۔ یا مرد ایک نا مطابق عورت سے ساری عمر کے واسطے محض رسم کے ظلم کی بدولت گانٹھ دیا جاوے۔ یہ یاد رہو کہ پتی برت دھرم یا پتنی برت دھرم کا پورا کرنا ان ہی صورتوں میں ممکن ہے جہاں عورت اور مرد کے اخلاقی حالات ایک دوسرے کے عین مطابق ہوں۔ عیاش مرد یا عورت جن کے اندر نفس پرستی کا مادہ قدرت سے موجود ہے دنیا میں کسی دھرم کو نہیں پورا کر سکتے اور آخر اپنی بدکرداری کی سزا پا دوسروں کے واسطے محض نمونہ عبرت چھوڑ جاتے ہیں۔ جہاں حالات بالکل متضاد ہوں وہاں کسی قسم کا دھرم پورا نہیں ہو سکتا۔ بھارت آج انہی پاکیزہ اصولوں کی غلط شناسی کی بدولت بدرسومات کا شکار بن رہا ہے۔ سوسائٹی کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اپنے نوجوانوں کو اپنی بدرسومات سے معرض خطر میں ڈالے۔ اور انسان کو جو اس زمین کو خوبصورت بنانے کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ اپنے جور و ظلم سے ہزار ناگہانی بلاؤں میں جو نامطابق طبائع عورت اور مرد ہر روز پیدا کرتا ہے۔ مبتلا کرے۔
شادی سے پہلے یہ لازمی شرط ہے کہ سوسائٹی عورت اور مرد کے اخلاقی حالات میں باہمی مطابقت کے قانون کی تعمیل پورے طور پر کرے تاکہ دونوں کی زندگی آرام اور نیک نہادی سے بسر ہو سکے۔ والدین کا یہ پاک فرض ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی شادی سے پہلے اُن کے اخلاقی محسوسات اور حالات کا مطالعہ کریں۔ اور ان کی شادی صرف اس لڑکے یا لڑکی سے قرار دینا منظور کریں جن کے ساتھ ان کی اخلاقی تکمیل پورے طور پر ہو سکے۔

(۱۰) عورت کا دیدار تمام غم و افکار کو دور کرتا ہے۔ اس کے چہرے سے تازگی محبت کا نور برستا ہے۔ اس کی موجودگی میں وحشی سے وحشی ملائم مزاج بنتے ہیں۔ اس کی ہر ایک رمز سے اشتیاق اور محبت ٹپکتی ہے۔ اس کے ہر ایک امر سے بردباری۔ صبر۔ برداشت کلبق

عورت کی ہستی اعلیٰ
تمام خوبیوں کا مجموعہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملتا ہے۔ اس کا جسم گھر کو پاکیزہ بناتا ہے۔ وہ گھر بے چراغ ہے۔ جس میں عورت کا باس نہیں۔ وہ دل سراسر غمناک ہے جس سے کسی پیاری غم خوار کو پیار نہیں۔ عورت زندگی کا پھل ہے۔ جیسے وہ درخت بے سود ہے جس میں پھل نہیں ویسے ہی انسان بے ثمر ہے جس کے ساتھ اس کی نازنین کا وجود نہیں۔ عورت کے بغیر زندگی ایک ریگستان بے آب ہے۔ بے عورت پیچ آفات کا شکار رہے۔ قدرت اپنی نزاکت اور لطافت عورت پر ختم کرتی ہے۔ تمام اخلاق کا اس سے صدور ہوتا ہے۔ اولاد کے روح کی کنجی ماں ہے۔ خاوند کے روح کی کنجی بیوی ہے۔ مجرد پن کا آنند سراسر خشک ہے۔ بڑے بڑے برہمچاری گرتے ہیں۔ بڑے بڑے تپسّی شہوت کے غلام بنتے ہیں۔ عورت بڑے بڑے تپسیوں کے مجرد پن کو چند ثانیوں میں برباد کر سکتی ہے ایسی مثالیں ایک نہیں انیک موجود ہیں۔ جو شخص عورت کے جذبہ کی تاب لا سکتا ہے وہ ہی واقعی بہادر ہے۔ دنیا میں پورن بھگت جیسی مثالیں نہایت ہی کمیاب ہیں۔ اگرچہ ایسی عورتوں کی لاکھوں مثالیں موجود ہیں جنہوں نے باوجود ہر ایک قسم کی سخت دل آزاری۔ عذاب ہی چاپلوسی اور فریفتگی کے اپنی عصمت کو ہرگز داغدار نہیں ہونے دیا۔

عورت کی عصمت ہی اسکی تمام خوبیوں کا مخزن ہے

دولت اور حکومت کی بڑی سے بڑی طاقت کا مقابلہ بڑے استقلال اور ثابت قدمی سے کیا ہے۔ ان عورتوں کی ثابت قدمی کے مقابلہ میں بڑے سے بڑے بہادروں کی شجاعت اور اولوالعزمی کے کارنامے ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ آدمی گرتا ہے۔ شہوت کا شکار بنتا ہے۔ دیدہ و دانستہ عورت کے دل پر قدرتی حیاداری اور غیرت کی مہر توڑتا ہے۔ اس کو ناچ۔ تماشہ۔ تھیٹر کمپنی کے شہوت ناک نظاروں کا مشتاق بناتا ہے۔

عام ناہوشی میں مستغرق یہ شہوت پرستی میں غرقاب۔ اپنے اس فعل کا نتیجہ نہیں دیکھتا۔ وہ عورت کے نازک دل کی تہ کا معیار نہیں لگا سکتا۔ وہ اس نازک پھول کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بربادی کا انجام نہیں محسوس کر سکتا۔ اس پھول کو ایک دفعہ پودے سے الگ کر دو
اس کی تمام آب دور ہو جاتی ہے۔ عورت کی تمام خوبصورتی اس کے حیا کے ساتھ
ہے۔ اس کو ایک دفعہ بے حیا ہونے دو۔ تمام خوبصورتی رفو چکر ہوتی ہے۔ اس کے
چہرہ کی تمام رونق۔ اس کے دل کی تمام ملائمت عصمت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ایک
بار اس کی عصمت کو خراب ہونے دو۔ اس کے جسم کی تمام رونق اور دل کی تمام
ملائمت ساتھ ہی معدوم ہوتی ہے۔ بے حیا عورتیں کونسا پاپ نہیں کرتیں۔ دنیا میں
کونسا گناہ ہے جو بے عصمت عورت نہیں کرتی اور اس کے کرنے میں کسی قسم کا دریغ
نہیں کرتی۔ عصمت کی معدومیت کے ساتھ ہی تمام محبت۔ ہمدردی۔ نیکی۔ کافور ہوتی
ہے۔ حیاداری تمام نیکی کا مول ہے۔ بے حیائی تمام شیطانیت کا مصدر ہے فاحشہ
عورت سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں ان کو کوئی قلم تحریر نہیں کر سکتی۔ تمام بدمعاشی
اس کے جسم۔ ریاکاری اس کے دل میں اپنا چشمہ بناتی ہے۔

(۱۱) عورت کے دل کی وسعت کو کون ماپ سکتا ہے۔ اس کی محبت کے دائرہ
کا محیط کون دریافت کر سکتا ہے۔ اس کی بردباری اور ثابت قدمی کو کون جان
سکتا ہے۔ یہ دنیا میں لاثانی ہیں۔ بے نظیر ہیں۔ بڑے بڑے شاعر ان کی ان
صفات کو اپنی مشہور اعلیٰ تصنیفات کا مضمون بناتے ہیں۔ انگلستان کے مشہور
شاعر شکسپیر کے تمام ناٹکوں میں عورت ہی آدمی کے بچاؤ کا اسلئے ذریعہ بنتی ہے شیکسپیر
ہیروئن رکھتا ہے۔ اس کے ہیرو خطا کرتے ہیں۔
اپنی غلطیوں سے۔ اپنی گمراہی سے۔ اپنے اوپر بلا نازل کرتے ہیں۔

شاعر عورت کو کیا سمجھتے ہیں

اور آخر عورت کی مہربانی۔ وفاداری۔ نیک نہادی سے بچتے ہیں
اس کے مردوں کی زندگی میں عورتوں کی نیک صفات ہی قابل
پرستش ہیں۔ شیکسپیئر مردوں کا ثناخواں ہرگز نہیں ہے۔ اس کے تمام مرد خطاکار
ہیں۔ یا گنہگار ہیں۔ مگر اس کی تمام عورتیں پاکیزہ خاطر۔ نیک سیرت ہیں۔ یہی نقشہ
سپنسر اور چاسر کی نظم میں دیکھنے میں آتا ہے۔ اعلیٰ ہندو شاعر کالیداس کی مشہور کتاب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شکنتلا کا مضمون جس شخص نے بغور مطالعہ کیا ہے - وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کالیداس - وفاداری - اخلاقی شجاعت - ثابت قدمی - نیک روی - میں جو تصویر شکنتلا کے اخلاق کی پیش کرتا ہے - وہ آجتک دنیا میں شاید ہی کسی شاعر نے کھینچی ہوگی - شکنتلا کی ہر ایک بات حیرت دہ ہے مگر سب سے بڑھکر قابل تعریف اس کی وہ ثابت قدمی ہے جس سے اس نے اپنے خاوند راجہ دشینت سے ہتک آمیز سلوک کو برداشت کیا ہے - راجہ شکنتلا کو برسر اجلاس تمام اہل دربار کے روبرو اپنی عورت ہونیسے انکار کرتا ہے - اور اس کو اپنے گہر پناہ دینے سے ہاتھہ کانوں پر دھرتا ہے اور یہ سب اس صورت میں جبکہ شکنتلا اس راجہ سے حاملہ تھی - ایسے کڑے وقت میں شکنتلا اپنی والدہ کے گہر کی طرف مراجعت کرتی ہے - مگر راجہ کی اس بد سلوکی کی ایک بار بھی شکایت نہیں کرتی اس اخلاقی شجاعت کی وجہ سے ہی گئے جیسے مشہور فلسفہ دان شاعر نے شکنتلا کو تمام خوبصورتی زمین و آسمان کا مخزن بیان کیا ہے یہ اسی نیک بخت عورت کے بطن سے تہا کہ بہرت جیسا دلاور - نیک نہاد - چکرورتی مہاراجہ پیدا ہوا جس کے نام پر اس دیش کا نام بہارت پڑا -

(۱۲) عورت کا اصلی مقام گہر ہے اسکی اصلی جگہہ دوکان یا کارخانہ یا دربار نہیں ہے - وہ اس واسطے پیدا نہیں ہوئی ہے کہ آدمی کی ہمسری اختیار کرکے دنیا کے تمام کار و بار میں اس کا مقابلہ کرے - تعلیم و تربیت اس کا حق ہے - واقفیت علوم اس کا فرض ہے - مگر یہ اس واسطے نہیں ہے کہ وہ آدمی کو میدان مقابلہ میں شکست دینے کا قصد کرے بلکہ اس واسطے ہیں کہ وہ تربیت اور انتظام کے کام کو خوش اسلوبی سے انجام دے سکے صفات کا مشاہدہ کرے آدمی کی رفاقت کے تمام کار بار کو نیک نہادی سے

عورت کا اصلی مقام کون ہے

طے کرے - گہر ایک متبرک مقام ہے - تمام خطروں سے محفوظ تمام افکار سے مبرا ہے - اس کی پاک دہلیز پر کسی ناپاک جذبہ کو دخل نصیب نہیں ہو سکتا - اس میں دشمن کا خوف نہیں مگر دوست کی ہمیشہ امید ہے آدمی لڑتا ہے - جنگ و جدل فتح و شکست کا سامنا کرتا ہے مگر عورت کو ان مقام خطروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے محفوظ رکھتا ہے۔ عورت مرد کا ساتھ دیتی ہے۔ مگر رہبر یا موجد نہیں بنتی ہے۔ اس کو دوکان۔ کارخانہ یا عدالت میں لیجانا اس کے اصلی منصب کو توڑنا ہے۔ مگر اس کو ان معاملات سے سراسر ناواقف رکھنا۔ قومی حالات یا معاملات سے بے خبر رکھنا اُس کو اپنے اصلی منصب کے فرائض کی ادائیگی کے ناقابل بناتا ہے۔ بلحاظ رفاقت یہ اس کا فرض ہے کہ وہ آدمی کے تمام کاروبار زندگی سے باخبر ہو لیکن ان معاملات کی ادائیگی میں پیشہ زندگی کا اختیار کرنا اس کا اصلی منصب نہیں ہے۔ جو شخص عورت کو گھر سے نکال کر اس کے اصلی منصب کو اس کے ہاتھ سے کھونا چاہتے ہیں وہ دنیاوی معاملات کی پیچیدگی کو مفہوم نہیں کرتے۔ اور اپنی اس شتاب زدگی کا انجام نہیں سوچتے۔ وہ عورت کے اصل منصبی فرائض کی وسعت کا اندازہ نہیں لگاتے۔ جو عورت خاوند کی اپنے ہاتھوں سے سیوا کرنا معیوب خیال کرتی ہے جو عورت اپنی اولاد کی خبر گیری کے پاک فرائض کو غیروں کے سپرد کرتی ہے۔ جو عورت گھر بار کا کام کاج دوسروں کے حوالہ کر خود دکان کارخانہ۔ دربار کے معاملات میں مصروفیت اپنا فرض سمجھتی ہے۔ وہ واقعی اپنے اصلی منصب کو توڑتی ہے۔ مگر بایں ہمہ وہ ویسے ہی اپنے اصلی منصب سے انحراف کرتی ہے اگر وہ اپنے خاوند کے معاملات دوکان۔ کارخانہ۔ دربار سے بالکل بے خبر پڑی رہتی ہے اس کے فرائض و حقوق کو ایک باریک خط محیط کرتا ہے۔ جس سے تجاوز کرنا موجب زحمت بنتا ہے۔

(۱۳۱) ہم ذیل میں چند ہدایات متعلق شادی درج کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان ہدایات سے اغماض کرنا اپنے جسم و جان کو دیدہ و دانستہ بربادی کے نذر کرنا ہے۔ اور انسانی زندگی کو معدن عذاب و زحمت بنانا ہے۔ اوّل شادی اس عمر میں ہونی چاہئے۔ جبکہ مرد اور عورت کے قوائے جسم و دل پوری مضبوطی میں ایک دوسرے کے ملاپ کے قابل ہو جاویں۔ اگرچہ عمر اور طاقت کا اندازہ ہر ایک ملک کی آب و ہوا۔ غذا۔ وغیرہ پر منحصر ہے تاہم یہ خیال رکھنا چاہئے کہ عورت میں رجوسلا دہرم کا آغاز ہو جانا اس کی جسمانی قابلیت کی لازمی علامت نہیں ہے۔ عورت کے جسم کے اندر بعض رگیں اور ہڈیاں اس قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گی ہین کہ وہ سولہ برس کی عمر سے پیشتر اپنی اصلی طاقت حاصل ہرگز نہین کرسکتی ہین۔ اس واسطے اِس سے قبل شادی کا خیال کرنا اِس کے ناقابل جسم کو اولاد پیدا کرنے کی مشقت سے برباد کرنا ہے۔

جہان چھوٹی عمر مین شادی کیجاتی ہے وہان خوبصورتی اور طاقت دونون جلدی (ہدایات متعلق خانہ داری ہم ہی) غائب ہوتی ہین۔ اور عورت کو قبل از وقت موت کی گھاٹ اترنا پڑتا ہے۔ ویسے ہی آدمی کے اندر بعض رگین ۲۵ پچیس برس یا ۲۸ اٹھائیس برس کی عمر سے پیشتر اپنی اصلی طاقت کا نمود نہیں ظاہر کرسکتی ہیں۔ جہاں لڑکے چھوٹی عمر میں اپنی طاقت کا بدعادات سے ستیاناس کرلیتے ہین۔ وہاں طاقت ور۔ خوبصورت۔ نیک اولاد کا پیدا کرنا ناممکن القیاس ہے۔ اس واسطے کمل طور پر برہمچاری رہنا نیک اور خوبصورت اولاد پیدا کرنے کیواسطے لازمی شرط ہے۔

دوم۔ اخلاقی تکمیل کے واسطے لازمی ہے کہ دنارنگ مرد و نازک مزاج عورت سے شادی کرے۔ عقل مند آدمی عقل مند عورت سے بیاہ کرے۔ بناتات پر گذران کرنے والی عورت گوشت خوار مرد سے ہرگز شادی نہ کرے۔ نیک خصلت مرد بدسیرت عورت سے ہرگز شادی نہ کرے۔ غرضکہ دونون کا چال چلن حتی الوسع ایک ہی سانچہ میں ڈھلا ہو دائمی بیمار اور مریض عورت یا مرد ہرگز شادی کا نام نہ لیوے۔ ایسی شادی کا نتیجہ ہرگز نیک نہین ہوسکتا۔ بوڑھے آدمی کا جوان عورت سے میل یا زیادہ عمر کی عورت کا چھوٹی عمر کے آدمی سے ملاپ طرفین کے واسطے موجب زحمت بنتا ہے۔ ایسے حالات میں جو تکالیف اور نتائج پیدا ہوتے ہین ان کے ملاحظہ کے واسطے عدالتوں کے مقدمات پبلک کے اندر بدنامی۔ بدبخت اولاد۔ روزمرہ کے جھگڑے کافی ثبوت ہیں۔ ایسی عورت سے ہرگز ہرگز شادی کا قصد نہ کرنا چاہئے جو شراب پیتی ہو یا نزدیکی رشتہ میں سے ہو۔ ایسی عورتوں کی اولاد ہرگز اعلیٰ دماغ۔ نیک خیال پیدا نہیں ہوسکتی۔ پاگل لڑکے عموماً اُن خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں جہاں شادی نہایت ہی نزدیک رشتہ داروں میں کی جاتی ہے۔ یا جہاں نو تعصحت کے قوانین کی والدین مطلق پرواہ نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہیں۔

سوئم۔ عورت اس آدمی سے ہرگز شادی کا نام نہ لیوے جو شراب پیتا ہو۔ افیون۔ گانجہ یا چرس کا استعمال کرتا ہو۔ حقہ نوش ہو۔ ایسا آدمی عموماً شہوت کا غلام ہوتا ہے اور عورت کے اندر اپنے ناپاک اجزا داخل کرنے سے اس کے جسم و دل کو بھی ناپاک بناتا ہے۔ ایسی شادی کا ثمرہ عموماً شہوت پرست اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جو دھرم اور ایشور کے نام سے بھی منکر ہوتی ہے۔ اور دنیا میں ہر طرح کا عذاب برپا کرتی ہے۔ عورت کے واسطے یہ از حد ضروری ہے کہ اس آدمی سے ہرگز شادی کا نام نہ لے جو زانی ہو۔ بدمعاش ہو فاحشہ عورتوں کا ہم صحبت ہو۔ جوریا کار ہو۔ دغاباز ہو۔ سست الوجود ہو۔ والدین سے منحرف۔ اور اون کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا ہو۔ یہ والدین کا پاک فرض ہے کہ ایسے لڑکوں اور مردوں سے اپنی لڑکی کی کسی دنیاوی طمع کی خاطر ہرگز شادی کا نام نہ لیویں۔ ایسی شادی سے دنیا میں ہر قسم کی ضلالت اور عذاب پھیل رہا ہے۔

چہارم۔ لڑکے یا لڑکی کی پیدائش کے واسطے اس وقت تک کوئی خاص اور کلیہ قاعدہ دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ تاہم آدمی یا عورت کی قوت ارادہ اس معاملہ میں مد ہوتی ہے حیض کے ایام کے اختتام کے بعد پہلے دور وز سے چھ یوم کے اندر عموماً لڑکی پیدا ہے۔ نو روز اور بارہ یوم کے اندر لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یعنے دو ہفتوں کے اندر وقفہ کے پہلے ایام میں لڑکی اور باقی ایام میں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یہ ڈاکٹر تھوڑسی پروفیسر جیوا کا تجربہ ہے۔

پنجم۔ قوت پیدائش جسکو یوگی اوجس کہتے ہیں۔ دماغ میں اپنا قیام رکھتی ہے پچیس اور چالیس سال کے درمیان اپنی پوری وسعت اور طاقت کو حاصل کرتی ہے۔ آدمی کی نسبت عورت میں اس کا زور زیادہ ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے عورت کو قدرت آلہ پیدائش بناتی ہے۔ اس قوت کا امتحان کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ دو عناصر سے مرکب ہے۔ ایک تو تولد نسل کا ذریعہ بنتی ہے۔ دوسرے انسان کے جسم کو باسلیقہ اور باترتیب رکھنے کا وسیلہ ہے جب یہ قوت کسی وجہ سے دماغ سے نکالی گئی ہے۔ تو وہ اُڑنے یا کام کرنے کے بالکل ناقابل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بن گئے ہیں - یہ ڈاکٹر واٹسن صاحب کا تجربہ ہے - بچے کے دماغ کا ۱/۲ یہ قوت بلوغ اور
نوجوان ۲۵ پچیس برس کے آدمی کے دماغ میں ۱/۲ حصہ نباتی ہے - اس طاقت کی بدولت
آدمی جیتا ہے - جب اس کا استعمال بے جا کیا جاتا ہے - تو بڑھاپا اور کم زوری بلا شک
و شبہ ہم رکاب ہوتی ہے - عیاشی کے بڑھانے کے واسطے - شراب کباب - گوشت
جو غضب ڈھاتے ہیں اور جس قدر عذاب - اور بد معاشی کا حصہ ابتدا یہ انسان کو بناتے
ہیں - اس کے ثبوت میں موجودہ دنیا کا اخلاقی نقشہ ہر جگہ عیاں دکھلائی دیتا ہے -
ششم - یہ آدمی اور عورت کا پاک فرض ہے - کہ اپنے اس دماغی طاقت کا ہرگز بیجا
استعمال نہ کریں - حمل اور تولد نسل کے ایام میں ایک دوسرے سے قطعی پرہیز کریں
اور جب تک تولد اولاد کے بعد دوبارہ حیض نمودار نہ ہو تب تک ایک دوسرے سے
علیحدگی اختیار رکھیں - یہ نہایت پاکیزہ اصول ہے اور اس کی پیروی میں اگرچہ کسی
قدر تکلیف بھی ہو لیکن اس کے نیک عمل کو ہرگز ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے - والدہ
کو چاہئے کہ اپنی اولاد کی آپ پرورش کرے - اگر وہ نہیں کر سکتی تو والدہ بننے کا نام نہ لیوے
ہفتم - شہوت پرستی کے نقصانات حسب ذیل ہیں - جسم کمزور ہوتا ہے - معدہ ضعیف
ہوتا ہے - قوت ہاضمہ کی کمزوری سے کئی لاعلاج امراض وارد ہوتے ہیں - تپ دق
پیدا ہوتا ہے - گنٹھیہ - لقوہ - ادھرنگ آتا ہے - قوت سامعہ - حافظہ - سامعہ غائب
ہوتی ہے - قوت ارادہ اور قوت دماغ رفو چکر ہوتی ہے - اخلاق اور مذہب کا ستیاناس
ہوتا ہے - طاقت جاتی ہے - بڑھاپا آتا ہے - اولاد کم زور نحیف البدن پیدا ہوتی ہے
اور جلدی ہی راہی ملک عدم ہوتی ہے - مقصد قدرت پیدائش اولاد ہے - نہ کہ شہوت
پرستی ہے - جو شخص قدرت کے اصول کو توڑتا ہے وہ اس زمین کو گندہ کرتا ہے -
ہشتم - مرد کو لازم ہے کہ شراب - افیون - چرس - گانجا - تماکو - گوشت وغیرہ کا ہرگز
ہرگز استعمال نہ کرے - ہر روز ورزش کرے - سیر کرے - اگر اس کا ہمیشہ بیٹھ کر کام
کرنے کا ہے تو چار یا پانچ میل ہر روز سفر کرے - بستر صاف ستھرا ہو - مکان ہوا دار
اور پاکیزہ ہو - سونے کا وقت رات کے نو بجے اور اٹھنے کا وقت صبح کے چھ بجے یا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سات بجے مقرر کرے۔ صبح اوٹھکر باقاعدہ سیر کرنے کے واسطے باہر جاوے اور اپنی حاجت روائی سے فراغت پاکر ہر روز اشنان کرے۔ بعد اشنان وہار تک فرائض کو ادا کرے اور اپنی قوت ارادہ کو بڑہانے اور قوی کرنے کا مصمم قصد کرے۔ انسان کی تمام ترقی اور اقبال مندی کا راز یہی قوت ارادہ ہے۔ جو شخص اس کو کمزور اور خراب کرتا ہے وہ اپنا آپ ستیاناس کرتا ہے۔

مفصلہ بالا ہدایات میں سے چند ایک ڈاکٹر کاون کی مشہور کتاب سے لی گئی ہیں۔ ناظرین ان کا مقابلہ منو کی ہدایات دربارہ شادی سے کرسکتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسرت زندگی محض تکمیل اخلاق اور روح سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ باقی تمام راحتیں بالکل ناقابل اعتبار۔ بے ثبات۔ فانی اور اتفاق پر منحصر ہیں۔ نہایت عمدہ حالات میں بھی وہ جلدی ختم ہو جاتی ہیں۔ اُن کا قائم رکھنا ناممکن ہے۔ اور نہ ہی وہ ہمیشہ ہماری پہنچ کے اندر ہیں۔ دنیا دکھ درد سے بھری ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس سے کسیقدر محفوظ ہے تو اس کو عیش و عشرت کی عذاب ستاتا ہے۔ تقدیر جلاد ہے۔ انسان کی حالت قابل رحم ہے۔ اس دنیا میں محض وہ انسان محفوظ ہے جو اپنے اندر خزانہ اخلاق رکھتا ہے۔" شامین ہار۔ زندگی کی دانائی +

"جس قدر ہم خدا کے نزدیک ہوتے ہیں اتنے ہی آگ کے نزدیک ہیں خدا اپنے ٹھیک سپاہیوں کے جنگ کے عین درمیان کھڑا کرتا ہے۔ دنیا کے اعلے مہاتماؤں کے حصہ میں مصیبت سب سے زیادہ آئی ہے"

ہندو تہذیب

باب سوئم

فصل اوّل

ودھواؤں کی دُردشا کا علاج

۱۔ اس دنیا میں کوئی نقصان فائدہ سے خالی نہیں ہوتا۔ قدرت ہر ایک تباہی (خدا کیا ہے) میں کوئی نہ کوئی راز مفہوم رکھتی ہے۔ خالص بربادی اس کائنات میں کبھی نہیں ہوتی۔ مادہ صورتیں بدلتا رہتا ہے۔ آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی بن کر ہستی ممکن بنتی ہے۔ عناصر ایک دوسرے سے پیدا ہو کر کارخانہ قدرت کو جاری رکھتے ہیں کبھی سوکھشم روپ سے کبھی ستھول روپ سے۔ یہ پانچ عناصر کا کھیل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ سرشٹی ہمیشہ رہتی ہے کبھی ظاہری صورت میں۔ کبھی مخفی صورت میں۔ پیدائش کا کام کبھی ختم نہیں ہوتا۔ مالک کائنات اس تمام تماشہ کا تماشائی ہے وہ ہر ایک روپ میں اپنا روپ تبدیل کر سارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھیل کھاری رکھتا ہے جل سرشٹی میں جل روپ ہے وایو سرشٹی میں وایو روپ ہے پرتھوی سرشٹی میں پرتھوی روپ ہے۔ آکاش سرشٹی میں آکاش روپ ہے۔ تیج سرشٹی میں تیج روپ ہے۔ ہر ایک سرشٹی میں موجود اپنے ضابطہ کا نگران ہے۔ مگر خود تبدیلی سے مبرا ہے۔ سرشٹی ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے مگر سرشٹی کا روح رواں اپنے آنند میں بسبب گن تمام دُکھ سوکھ سے آزاد ہے۔ جو مہاتما ذات پاک سے واقف ہو آپنے آپ کو تبدیلی سے مبرا سمجھ ذات پاک سے اپنا حقیقی تعلق مفہوم کر لیتے ہیں۔ وہ شانتی کا امرت پان کر تمام دوہ کھوں کے جنجال سے آزاد ہوتے ہیں پھر ان کی شانتی کو کوئی تبدیلی دور نہیں کر سکتی سنسار کے پدارتھوں میں وہ ہمیں اسی طرح رہتے ہیں جیسے کہ ذات پاک تمام عناصر میں رہتی ہے۔ دنیا کے تمام کام کرتے ہیں۔ محنت ریاضت کرتے ہیں۔ تمام دھندوں کو پورا سنبھالتے ہیں مگر دنیا کی اصلیت سے باخبر رہ کر راحت سے آزاد رہتے ہیں بھارت کے پراچین راج رشی۔ جنک اور بھیشم جیسے لیان دان ہیرو دنیا کے تمام کام .. .. مدبران زمانہ سے بدرجہا زیادہ شغل اور استقلال سے انجام دیتے تھے۔ راجیہ پاٹ کے تمام امورات کو طے کرتے تھے ادنٰی سے ادنٰی معاملہ انکی توجہ حاصل کرتا تھا معمولی سے معمولی بات انکی نظر کے آگے رہتی تھی مقدمات کے فیصلے آپ دیتے میدان جنگ بازی میں لڑتے تھے۔ ہر ایک کام کو پوری محبت اور یگانگت سے ادا کرتے تھے۔ مگر حادثات زمانہ سے ہمیشہ محفوظ تھے بھیشم تیروں کی سیج یعنی بستر پر لیٹا ہوا ہے اسکا تمام جسم زخموں سے گھائل ہے مگر شیر مردیتی مہابیر تمام تکلیف کو بخوشی چھ ماہ تک داشت کرتا ہے اسکے دل سے ایکبار بھی آہ نہیں نکلتی۔ اسی حالت میں ہی پانڈوں کو گیان دھرم۔ شانتی کا اپدیش دیتا ہے*

مہاراجہ جنک دنیا کے تمام کام روزمرہ پورے ضابطہ سے ادا کرتے ہیں۔ ملک مملکت کے ہر ایک ہیبتی کی پوری خبر رکھنے میں آپ کا دربار بڑے تجمل اور شان کا دربار ہے۔ بڑے بڑے رشی گیانی مہاتما۔ عارفان باکمال راجہ کی ملاقات کے واسطے ہر روز دربار میں تشریف لاتے ہیں۔ راجہ کے انتظام سلطنت کی خوش اسلوبی اور اسکے گیان کی اعلٰے لیاقت کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ یہی رشی جیون ہے*

راج رشی جیون

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کو بسبب مادی جسم رکھنے کے تمام کائناتی طاقتوں کا آسیب و اثر برداشت کرنا پڑتا ہے تمام عناصر اسپر اپنا اثر کرتے ہیں۔ قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتی سورج چانڈال اور مہاتما کے گھر میں یکساں اوجالا کرتا ہے۔ آسمانی بلائیں اپنا اثر سب پر یکساں کرتی ہیں۔ قدرت ہر ایک جاندار کو مفعول بناتی ہے۔ مگر مہاتما اپنی روحانی طاقت سے قدرت کے اثرات کو مغلوب کر لیتے ہیں اپنے اندرونی جذبہ سے بیرونی قدرت پر غالب آتے ہیں۔ نیچر کو اپنے مطیع بناتے ہیں اپنی خوشی اور رنج کو دوسروں کی مہربانی یا ناراضگی پر منحصر نہیں رکھتے اپنے سوکھ کو حادثات یا عارضات پر مبنی نہیں رکھتے اپنے دل کو ذات پاک میں محو کرتے ہیں۔ اور اس محویت میں بشریت کی تمام کمزوریوں سے پاک صاف ہوتے ہیں - دنیا دار بن کر خواہ دنیا میں رہو۔ سادھو بن کر خواہ جنگل میں ڈیرہ ڈالو۔ سپاہی بن کر خواہ جنگ میں لڑو مزدور بن کر خواہ کارخانہ میں کام کرو۔ استاد بن کر خواہ طلبا کو تعلیم دو۔ راجہ بن کر خواہ ملک کا انتظام کرو سوداگر بن کر خواہ تجارت و بیوپار کرو۔ ملازم بن کر خواہ مالک کی خدمت کرو۔ غرضیکہ کسی حیثیت زندگی میں رہو مگر اس فلسفہ کے ساتھ رہو۔ دوکھ درو نزدیک نہیں آئیگا شاعر سچ کہتا ہے۔ ~

بہر کارے کہ باشی با خدا باش

پھر شادی ہیں غمی میں۔ موت میں زندگی میں۔ کامیابی میں ناکامیابی میں غرضیکہ ہر ایک حالت میں تمہاری شانتی میں فرق نہیں آئیگا ٭

یہ فلسفہ تھا جس پر بھارت کے مہاتما ہمیشہ کاربند رہے ہیں۔ اسی اوتم اپدیش کو شری کرشن بھگوان گیتا کے آخیر میں اپنی تمام فلاسفی کے خلاصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ مہاراج فرماتے ہیں :-

सर्व धर्मान परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।
अहं त्वाम सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥

اے ارجن تو تمام اعتقادوں کو بالائے طاق رکھکر میری شرن اختیار کر۔ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم کو سب پاپوں سے نجات دلوا دونگا۔ تو کسی قسم کا فکر مت کر۔

جب تک بھارت باسی اس مسئلہ پر عامل رہے ان کے تمام کام خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے جب سے ہری سمرن چھوٹا پاپ نے یہاں ڈیرا جمایا۔ جہاں ہر ایک کام کی جڑ میں خودغرضی کا بیج ہو وہاں سوکھ کی فصل کی امید رکھنا خیال خام ہے۔ نفسانیت تمام دکھ کا موجب ہے۔

نفسانیت تمام دکھ کا موجب ہے

قدیمی بھارت میں وہ دکھ نہیں تھے جو اب گھر گھر، محلہ محلہ میں نظر آتے ہیں۔ ہماری خودغرضی ان دکھوں کی فہرست کو اور بھی زیادہ کر رہی ہے۔ انسان عالم مدہوشی میں یہ خیال کرتا ہے کہ یہ قدرت عین اس کی حسب خواہش کام کریگی جب وہ اپنی غلطی کو معلوم کرتا ہے اور اپنی ناکامیابی کے دکھ کو محسوس کرتا ہے تو حالت وحشت طاری ہوتی ہے۔ بعضوں پر خودکشی تک نوبت آتی ہے کئی اپنی زندگی دوالیہ پن میں گذارتے ہیں بعضے عیاشی کی زیادتی سے اور بعضے مارے غم و الم کے جان دیتے ہیں۔ آسمانی آفتوں کو برداشت کرنے کے ناقابل اپنے اَمولک جسم کو کنکروں اور روڑوں کی خاطر برباد کرتے ہیں مادی تہذیب اس مرض کے سامنے حیران و ششدر رہے۔ کرے تو کیا کرے۔ خود گرد ہو رہا علاج چاہیئے

بھارت پر چاروں طرف اس نفسانیت کی سیاہ گھٹا چھائی ہے۔ اس کے تمام آبدار موتی و جواہر کی چمک اس تاریکی میں ماند پڑ گئی ہے۔ نہ کوئی گوہر شناس رہا ہے جو انکی قیمت کا خیال کر کے حفاظت کی ترکیب نکالے۔ نہ کوئی پاسبان رہا ہے جو ان کی رکھشا کرے۔ اندھیرے میں ایک دوسرے کو نہیں پہچانتا بیٹا باپ سے رشتہ ناطہ توڑ بیٹھا ہے۔ ہائے باپ ہائے باپ پکار رہا ہے باپ کو خبر بھی نہیں بیٹا کہاں رو رہا ہے۔ استری خاوند کا نام لے کر پکار کر رہی ہے۔ ہے پتی رکھشا کرو۔ مگر پتی کو اسکی پرواہ بھی نہیں وہ کہیں علیحدہ اپنے حال پہ رو رہا ہے۔ اس اندھیرے میں ایسی گت بنی ہے۔ کہ ایک دوسرے کا مددگار نہیں۔ ہر ایک اپنی حالت کو رو رہا ہے۔ جہاں ہے وہاں ٹکرا رہے

٭ پچھلے سالوں کی پلیگ اور موجودہ قحط کے دورہ میں یہ حالت پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آگے راستہ گم ہے جائے تو کہاں جائے۔ اس تاریکی میں بھائی بھائی کو ہرگز نہیں جانتا۔ کوئی بیچارہ خیر خواہ وطن۔ دھرم آتما۔ اپنی بلند آواز سے شور مچاتا ہے کہ خبردار ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اس تاریکی سے نکلنے کی کوشش کرو۔ آگے چل کر مطلع صاف ہو جائیگا۔ مگر یہاں تو نفسا نفسی پڑ رہی ہے ہاتھ کون پکڑے اور کون پکڑوائے ہر ایک کو یہی اندیشہ ہے کہ اس کا دوست آخر اس کو کسی کوئیں میں نہ پھینک ڈالے اس عالم سیاہ تاریکی میں آخر تمام مایوس ہو موت کے منتظر ہوتے ہیں۔ اتفاقاً غیب سے آواز آتی ہے کہ یہ تاریکی تمہاری اپنی جہالت اور نفسانیت کا غبار ہے۔ ذرا دل کو صاف کرو اور ایک دوسرے کا اعتبار کرو۔ البتہ ہیں وشواس کرو۔ سب دکھ درد ابھی مٹ جاتا ہے +

پس یہی ہمارے دیش کا حال ہے۔ ہمارے ریفارمر جس روز سے پانچ ورت ہیں مشرقی علوم کا رواج کم ہوا ہے۔ پکار رہے ہیں۔ کہ دھواؤں کی حالت بہت خوفناک ہے۔ افلاس زدہ ملک میں جہاں آدمیوں کو کھانے کو نصیب نہیں ہوتا۔ بیچاری عورتیں جو دن رات گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اپنے خاوند کے مرنے پر اپنی گذران کا کیا انتظام کریں۔ رام موہن کے زمانے سے آج تک ہندو سوشیل ریفارمر اس مسئلہ کی حقیقت کو سوچ رہے ہیں۔ مگر آج تک اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے ہیں۔ البتہ مغربی تہذیب کے رنگ میں ایک الٹی کھٹی ایجاد ان کو آخر سوجھی ہے کہ ان ودھواؤں کی شادی کردو۔ اس سے تمام عذاب دور ہو جاویگا۔ ترکیب تو آسان ہے مگر اس کا انجام سخت پر خطر ہے جس سے سوشیل ریفارمر شاید پورے طور پر آگاہ نہیں ہوئے ہیں +

ڈاکٹر کاؤن صاحب اپنی دلچسپ کتاب میں فرماتے ہیں:۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

That marriage fails in this, its divine character, is lamentably the case :—

Yet in so failing, is it right that the union should be continued or a separation take place or a divorce be granted. The question, I think, is not difficult of solution. If a man and woman enter state of matrimony and after a time discover that through deceit hypocrisy, intrigue or force, one or other develops qualities that tend to debase, degrade and make miserable a human life instead of elevating ennobling and making happy and perfect two human lives then it is nought but right that a divorce be granted or at least a separation take palce. I hold that anything that is an obstacle to the individual's attainment of perfection and happiness in this life should be avoided or removed when it does not conflict with the right of others, and that therefore a wife who although doing all that her best nature can do to make her married existence one of enjoyment and perfection is nevertheless abused, maltreated or wronged in any of the many ways that sordid, licentious, brutal or covetous husbands may demonstrate is perfectly justified by the laws of nature if not by the laws of man in separating or being divorced from such a husband. The same argument applies with equal force to the man where wife is the transgressor yet, although I hold divorce to be a necessity under these circumstances I do not allow that it is right for either thedivorced or separated man or woman to marry again. It savours too much of uncleanliness, adultery, fornication. It runs contra to all that is pure, clean and chaste that a separated or divorced man should again marry. Besides such men and women are apt to make precisely the same mistakes in forming new unions and repeating the same role of mismated miseries separation, divorce and making the institution that should be divine in its nature and observance, a mockery and a farce.

PAGE 386 and 387.

Cowan's Science of new life.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈاکٹر کاون شادی کو ایک الیشوری تعلق مابین عورت اور مرد قرار دیتا ہے جہاں اس الیشوری تعلق کی انسان لاپرواہی کرتے ہیں۔ اور فریقین کی صفات اور سیرت کا کوئی خیال نہیں رکھتے ہیں وہ بہتر خیال کرتا ہے۔ کہ ایسی شادی فسخ کردی جاوے اور طلاق قرار دیا جاوے۔ مگر بعد از طلاق عورت یا خاوند کو ہرگز ہرگز دوبارہ شادی کی اجازت نہ دی جاوے۔ طلاق یا علیحدگی کے بعد شادی کرنا گویا شیطانیت اور خاص زناکاری کا دنیا میں پرچار کرنا ہے۔ یہ تمام پاکیزگی پرہیزگاری کو برباد کرنا ہے کہ ایسی شادی کو دنیا میں روا رکھا جاوے +

ہندو دھرم طلاق کا قایل نہیں ہے۔ مگر چونکہ طلاق کے بعد یا ایک خاوند کی موت کے بعد دوسرے خاوند سے شادی کی اجازت دینا ایک ہی اصول پر بنی ہے اور دونوں صورتوں میں ایک ہی اصول ٹوٹتا ہے۔ اس لئے ہم نے ڈاکٹر کاون صاحب کی رائے یہاں بیان کی ہے +

ایک گری ہوئی قوم کو ریاضت اور جفاکشی سکھلانے کی بجائے نفسانیت کا اپدیش کرنا ہرگز قرین مصلحت نہیں ہے۔ یہ اسکے اندر بجائے زندگی کا جلوہ نمودار کرنے کے اس کو زیادہ کمزور۔ کاہل۔ شہوت پرست بنانے میں مددگار رہتا ہے جس کا انجام قوم کی منتقین بربادی اور غارت گری ہے۔ اگر عورت ایک خاوند سے اپنے نفسانی جذبات کی تسکین نہیں حاصل کر سکی تو یہ کس طرح گمان ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے خاوند پر اکتفا کریگی۔ عورت کی ذات کو ایک دفعہ اس کی عصمت سے باہر ہونے دو۔ پھر اُس کی نفس پرستی کی حدود قائم کرنا محال ہو جاتا ہے۔ جہاں ان کی اس عادت کی سوسائٹی خود حوصلہ افزائی کرے وہاں بیوچار کا کھلم کھلا پرچار چند ایام کا سوال رہجاتا ہے جیسے آگ زیادہ گھی ڈالنے سے اور بھی تیزی سے شعلہ زن ہوتی ہے۔ ویسے ہی نفسانی جذبات ان کی سیری سے اور بھی بڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے عامل کو بالکل غارتگری کے ساحل پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ جو اصحاب یہ ایک بیوہ عورت کو خاوند دینا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لازمی خیال کرتے ہیں وہ ملک کی نازک حالت پر سارے پہلوؤں میں وچار نہیں کرتے معلوم ہوتے۔ دوبارہ شادی بیوگان کی مصیبت کا علاج نہیں ہے بلکہ ایک مرض کا دوسری مرض سے تبادلہ ہے جو شاید پہلی بیماری سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ عالت بیوگی میں عورتیں جو دکھ سہتی ہیں اس کی سختی سے کسی بیدار مغز اہل قوم کو انکار نہیں ہو سکتا۔ خاوند کی بے وقت موت روزگار کا قافیہ تنگ کرتی ہے۔ افلاس حیا شرم سب کو توڑتا ہے۔ بھوکے پیٹ کی خاطر جو جو پاپ کرنے پڑتے ہیں اُن سے صرف وہ شخص واقف ہو سکتا ہے جس نے اس مصیبت کو خود محسوس کیا ہے۔ ان سب پر طرہ یہ ہے کہ گھر کے آدمی رشتہ دار۔ قریبی جن سے بیوہ کو نیک سلوک اور امداد کی امید ہو سکتی ہے وہ ہر وقت اس کو طعن۔ تشنیع۔ بدسلوکی اور عذاب دینے میں ساعی رہتے ہیں۔ اور اس کی زندگی کو پر ملال بنانے کی خاطر طرح طرح کے عذاب گھڑتے رہتے ہیں۔ محلہ دار۔ شہر دار اس کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی ظاہر کرنے کی بجائے اس کی عصمت اور پارسائی کو معیوب بنانے میں موقعہ سے فروگذاشت نہیں کرتے۔ بیوہ جائے تو کہاں جائے۔ سسرال کے واسطے اس کی شکل موجب عذاب ہے۔ والدین اس کو دیکھ کر دکھی ہوتے ہیں۔ مگر کوئی تدبیر رہائی کے واسطے نہیں دیکھتے۔ صغیر سنی کی شادی خانہ بربادی میں عموماً انجام دیتی ہے۔ جہاں دس اور آٹھ برس کی نابالغ بے سمجھ لڑکیاں اور لڑکے خاوند اور عورت کے نازک تعلقات میں وابستہ کئے جاتے ہوں وہاں بیوگاؤں کی زیادتی کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ ان صغیر سالہ ودھواؤں کی تکالیف۔ ان کی نازک عمر انکی معصومیت کو دیکھ کر کونسا دل ہے جو آنسو نہیں بہاتا۔ اور یہ سب ملکی رسم و رواج کے جبر و ظلم کی بدولت ہے کہ ان بیچاری معصوم کنیاؤں کے اوپر اس طرح چھری رکھی جاتی ہے۔ آدمی تو اپنی نفس پروری میں بلا روک ٹوک جو چاہیں سو کریں مگر عورتوں کو ہر طرح اسیر بندی میں رکھنا لازمی ٹھیرایا جاتا ہے۔ بھارت کی دُردشا ہر پہلو میں خوفناک ہے مگر جو سلوک ان بیچاری معصوم کنیاؤں کے ساتھ اس زمانہ میں ہو رہا ہے وہ درحقیقت اس امر کا سخت مقتضی ہے کہ یا تو کوئی تدبیر ان بیواؤں کی تکالیف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو کم کرنے کی نکالی جاوے ورنہ اس دیش کی غارتگری فقط چند سال کا سوال ہے جہاں زوائیں اور یتیم بچے لاوارث نت نئی تکالیف کا شکار ہوں اس دیش کی بربادی بالکل اظہر من الشمس ہے ۔

(۲) ہم نے عرض کیا کہ بیواؤں کی دوبارہ شادی ان کی تکالیف کا کافی اور شافی علاج نہیں ہے ۔ اگر عورت کو ایک خاوند کی موت کے بعد دوسرا خاوند دینا مباح ہے تو دوسرے کی موت کے بعد تیسرے خاوند کی اجازت دینا بھی ویسے ہی مباح ہے یا جو عورت ایک خاوند سے خوش نہیں ہوئی اور وہ دوسرے کی خواہش کرتی ہے تو وہ اسکی موت کے بعد تیسرے کی بھی خواہش کریگی اگر پہلا میل بالکل نامناسب تھا ۔ بلحاظ صفات اور سیرت کے دونوں کا باہمی رابطہ بالکل غیر موزوں تھا ۔ تو ایک کی موت کے بعد دوسرے خاوند کی صفات اور سیرت اخلاق کی موزونی کی بابت کس طرح ذمہ واری ہو سکتی ہے ۔ تو بس اسی طرح یہ تمام سلسلہ ناپاک بنتا ہے اور شادی کا پاک اور خدائی تعلق فقط نفسانیت کا شکار رہتا ہے ؀

ایک طرف تو مغربی عالم آبادی کی زیادتی کو روکنے کے واسطے تدابیر بتلاتے ہیں ۔ دوسری طرف ہندوستانی ریفارمر بیواؤں کی دوبارہ شادی سے اس آبادی "ازدیاد" کا پرچار کرتے ہیں ۔ یہ عجیب معمہ ہے ۔ اور عجیب تر علاج ہے ۔ آبادی بڑھتی ہے تو انسانی تکالیف کا دائرہ وسیع ہوتا ہے ۔ مغربی علم سائنس اس زیادتی آبادی کی مزاحمت کی تدابیر کے فکر میں ہیں اور ادھر ہندوستانی ریفارمر اسی آبادی کو بڑھانے کی تدابیر میں ہمہ تن ساعی ہیں ۔ جس سوسائٹی میں عیاشی کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے اس کی پاکیزگی کا بس پھر خدا ہی حافظ ہے ؀

انسان کا مقصد زندگی کیا ہے

خواہشات ان کے پورا کرنے سے نہیں مٹتیں ۔ نفسانی جذبات ان کے واسطے سامان عیش بہم پہنچانے سے نہیں کم ہوتے ۔ زندگی کا مقصد قدرت کی غلامی نہیں ہے ۔ قدرت کے غلام بنو تو پھر ادھوگتی یا تنزل کی کوئی حد نہیں ہے ایک بدعات کو اپنے اندر داخل ہونے دو ۔ وہ دس اور بدعادتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے ساتھ لے آتی ہے۔ ایک پہنو ہیں کمزوری کو بڑھنے دو۔ تمام اطراف میں ناپاکیزگی
کی ہوا پھیل جاتی ہے۔ جس میں صاف سانس لینا آخر محال ہو جاتا ہے۔ انہی وجوہات
سے شاستر بار بار۔ ہر ایک امر میں ہر ایک معاملہ میں شم دم یعنی خود ضبطی کی تاکیدیں کرتا
ہے انسان کا مقصد زیست بڑا اعلےٰ ہے اس کا جسم ایشور کا مندر ہے۔ جس میں تمام دیوتا
باس کرتے ہیں۔ تمام طاقتیں کائنات کی انسان کے آپنے اندر موجود ہیں۔ تمام علوم
و فنون کا یہ خود مخزن ہے۔ کائنات ہر جگہ انسان کے آتما پر فعل۔ انفعال کا کام کرتی
ہوئی اس کی مختلف طاقتوں کا انکشاف کرتی جاتی ہے۔ افلاطون مسیح گرو نانک
گورانگ سب ہمارے اندر ہیں۔ وقت وقت پر سب کا انکشاف ہماری خواہشات
کے مطابق ہوگا جہاں سمجھاؤ کھیا تنجل۔ بشٹ۔ بھرگو۔ کپل پہنچے وہاں ہم سب پہنچینگے
کائنات میں ملکیت کسی کی کوئی نہیں ہے سب عارضی وارث ہیں۔ یہ تمام کائنات خدائی
ہے۔ اس عالم خدائی میں شخصیت محض مایاوی دکھلاوٹ ہے انسان کھلونوں پر لٹو
ہوئے عارضی جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔ اور آپس میں لڑتے مرتے ہیں۔ زندگی کا اعلےٰ مقصد
ہاتھ سے کھوتے ہیں لذات کے غلام بنے بار بار موت اور پیدائش کے دوکھ اور
عذاب کو سہتے ہیں۔ مگر مایا کا زور ایسا حاوی ہے کہ سزا پاکر بھی حقیقت کو آنکھوں سے
دیکھتے ہوئے پھر غافل ہو رہتے ہیں انسان کا آتما اس کائنات کی چابی ہے چابی
لگاؤ اور قفل کائنات کھل جاویگا۔ اور پھر اس نیچر کا تمام علم و مسرت تمہارا ورثہ
ٹھہریگا۔ اس کا تمام دولت و مال، اس کی تمام خوبصورتی آپ کا ہی حق ہوگا۔ جزو کی
تلاش سے کل نہیں ملا کرتا۔ کل کی تلاش کرو۔ سب جزو تمہارے اپنے ہو جاوینگے +

یہی اعلےٰ مشن زندگی تھا جو بھارت کی عورتوں کو ان کے خاوند کی موت کے بعد
زندہ رکھتا تھا۔ زندگی کے اعلےٰ مقصد کو مد نظر رکھتی ہوئیں اپنے جیون کو دیو جیون بناتی
ہوئیں یہ پاکیزہ خاطر عورتیں آپنے خاوند کی موت کے بعد دوسرے شخص سے اپنا تعلق
پیدا کرنے کی بجائے اپنا جسم اپنے پہلے خاوند کی سمرپن کئے اپنا باقی وقت ایشور
سیوا میں صرف کرتی تھیں۔ مرد بیگانہ کا خیال ان کے دل میں خواب میں بھی پیدا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا تھا +

قانون قدرت اور زندگی کیا ہے +

جس جس بھاؤ کی انسان پوجا کرتا ہے اسی بھاؤ کو وہ حاصل کرتا ہے۔ جن خیالات اور جن خواہشات کا انسان اپنی نیچر کو عادی بناتا ہے انہی خیالات و خواہشات کا وہ مقید ہوتا جاتا ہے۔ عادت نیچر سے دویم درجہ ہے۔ مگر ایک جنم کی عادت دوسرے جنم کی نیچر بن جاتی ہے۔ ایک جنم کے کرم دوسرے جنم کی خاطر سنسکار بن جاتے ہیں۔ اور انسان کو اس قسم کے قالب اور تعلقات ہیں لا وابستہ کرتے ہیں جن میں وہ سنسکار نشوونما حاصل کر سکیں۔ کائنات کا کوئی ذرہ نیست و نابود نہیں ہوتا ہے۔ نیستی سے ہستی یا ہستی سے نیستی اس کائنات کے اصول کے مخالف ہے۔ جو کوئی مرتا ہے وہ صرف مایا دی شکل تبدیل کرتا ہے۔ موت دراصل تبدیلی شکل ہے۔ اناج کھایا جانے پر۔ درخت جل جانے پر مرتے ہیں لیکن صرف اپنی شکل کو تبدیل کرتے ہیں۔ یہی حال انسان اور حیوان کا ہے۔ جب قالب حیوان یا انسان قدرت کے اصلی منشا کو پورا کرنے کے ناقابل بن جاتا ہے تو قدرت حیوان یا انسان کو اس قالب سے علیحدہ کر دوسرا موزون قالب تیار کر دیتی ہے۔ تاکہ وہ اس نئے قالب میں قدرت کے اصلی منشا کو پورا کر سکے۔ ہر ایک پیدائش میں نئے اقسام کے تجربات ہر ایک جاندار کے سامنے پیش آتے ہیں۔ ان تجربات سے وہ بالکل نئے سبق سیکھتا ہے جوں جوں اس کا تجربہ بڑھتا جاتا ہے وہ قدرت کے رموز سے باخبر بنتا جاتا ہے۔ اس کے اندر سے نئی طاقتوں کا انکشاف نمودار ہوتا جاتا ہے۔ قدرت اسی طرح سب جانداروں کی تکمیل و ترتیب میں لگی رہتی ہے۔ اس کا اصل منشا ہماری تکمیل ہے۔ جوں جوں آتما ایک قسم کے تجربات سے باخبر بنتا جاتا ہے وہ اپنی آزادی اور مکمل پن سے بھی آگاہ ہوتا جاتا ہے ایک شخص پیدائش سے ہی مہاتما اور سنت پیدا ہوتا ہے اس کا آتما جس منزل پر کھڑا ہے اس منزل کو دوسرے دنیادار ہزاروں برسوں میں بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ اس کی باریک طاقتوں کو دیکھ متحیر ہوتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ ایک دن قدرت ان کو بھی اسی منزل میں لا کھڑا کرے گی۔ آزادی اس قدرت کا اپنا دھرم ہے آپ لاکھ پاپ کئے جاویں۔ قدرت آپ کو ان تمام پاپوں کی سزا دلواتی ہوئی آپ کے پیچھے لگی رہے گی۔ یہ ایک ثانیہ بھی آپ کو آرام سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں بیٹھنے دیگی۔ پاپ اس کائنات میں کسی شئے کی بھی خاصیت نہیں ہے۔ پاپ ایک کمزوری ہے۔ قدرت کا منشا انسان کو تمام کمزوریوں سے پاک صاف کر کے اس کے اندر نور العالمین کا پرکاش کرنا ہے۔ خواہ کسقدر کوشش کیں کہ ہم اپنی طاقت سے قدرت کے اس منشا کو پورا نہ ہونے دیں گے۔ مگر جو تدبیر یا اپنے عمل کی ترتیب میں نکالتی ہے وہ آپ کی کسی کوشش سے ناکامیاب نہیں بن سکتی۔ یہ انسان کو اس کے ہر ایک پاپ کی فرد اً فرداً سزا دلوا کر اس کے دل کو صاف کرتی جاتی ہے جب ایک جسم اس صفائی کی خاطر ناقابل بن جاتا ہے یہ فوراً دوسرا قالب دینے کو تیار ہوتی ہے۔ مگر اپنے عمل میں ہرگز خطا نہیں کرتی۔ اس کا ہر ایک کام خطا سے مبرا ہے اور یہی اس کی نیک نہادی اور خوبصورتی کا پورا شاہد ہے۔ جس جس بھاو کی انسان اپنی ساری عمر میں پرستش کرتا ہے اسی بھاو کو اپنی موت کے بعد حاصل کرتا ہے۔ جو عادات جو خواہشات انسان کے دل کے گرد حلقہ بند ہو جاتی ہیں وہی اس کے دوسرے جنم میں اس کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ اسی سے ہر ایک اپنی نیچر کو پیدائش سے ہی ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے موت کے بعد وہی گتی ملتی ہے جس کے ہم خواہشمند ہیں۔ چوروں کے خواہشمند چور پرست لوک بھی جاتے ہیں جہاں وہ چور پرستی کا مزا دیکھ آئیندہ اس سے متنفر بن دوسرے جنم میں اس عیب سے باز رہنے کی سعی کرتے ہیں۔ دولت پرست لوگ دولت کے لوک میں جاتے ہیں جہاں وہ دولت کے عیوب سے واقف بن آئیندہ مایا کے جال سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس طرح ہر ایک لذت نفرت میں آخر ختم ہوتی ہے اور اپنا سبق انسان کے دل پر چھوڑ جاتی ہے۔ مسیح پرست مسیحائی لوک میں جاتے ہیں۔ جہاں وہ مسیح کی اعلےٰ رونق کو اپنی آنکھوں سے صاف صاف ملاحظہ کرتے ہیں۔ کرشن کے بھگت بھگوان کرشن کے لوک میں جاتے ہیں۔ جہاں وہ کرشن بھگتی کا آنند بخوبی حاصل کر سکتے ہیں غرضیکہ عابد اور معبود آخر ملتے ہیں۔ جن کا دل ایک بن چکا ہے وہاں ملاپ فقط چندروز کا سوال رہ جاتا ہے۔

عورت خاوند کی موت پر دن رات اپنے پیارے معبود کو ہمیشہ یاد کرتی ہے۔ اپنے

پتی کا آخرت میں ملاپ

پران ناتھ سے اس سے ملاپ کی التجا کرتی ہے۔ پتی اور پتنی پرلوک میں ضرور ملتے ہیں۔ مگر یہ ملاپ حیوانانی جذبات کا مظہر نہیں ہے۔ یہ اخلاقی تکمیل کے واسطے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لازمی شرط ہے۔ قدرت کے مبارک منشا کی تکمیل اس طلب کی خاص غرض ہے۔ خاوند اور عورت آخر ملتے ہیں۔ دونوں کا ملاپ نئی زندگی کی امنگ کو تازہ کرتا ہے دیر کا بچھوڑا محبت کو اور بھی دوبالا کرتا ہے۔ دونوں مل کر ایشوری جلال کے خواستگار بنتے ہیں۔ دونوں کے اخلاقی صفات ایک دوسرے کی امداد سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ پتی لوک کا حصول ایک پاکیزہ خواہش ہے جس عورت میں یہ موجود نہیں وہ خالص حیوانانی جذبہ کی غلام ہے جو اس سے منکر ہے وہ حقیقی کافر ہے۔ اور اس پاک زمین کو اپنی ناپاکیزگی سے گندہ کرتی ہے اس کا جسم اس قدرت میں بدبو پھیلاتا ہے۔ جس کا نام نتیجہ اخلاقی پلیگ ہے +

بیوہ کی تکالیف کا علاج

۴ پتی برت دھرم اور پتی لوک کا حصول لازم ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے کے بغیر ناممکن القیاس ہے۔ جہاں پتی برت دھرم کا اپدیش ہے وہاں پتی لوک کا حصول بھی ساتھ ہے۔ جو عورت خاوند کے ساتھ پتی برت دھرم کے رشتہ ناطہ ہی میں منسلک ہوتی ہے وہ اپنے خاوند کی موت کے بعد اس سلسلہ سے منحرف نہیں ہو سکتی زندگی بھر اسی خاوند کو معبود بنا کر پوجتی ہے اور موت کے بعد اس کے انتر آتما سے جا ملتی ہے یہی سچی عبادت ہے۔ جو سوسائٹی اس فلسفہ کو کچلنا چاہتی ہے وہ گویا عورت اور مرد کے پاک روحانی جذبات کو نفسانیت کے بازار میں نیلام کرنا چاہتی ہے۔ جس کا انجام ہرگز ہرگز نیک نہیں ہو سکتا۔ ہندو رشی پتی برت دھرم کے قائل ہیں اس واسطے ازدواج بیوگان کی تصدیق شاستروں سے تلاش کرنا محض بے سود ہے۔ ہندو شادی کے پاک تعلقات کسی قانونی معاہدہ میں منسلک نہیں ہیں کہ ایک شخص سے معاہدہ فسخ ہوا۔ اب دوسرے سے معاہدہ کیا جاوے۔ تو پھر بیوگان کی تکالیف کا کیا علاج ہے۔ موجودہ ہندو سوسائٹی کی کمزوری ہندو شاستروں کے اصول یا معراج پر دال نہیں ہے۔ شاستری معراج اپنے پرکاش میں خود بخود منور ہے۔ اگر ہندو سوسائٹی اپنی موجودہ کمزوریوں کے باعث اس معراج کو حاصل کر لینے کے ناقابل ہو تو یہ رشیوں کا قصور نہیں ہے۔ ہمارا خالص اور پاک فرض ہے کہ ہم سوسائٹی کے اندر ایسے پاک خیالات کا کرہ ہوائی پیدا کر دیویں جس میں وہ معراج انسانی زندگی میں عمل بن سکیں۔ ایسی حالت میں نفسانیت کی حتی الوسع مزاحمت کرنا فرض

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اول ہے۔ ہر ایک شخص کو پاک زندگی بسر کرنے کی تاکید کرنا لازمی شرط ہے۔

پس ہر ایک شخص کو اخلاقی حلف دلواؤ کہ وہ غیروں کی بہو۔ بیٹیوں کو اپنی بہو بیٹی خیال کرے تو پھر سب طرف پاکیزگی کی ہوا چلتی ہے۔ اور ودھواؤں کی آدھی سے زیادہ تکلیف خود بخود رفع ہوتی ہے۔ اگر وہ تنگ دستی سے لاچار ہیں تو ان کے گذارہ کا سامان بہم پہنچاؤ نہ کہ ان کی آبرو اور ننگ و ناموس کی پردہ دری ہوتے دیکھکر خاموش بیٹھے رہو۔ پاپ کو اپنے سامنے سے آشکارا ہوتے دیکھنا بھی سخت گناہ ہے۔ سعدی کا مصرع ہمیشہ یاد رکھنے کے لایق ہے۔ چو بینی کہ نابینا و چاہ ست۔ اگر خاموش بنشینی گناہ ست۔ بیماری کی روک ٹوک اس کے علاج سے ہمیشہ بھلی ہے۔

اول اس لئے ودھوا آشرم بناؤ۔ غریب بے کس بے پناہ ودھواؤں کی امداد کے واسطے صادق مزاج نیک اخلاق مرد یا عورتیں طیار کرو۔ مناسب انتظام سے ان کے اندر رہنے کے طریق تمدن اور طرز معاشرت کو داخل کرو۔ ان کو مغربی ہنرات سے باخبر کرو۔ روزی کے سامان بہم پہنچاؤ۔ مگر عصمت کے ہمیشہ نگاہبان رہو۔ ان ودھوا آشرموں سے وہ پاک جان نسا۔ دیویاں تمہاری اقبال مندی کی خاطر ہمیشہ دست بدعا ہونگی۔

دوئم۔ صغیر سنی کی شادی کو جہانتک ممکن ہوسکے روکو۔ بیوگی کی یہ پہلی علامت ہے اس کو دیش سے بدر کرو۔ خوفناک سم ورواج کا اپنی تمام طاقت سے مقابلہ کرو۔ عورتوں کی تعلیم اس معاملہ میں تمہاری مددگار بنیگی۔ تعلیم یافتہ والدہ ہرگز اپنی لڑکی کی شادی چھوٹی عمر میں کرنی گوارا نہیں کرے گی۔ شادی سے پہلے عورت اور مرد کے صفات اور سیرت کا ہمیشہ مقابلہ کرو۔ شادی قدرتی تکمیل کے واسطے ہے نہ کہ نفسانی جذبات کی سیری کے واسطے۔ اس واسطے صفات اخلاق اور سیرت دل کا باہمی مقابلہ لازمی شرط ہے ہزاروں زندگیاں اس واسطے تباہ ہوتی ہیں کہ عورت اور مرد بالکل مختلف اور مخالف مزاج کے انسان ہیں۔ اس واسطے دونوں کی باہمی زندگی بجائے کوئی سکھ پیدا کرنے کے آتش کا بھنڈار۔ بنتی ہے۔ اور آخر ایک دوسرے کی بے وقت موت کا باعث بنتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوئم - بال دہواؤں کو محض اس صورت میں جب انہوں نے محض بواہ سنسکار کیا ہے مگر خاوند کے ساتھ کسی قسم کا سنگم حاصل نہیں ہوا - دوبارہ بیاہ کی اجازت دینا قرین مصلحت ہے اور شاستری رسومات اور احکام کے مخالف نہیں ہے - مگر اس حکم کا ناجائز فائدہ اٹھانا گویا عورتوں کے اندر ایک نفس پرستی کا مادہ پیدا کرنا ہے - اس واسطے حزم و احتیاط لازمی شرط ہے - مگر یہ یاد رہے کہ یہ آپت کال کا دھرم ہے یعنی زمانہ ادبار کا وچار ہے جس میں اور کوئی دوسری صورت بال دہوا کی حفاظت کی نظر نہ آوے -

ہم ذیل میں منو مہاراج کے احکام عورتوں کی شیوۂ زندگی کے متعلق درج کرتے ہیں - ان احکام کے مطالعہ سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندو رشی عورتوں کو کس قابل قدر و عزت سے دیکھتے تھے اور کس قدر اس بات کے ہمیشہ کوشاں تھے کہ ان کی عصمت اور پاکیزگی میں خاوند کی زیست میں یا اس کے موت کے بعد ہرگز فرق واقع نہ ہووے تاکہ پتی لوک کا حصول مقصد پورا ہو سکے +

بہت کلیان کی خواہش والے - پتا - بھائی - دیوروں سے - عورتیں قابل عزت ہیں - اور قابل قدر ہیں - جہاں عورتیں شوک میں رہتی ہیں وہ خاندان جلدی ناش ہو جاتا ہے اور جہاں وہ شوک میں نہیں رہتی ہیں - وہ خاندان ہمیشہ ترقی پاتا ہے - جہاں دکھی ہو کر عورتیں شاپ دیتی ہیں وہ تمام گھر ناش ہو جاتے ہیں -

اس واسطے یہ عورتیں ہمیشہ زیورات کپڑوں - بھوجن سے قابل قدر رہیں نیک کاموں میں اتسووں میں - ہر طرح ان کی خاطر داری کرنی چاہئے - جس خاندان میں عورت سے خاوند خوش رہتا ہے اور خاوند سے عورت ...... خوش رہتی ہے - وہاں یقینًا کلیان پراپت ہوتی ہے - اگر عورت خوش نہ رہے - اور نہ ہی اپنے خاوند کو خوش رکھے تو خاوند کے ناخوش کرنے سے اولاد نہیں رہتی ہے - استری کے خوش ہونے پر تمام خاندان خوش رہتا ہے - اس کے ناخوش ہونے پر تمام خاندان کی خوشی کافور ہو جاتی ہے +

عورت خواہ لڑکی ہو خواہ جوان ہو خواہ بوڑھی ہو - وہ خود مختیاری کے لائق نہیں ہے - اس کو گھر میں خود رائی سے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے - چھوٹی عمر میں والد کے گھر

*- سمرتی کار بال ودھواؤں (اکشت یونی) کی صورت میں تمو با" اور دیگر ودھواؤں کی صورت میں (پنر بھو) خاص حالتوں میں دوبارہ شادی کی اجازت دیتے ہیں " نارد سمرتی بارہواں بدا شلوک ۹۷-۱۰۱ - منو سمرتی ادھیائے ۹ - شلوک ۱۷۵-۱۷۶ - بششٹھ سمرتی ادھیائے ۱۷ اشلوک ۷۴-۷۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں رہے۔ نوجوانی میں خاوند کے گھر میں رہے۔ بھرتا کے مرنے پہ پوتروں کے گھر میں رہے
استری خود مختار کبھی نہ ہونی چاہئے۔ عورت اپنے والد۔ خاوند۔ لڑکوں سے علیحدگی
کی کبھی خواہش نہ کرے۔ ان کی جدائیگی سے وہ دونوں خاندانوں کو بے حرمت کر دیتی
ہے۔ ہمیشہ خوش اور گھر کے کاموں میں ہوشیار۔ اچھے کاموں کے کرنے والی۔ خرچ
میں سمجھ سے کام کرنے والی۔ یہ صفات عورت کو ہمیشہ قایم رکھنی چاہئے۔ جس کے
ساتھ والد اس کی شادی کر دیوے یا بھائی والد کی رائے کے مطابق شادی کر دیوے
جیتے ہوئے اس کی سیوا کرے اور اس کے مرنے پر اس کی ہی بھگتی کرے۔

رتوکال میں اور رتوکال کے بغیر بھی منتر سنسکار کرنے والا خاوند
عورتوں کو اس سنسار میں اور پرلوک میں سوکھ دائی ہوتا ہے۔ بدخصلت۔ شہوت پرست
نیک صفت سے خالی خاوند بھی نیک عورت سے ہمیشہ قابل عزت ہے ✦

عورتوں کے واسطے جدا کوئی یگیہ نہیں ہے۔ کوئی علیحدہ برت نہیں ہے نہ
کوئی اپواس ہے جو عورت خاوند کی خدمت کرتی ہے وہ ہمیشہ بہشت میں قابل
عزت بنتی ہے ✦

نیک سیرت عورت خاوند کی زندگی اور موت کے بعد کسی قسم کی برائی نہ کرے۔ پتی
لوک کے حصول کی خواہشمند خاوند کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ کرے ✦

اپنے جسم کا پھل۔ پھول۔ وغیرہ سے گذارہ کرے۔ اور اس کی پرورش کا مطلق
خیال چھوڑ دے۔ خاوند کی موت کے بعد دوسرے خاوند کا نام خواب و خیال میں بھی
نہ لاوے ✦

موت کے دن تک برداشت کرنے والی۔ ہمیشہ برہمچارنی بن کر رہے۔ جو دھرم
پتی ورتا استریوں کا ہے۔ اس سبب سے اعلےٰ دھرم کی خواہش رکھنے والی بنی رہے
براہمنوں کے برہمچاری لڑکے ہزاروں ہی بغیر اولاد پیدا کرنے کے سورگ کو حاصل
کر سکے ہیں۔ خاوند کی موت کے بعد جو نیک معاش عورت برہمچریہ میں قایم رہتی ہے وہ
بغیر اولاد کے بھی ان برہمچاریوں کی طرح سورگ کو حاصل کرتی ہے ✦

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سنتان کے لالچ سے جو عورت خاوند کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس جاتی ہے وہ اس دنیا میں بے عزتی حاصل کرتی ہے اور مرنے کے بعد پتی لوک کو ہرگز نہیں پاتی ہے نہ ہی دوسرے شخص سے اولاد پیدا کرنے کا حق ہے اور نہ ہی دوسرے شخص سے شادی کرنا مباح ہے۔

اپنے کمزور خاوند کو چھوڑ کر دوسرے طاقتور مرد کے پاس جو عورت جاتی ہے وہ اس جہان مین قابل مذمت ہے اور اس کو دو خاوند رکھنے کا بد خطاب ملتا ہے۔

خاوند کو چھوڑ کر بیوپار کرنے سے عورت اس جہان مین بدنام ہوتی ہے اور مرکر گیدڑ بنتی ہے اور سخت امراض سے عذاب پاتی ہے - من - بانی - دیہہ کو روک کر جو پتی کو کا ہی دہیان رکھتی ہے وہ بھرتا کے لوک کو حاصل کرتی ہے اور نیک مردون سے نیک سیرت کہی جاتی ہے۔

اپنے حواس کو قابو مین رکھکر عورت یہان نیک نام بنتی ہے - اور مرکر پتی لوک کو پراپت ہوتی ہے - برہمچنہ

निन्दन्तु नीतिनिपुणाः यदि वास्तु वन्तु, लक्ष्मी समा विशतु
गच्छतु वा यथेष्टम् । अद्यैवमरण मस्तु युगान्तरे वा,
न्यायात पथः प्रवि चलन्ति पदं न धीरः ॥

باب سویم - فصل دوم

عورتون کے کمالات

جب ہم مشرق خصوصاً بھارت کے شاعرانہ اور فلسفیانہ کمالات کا جنکی شعاع حال ہی میں یورپ میں پہونچنی شروع ہوئی ہے - بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہم وہاں ایسے عمیق اور گران بہا معلومات کو پاتے ہیں جنکے مقابلہ میں وہ نتائج جو مغربی دانشمندون نے ... اور تہذیب ... حاصل کر سکی ہے بالکل ہیچ معلوم ہوتے ہیں - مشرق کے فلسفہ کے سامنے ہم کو اپنا سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے ...

(نوٹ) حکمت عملی کے معتقد خواہ تعریف کریں خواہ مذمت کریں دولت حاصل ہو یا جس کے پاس چاہے چلی جاوے آج ہی موت واقع ہو خواہ یگ کے بعد ہو - انصاف کے راستہ سے بہادر نہین ہٹتے ہیں - (بھرتری ہری)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہایت اعلےٰ فلسفہ کا وطن ہا سے ہیں (از ڈاکٹر کزنز فرانس) فقط پیٹ کے گورکھ دھندے میں لوگ اپنی امولک زندگی کو ضائع کر رہے ہیں۔ کوّے کی طرح صبح سے شام تک پیٹ بھرن کی خاطر مکر وحیلہ کرنے کے سوائے اہل ہند کو اب کوئی دوسرا کام نہیں ہے مگر ہائے افسوس۔ اس پر بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ سینکڑوں برسوں سے اس دیش کا یہی حال ہو رہا ہے۔ اس کی ودیا لُٹ گئی۔ غیروں کی ودیا اس کو اختیار کرنی پڑی تھی۔ مگر ہندو دھرم اس نے ابھی تک نہیں کھویا تھا۔ وہ ابھی تک موجود تھا۔ مگر پچھلے چالیس سال سے ہماری غفلت اور لاپرواہی سے وہ بھی اب جا رہا ہے۔ بھارت کی ودیا دب گئی۔ اس کے نیک خیال مہاتما سادھو گئے۔ اس کے یوگی سنیاسی مہاپرش بھی ہم سے ناطہ توڑ گئے۔ شستر اور استر ودیا کے عالم اس کے بہادر ...... بھارتی سورما اور رن چلے بہادر مہابھارت کے میدان کے بعد دنیا سے غائب ہو گئے۔ ہر ایک بات افسانہ بن گئی۔ اُن کی عظمت اور لیاقت پر لوگوں کا اعتبار گیا۔ اس کے کمالات پر اب ایمان کون رکھتا ہے۔ بھارت کے یوگیوں کے معجزات پر آجکل کی مادی سائنس کے معتقد مذاق اڑاتے ہیں۔ بھارت کی استر ودیا کو لوگ اب مداریوں کا تماشہ خیال کرتے ہیں۔ اس کی کلا کوشل کا کسی کو پتہ ہی نہیں۔ بھارت کے مال کا ذکر تمام ممالک کے درباروں میں ہمیشہ بڑی عزت و فخر سے کیا جاتا تھا۔ یہاں کے سوداگر شاہان روما کے دربار سے بڑی حرمت و افتخار کے ساتھ بیش بہا انعام حاصل کر مراجعت کرتے تھے۔

بھارت کے علوم کی معدومی کا سب سے بڑا سبب اہل ہنود کی اپنی غفلت اور نفسانیت ہے۔ جس کے پاس جو علم تھا ساتھ لیکر مر گیا۔ مگر اسکی اشاعت کا خیال اس کے دل میں کبھی پیدا نہ ہوا۔ اسی طرح سارے اعلےٰ علوم یکے بعد دیگرے غائب ہو گئے۔ علم کے ناش ہو جانے پر دھرم کا قائم رہنا ناممکن بن جاتا ہے۔ بس .... ہندوستانی بیچارے جہالت کے مارے دھرم اور ادھرم میں امتیاز

* مہابھارت کے جنگ بعد ہندو علوم کا زوال آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اور اسلامیہ سلطنت کے [illegible] علوم [illegible] چکے تھے *

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہین کر سکتے - نیکی و بدی کی تمیز اُن کے دماغ سے بدر ہو چکی ہے - اخلاقی
جرأت کرین تو اور ہی آفت آتی ہے - مفلسوں کی آواز کوئی نہین سنتا
ہر ایک بیکس سمجھکر ہٹو ہٹو کا لفظ زبان سے نکالتا ہے - ایسی بد تر دشا مین
بھارت باسیون کو اُن کے بزرگون کے کمالات سنانا اِن کے دُکھی دلکو
اور بھی دُکھانا ہے - کہان بھیشم اور ارجن کی شجاعت اور کہان ہماری بزدلی -
کہان رام چندر کی سعادت مندی - اور کہان ہماری گناہ گاری - کہان ہریشچندر
کی وعدہ وفائی - اور کہان ہماری روزمرہ زندگی کی بد دیانتی - کہان ویدونکی فلاسفی
اور کہان ہماری ادھوگتی - چہ نسبت خاک را با عالم پاک - زمین اور آسمان کا
فرق ہے - ہمارے بزرگ جنگلون مین بیٹھکر جو کتابین تصنیف کرتے تھے - وہ
آجکل کی مادی سائنس کے متکبر عالم بڑے بڑے ہال کمروں میں جہان موجودہ
تہذیب کا ہر ایک سامان موجود - ہر ایک آرایش موجود - ہر ایک تھیار اور اوزار
موجود ہے - کبھی خیال و خواب مین نہین لا سکتے - کناد اور بادر اُئن کی دماغی
خیالات کے سامنے یورپ کا تمام فلسفہ بچون کا کھیل ہے - جان سٹوارٹ مل
کارلائل - میجی - رسکن - ایمرسن کے اعلے سے اعلے خیالات ان مہاتماون
کے سامنے طفل مکتب کی ابجد خوانی ہین - ڈارون - سپنسر کے تمام کرشمات
نقل و علم اِن رشیون کے خیالات کے سامنے ابتدائی تعلیم کے سبق ہین - اِس
جہان مین کوئی شے نہین جس کو رشیون نے نظر انداز کیا ہو - اِس کائنات مین
کوئی راز نہین جس کی تحقیقات مین انہون نے کوتاہی کی ہو - آپ خواہ مانین
خواہ انکار کرین - ایمان لائین خواہ مصنف کو یاوہ گو ٹھہرائیں مگر رشی عظمت کا
ثبوت اِن کی ہر ایک رمز سے افشا ہے - قلم مین یارا نہیں - دماغ مین اتنی
وسعت نہین کہ اِن مہاتماؤں کے کمالات کو اس چھوٹی سی کتاب مین ناظرین
کے ذہن نشین کروا دیا جاوے -

مگر جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے - مادی سائنس کو ترقی کرنے دو وہ علم و

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہند کو بڑہنے دو۔ انسان کی مخفی طاقتون کو اِس دنیا مین افشا ہونے دو۔ آزادی اور ترقی کا گیت دنیا کو گانے دو۔ آخر وہ زمانہ آئے گا جبکہ رشیون کے معجزات اہل علم کے قائل یقین ہونگے۔ تب سائنس کے عالم ہند و مہاتماؤن کے کمالات سے باخبر ہونگے اور اِن کی صداقت اور قابلیت کا دنیا مین اعلان دینگے۔ ارسطو وزیر اور اتالیق سکندر اعظم اہل ہنود کے فلسفہ کا لوہا مان گیا تہا۔ افلاطون براہمنی علوم کے ذریعہ اُن خیالات روح سے بہرہ ور ہوا تہا۔ جو آجتک اہل عرب کے نزدیک خالص قابل عزت خیال کئے جاتے ہین خصوصاً تمام فلسفہ ہندوستان کے روحانی فلسفہ کا ایک ادنی جزو تہا۔ اہل مصر ہندوون کی فوقیت کے کمالات کے ہمیشہ معترف رہے۔ اہل عرب نے اِن سے فلسفہ سیکھا اہل عرب کو ہسپانیہ کے مدرسہ جات سے یورپ کے تمام عالم ہند کے فلسفہ اور علم ہندسہ سے بہرہ ور ہوئے۔ اسی فلسفہ کی بدولت یورپ کے اندر اس زمانہ مین ایک نئی زندگی داخل ہوئی۔ جو آخر آجکل کی ترقی کا موجب بنی۔ زمانہ حال مین جرمنی کے اعلے دماغون مین اس فلسفہ کی بدولت ایک عجیب و غریب حرکت پیدا ہوئی۔ شاپن ہار جیسا عالی دماغ مقنن اور مغربی دنیا مین ایک نئے سکول فلاسفی کا موجد ہند و فلسفہ کی شاگردی کو اپنی زندگی کا فخر خیال کرتا رہا۔ بارتہ۔ ایمرسن۔ شلیگل۔ اسی چشمہ زندگی سے آب حیات پینے کی ساری عمر متلاشی رہے۔ حال مین اسی فلسفہ کی ایک چمک سوامی وویکانند چیلے شری پرم ہنس رام کرشن جی کی معرفت امریکہ مین پہونچی اور تمام مغربی علم اور فاضل دنگ رہگئے۔ اسی فلسفہ سے آج جاپان اور چین جیتا ہے۔ اسی کو مہاتما بدہ دیو نے اپنی تمام تعلیم کا مرکزی اصول ٹہہرایا اسی سے مسیح اور اوس کے دوستون نے فائدہ اٹہایا۔ اسی سے شمس تبریز۔ حافظ جیسے صوفی۔ عارف باکمال بنے۔ یہی علم سینہ بسینہ ہے۔ یہی مشرق کا تحفہ ہے۔ دنیا خواہ مانے خواہ نہ مانے۔ مگر وقت آئے گا کہ تمام متکبر دماغ۔ تمام مغرور دل اس کی قدم بوسی کرین گے اور براہمن عظمت رشی گورو کی داد دین گے۔ بہارت خستہ حال ہوا۔ رشیون کی عظمت افسانہ

☆ نوٹ۔ تمام عربی اور فارسی کی حساب کی کتابیں اہل ہنود کو علم ہندسہ کا موجد ... سکول برکن ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بن گئی۔ مگر وقت آئے گا کہ یہ عظمت دوبارہ روشن ہوگی۔ صداقت کا آفتاب نکلیگا اور تمام تاریکی کو دور کر دیگا۔

بھارت کا تاسف

بڑے بڑے کڑے وقفول ہیں جبکہ بھارت دھرم پر چاروں طرف گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی۔ اور سناتن دھرم کو سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ ہندو قوم نے ہنوز دھرم نہیں کھویا تھا۔ وقتاً فوقتاً ایسے مہاتما سادھو بھارت میں پیدا ہوتے رہے تھے جن کی صدا سے بھارت کے نجے ہوئے خون میں کبھی کبھی زندگی اور تازگی پیدا ہو جاتی تھی۔ مہابھارت اور رامائن کی کتھائیں۔ بھاگوت اور وشنو پران کی بھگتی دیوی۔ بھاگوت کے رزم نامے۔ مارکنڈے پران کے اوپدیش۔ بھارت باسیوں کی مردہ دل کو تر و تازہ کر دیتے تھے۔ ہندو علم ادب ہندو قوم کی جان و جگر تھا۔ اس کی بدولت ہم نیکے تھے۔ اور اس کی بدولت ہمارا دھرم بچا تھا۔ یوگی اپنی نیک خواہشات سے ہمیں دعائیں دیتے تھے۔ ودیاوان آپنے علم سے ہماری مایوسی اور اوداسی کو دور کرتے تھے۔ ست سنگ ہوتا تھا۔ صوفی اور عارف آپنے علوم معرفت سے دنیاداروں کو فیض یاب کرتے تھے۔ ان ہی اسباب کی بدولت سیواجی جیسے دھرم بیر گئو اور برہمن کے محافظ اس زمین میں پیدا ہوئے تھے۔ ان ہی برکتوں کی وجہ سے رانا پرتاپ سنگھ جیسے بیر اس بھومی میں نکلے تھے۔ مگر موجودہ بد اعتقادی کی خوفناک آندھی نے یہ برکتیں بھی بھارت سے گم کر دی ہیں۔ یہ تمام اولڈ فیشن کے نامبارک الفاظ سے منسوب ہوئیں۔ یوگ باطل پرستی اور وہم پرستی بن گیا۔ بھارت کی سب سے اعلے نعمت اول ہی اول مادی سائنس کی ناستک پن کی بھینٹ ہوئی۔ جہاں ہوشو اس اوڑا وہاں ریاضت کہاں قائم رہ سکتی ہے۔ موجودہ زمانے کے سادھوں اور ایکوہی صدی کے سادھوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ زمانے کے سادھو عموماً بھارت کی نحوست کے زندہ نشان ہیں۔ مگر ایک سو برس پیشتر یہ حال نہیں تھا۔ ہر ایک مٹھ کا گرو آپنے قواعد میں اس زمانہ سے بدرجہا زیادہ ہوشیار اور دانا تھا۔ ان مٹھوں سے کہیں کہیں یوگی۔ مہاتما سادھو نکلتے تھے اور دنیا کو اپنی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی صداقت اور نیک نہادی سے فیض یاب کرتے تھے۔ اِن مٹھون مین سے۔ ہری داس۔ پرم ہنس جیسے رام کرشن جی سے مہاتما نکلے تھے۔ یہ مٹھ بھارت کے زمانہ اوبار مین دھرم اور موکش کا چراغ جلتا رکھتے تھے۔ مگر اب وہ بھی سو گئے۔ ہماری موجودہ سوسائٹیان آپس مین تکرار بازی اور بحث مباحثہ کی خاطر ہزارون روپیے اور بے شمار گھنٹے ضائع کر دین مگر بھارت کی اصلی بہبودی کی جانب ایک بار بھی دھیان نہین دیتین جن مٹھون مین بھارت کی پراچین ودیا کا درس حاصل ہوتا تھا۔ جہان گندھرب ودیا جیوتش ودیا۔ یوگ ودیا۔ آیور وید کا روز سبق ملتا تھا۔ وہ مٹھ اب کہان ہین۔ اُن کے مالکون کی اب کیا حالت ہے۔ بھارت کے دار العلوم گئے اور بھارت کا بچا کھچا دھن کافور ہو گیا۔ ہماری پدارتھ ودیا کا اب چرچا کہان ہے کیا سارے بھارت مین ایک بھی مقام ہے جہان پراچین بھارت کی پدارتھ ودیا کا علم طالب علم کو سکھایا جا سکے۔ ہمارے وہ اوزار اور استاد کہان ہین جنہون نے جگن ناتھ۔ الورہ اور اجنٹا کے مندر۔ روضہ تاج محل۔ وغیرہ۔ کی خوبصورت اور عالیشان عمارتین بنائی تھیں۔ یہ تمام عمارتین ایک مردہ تہذیب کی یادگار ہین۔ ہمارے اہل وطن اپنے انمول موتی کھو بیٹھے دنیا کے کنکر اور روڑے بٹور رہے ہین یا اپنی اولاد اور اپنے دیش کی انہین کوئی سدھ نہین دنیا کی محض [illegible] کیا دین کھو اپنے دیش کی قدیمی بیش قیمت خزانون کو اپنے ہاتھون سے لٹا چکے ہین۔ سارے بھارت مین ایک بھی سوسائٹی آج تک پیدا نہین ہوئی جو بھارت کی پراچین ودیاؤن کا کھوج لگائے۔ رشیون کی استر ودیا۔ یوگ ودیا۔ شاستر ودیا۔ گندھرب ودیا پدارتھ ودیا کے پستک تلاش کرکے جمع کرے۔ ان گران بہا جواہرات کو اکٹھا کر اپنی پورانی جائداد کو اپنی اولاد کے سپرد کرے۔

بھارت کی پراچین ودیا

مغربی ممالک کے لوگ کروڑون روپیے ایسی سوسائٹیون کی حوصلہ افزائی مین صرف کر دیتے ہین اور پھر ناکامیابی پر ہرگز مایوس نہین ہوتے۔ مگر بھارت کے ریفارمرون کے دماغ مین خبر نہیں کیا خیال سمایا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر بیٹھے ہین ودیاؤن کا حصول تو در کنار ۔ عمرین باہمی تکذیب اور بندایں صرف کر ڈالتے ہین ۔ مغربی ممالک مین آج ایسے آدمی لاکھون ہین جو اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہین خواہ اون کا مالی نقصان بھی ہو جائے اگر دیش کا بھلا ہو جاوے ۔ بہت قلیل تنخواہون پر مشنری امریکہ اور اسکاٹ لینڈ سے ہندوستان ۔ چین مین جا کر ساری عمر کام کرتے ہین کیا اِن لوگون کو دولت اور عہدون کی ضرورت نہین ہے ۔ مگر اِن کو عیسائی دھرم اور قومیت سے پیار زیادہ ہے گری ہوئی قوم کی برائیون اور کمزوریون مین دلچسپی حاصل کرنا کسی نیک مرد کا کام نہین ہے ۔ اور اِس کتاب کا یہ ہرگز منشا نہین ہے کہ بھارت کی کمزوریون کی ایک فہرست تیار کیا دے ۔ مگر جو دل اپنی بری دشا کو محسوس نہین کرتا ۔ وہ اِس کا علاج بھی نہین کرسکتا ۔ مرض کے علاج سے پہلے اس کی تشخیص لازمی شرط ہے ۔ یاد رکھو کہ مریض قوم دیر تک زندہ نہین رہ سکتی ۔ اس واسطے علاج بھی سمجھ کر کرو ۔

(۲) بھارت کی قدیمی عظمت کے دو بڑے اسباب تھے ۔ ایک براہمنون کا پروپکاری جیون ۔ دوسرا عورتون کی باعصمت زندگی ۔ یہ دونون بھارت کی تمام عالیشان اور خوبصورت عمارت تہذیب کے معمار ہین ۔ جب تک بھارت کے براہمن ودیا دان اور پروپکاری رہے اور بھارت کی عورتین پاکیزگی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتی رہین تمام فرمار وائے دنیا بھارت کی قدمبوسی کرتے رہے ۔ جب براہمنون کی دشا مین فتور اور عورتون کی حالت مین جہالت اور تاریکی کو دخل ہوا اس ملک کا ستارہ نحوست مین آیا ۔ براہمن ملک کا دماغ تھے کھشتری اُسکے بازو تھے ۔ ویش سوسائٹی کے مرکزی ستون تھے ۔ شودر اس کے بنیادی پتھر تھے ۔ سوسائٹی کو ہر ایک کی یکسان ضرورت تھی ۔ دھارمک سوسائٹی مین بڑائی اور چھوٹائی کا سوال نہین ہوا کرتا ۔ سوسائٹی مین ہر ایک ممبر قابل عزت ہے البتہ خدمات کی علیحدگی ضرور ہے ۔ تاکہ سوسائٹی کا کام خوش اسلوبی اور ضابطگی سے چلتا رہے ۔ جس سوسائٹی کا مرکزی اصول پروپکار اور ذاتی خود انکاری ہو ۔ جو سب سے بڑھکر خود انکاری کر سکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی سب سے بڑھ کر قابل تحسین و آفرین ہے - ہندو سوسائٹی مین ہر ایک ممبر اس شرط پر داخل ہوتا تھا کہ وہ اپنی زندگی اپنے دیش اور سوسائٹی کی خاطر وقف کر دے ہندو شاستر پیدائیش سے ہی انسان کو اس خدمت کی خاطر پیدا شدہ خیال کرتے ہین جون جون خود انکاری کا مادہ انسان مین بڑھتا جاتا تھا قدرت خود اس کو اعلےٰ منازل مین جگہہ دیتی جاتی تھی۔ شودر سے ویش اور ویش سے چھتری۔ چھتری سے براہمن یہ سب رتبے قدرت خود عطا کرتی تھی۔ جیسے آجکل کے سائنس دان اس قدرت سے ہر ایک قسم کی عجیب و غریب کام لے رہے ہین۔ ویسے ہی ہندو رشی اس قدرت سے انسان کی حسب خواہش پیدائیش کا کام لیتے تھے۔ مگر روحانی تہذیب کے معراج آجکل کے مادی علوم کے معتقدوں کی سمجھ مین ویسے ہی نہین آسکتے۔ جیسے کہ تبت کے کسی جنگل کا باشندہ جس نے ریل تار کا نام تک بھی نہیں سنا ہے مغربی طاقت برقی یا سٹیم انجن کے کمالات کو یاوہ گوئی خیال کرتا ہے۔ ہندو سوسائٹی پر پکار کے خط سے محیط تھی خود غرض کو یہاں کوئی پناہ نہیں تھی۔ شودر خدمت جبراً نہیں کرتا تھا۔ ویش دان جبراً نہیں دیتا تھا۔ کھشتری دھرم پر بلی دان جبراً نہیں ہوتا تھا۔ برہمن ودیا دان جبراً نہیں دیتا تھا۔ یہ سب فرائض ہر ایک محبت اور تن دہی سے ادا کرتا تھا۔ رشی کسی پر جبر نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کر سکتے تھے ہر ایک اپنے فرض کو عبادت سمجھتا تھا۔ ہر ایک اپنے منصب کی ادائیگی کو راحت دارین خیال کرتا تھا۔ البتہ جتنی ریاضت کوئی ان فرائض کی ادائیگی مین ظاہر کرتا تھا سوسائٹی اس کی داد دیتی تھی - ہر ایک ممبر قابل عزت تھا مگر سب سے بڑھکر قابل عزت وہ شخص تھا جو سب سے بڑھ کر خود انکاری ظاہر کرے۔ شودر خدمت کرتے تھے مگر اپنا عوضانہ بھی حاصل کرتے تھے۔ ویش دان دیتے تھے مگر روپیہ پیدا کرنے کے سامانات بھی ان کو پورے طور پر حاصل تھے کشتری دھرم پر بھی دان ہوتا تھا مگر راجیہ بھی اس کی وراثت تھا۔ براہمن کی ساری عمر ہی خود انکاری مین گذرتی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کے واسطے نہ تو کوئی عوضانہ خدمت تہا۔ نہ دہن کے پیدا کرنے کے سامانات تھے
نہ راج پاٹ مین کوئی حصہ دار تھے۔ ان کی خدمات کے واسطے کوئی صلہ
اس دنیا مین موجود نہین تہا۔ تو پھر ان سے بڑہکر خودانکاری کون کرتا تہا۔ نہ کوئی
بھوگ ان کو حاصل تہا۔ نہ کوئی سامان عیش و عشرت تہا۔ نہ کوئی دولت ان کے
پاس تھی۔ نہ کوئی صلہ خدمت تہا۔ البتہ عزت و حرمت تھی۔ گو اس کے وہ پورے
مستحق تھے لیکن براہمن کبھی عزت و حرمت کی پرواہ نہین کرتے تھے۔ دنیا دار
ان کی عزت اپنی خاطر کرتے تھے۔ نہ کہ ان کی خاطر۔

ان کی عزت مین ساری سوسائٹی کی عزت تھی۔ ان کی بزرگی مین سب کی بزرگی تھی

ہندو سوسائٹی کے مدارج

راجہ لوگ ہاتھ باندہے دروازون پر کھڑے رہا کرتے
تھے کہ کب مہاتما درشن دیوین اور کرتارتھ کرین۔ مگر یہ کیا مہاتما کی خاطر یا کہ راجہ
اپنی خاطر کرتے تھے۔ برہمن آجکل کے مدبرون کی طرح عرائض اور درخواستین
لیکر راجاؤن کے دربارون مین نہین جاتے تھے کہ ان کی فلان ضرورت پوری
کیجائے۔ بلکہ راجے مہاراجے خود ان کی ضروریات زندگی سے سینکڑون گنا سامان
ساتھ لے ان کے دروازون پر موجود کھڑے رہتے تھے۔ راجے مہاراجے
اس امر کو فخر سمجھتے تھے کہ فلان رشی نے ان کی خدمت قبول کی۔ مگر یاین ہمہ
رشی اول درجہ کے قانع تھے۔ وہ ان سب سامانات کو دیکھ انکی مناسب تقسیم کی اجازت
دیتے تھے۔ اور اپنی خودانکاری کا مکمل ثبوت دیتے تھے۔ تمام علوم و فنون
ان براہمنون کی بدولت دنیا مین زندہ تھے جب اس بھارت سے ان کی قدر
و منزلت گئی بھارت کی تمام ودیائین رخصت ہوئین اس زمانہ ادبار مین اگر بھارت
کا دہرم اور علم دوبارہ زندہ ہونے کی امید رکھتا ہے تو ان براہمنون کی بدولت
ہے۔ اگرچہ یہ بھی بہت گرے ہوئے ہین مگر دوسرے گرے ہوئے قومون سے
ابھی اچھی حالت مین ہین۔ انہین سے ہی ہے کہ پرلے درجہ کی خودانکاری اس زمانہ مین
بھی کہین کہین نظر آتی ہے۔ اور سوامی دیانند۔ رام موہن رائے۔ پرم ہنس رام کرشن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رام تیرتھ جیسے جان باز کبھی کبھا نکل آتے ہین - یہ قدرت انسان کی اس وقت تک تابع رہتی ہے جب تک وہ اس کے قوانین کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے قدرتی اصول سے ایک بار انحراف کرو اور پھر یہی ہمارے دشمن بنکر ہمین سزا دینے کی جانب راغب ہوتی ہے - جب تک ہماری سوسائیٹی پر لیکار کے خط سے محیط تھی ہمارا ایک کام عین خوش اسلوبی سے طے ہوتا تھا - قدرت انسان کے حسب منشا اور حسب خیالات کام کرتی تھی - جون جون انسان کے دل مین پرکار کا مادہ بڑھتا جاتا تھا - قدرت اس کو اعلےٰ منازل ہستی میں لاکر کھڑا کرتی تھی - شودر جسمانی قربانی سے ویش کا جنم حاصل کرتا تھا ویش دھن اور دولت کی قربانی سے کھشتری کا جنم پاتا تھا - کھشتری کو اپنے جسم کی قربانی سے براہمن کا قالب ملتا تھا - براہمن ہر ایک قسم کی خود انکاری سے موکش حاصل کرتا تھا - یہ سب ذاتیں بھارت کی عظمت کا باعث نہین - سوسائٹی کو کوئی شخص اپنے قانون سے نہین بناتا ہے - کوئی قانونی کونسل سوسائٹی کی ترتیب نہین کرتی ہے کہ فلان فلان کو فلان فلان ذات مین داخل کردیا جاوے - سوسائٹی خود بخود بڑھتی ہے - یہ اپنی ترتیب خود کرتی ہے - مقنن اس کے ترقی و تنزل کی رفتار کو اپنے معلومات کا مصدر قرار دیتے ہین - اس کی بہبودی اور بربادی سے قوانین اخذ کرتے ہین - منو ہندوستان کا سوشیل مقنن ہے - مگر منو ذات پات کو بناتا نہین ہے - بعض مورخ اصول سے بیخبر منو کو موجد قوانین ذات پات قرار دیتے ہین - منو قوانین ذات پات کی وضاحت کرتا ہے - اس کی خوش اسلوبی اور عمدگی کو بیان کرتا ہے - وہ اس کا موجد نہین ہے - ذات پات بھارت مین منو سے بہت دیر پہلے موجود تھی - منو واضع قوانین تھا -

(۲) اب اس تمام عالیشان سوسائٹی اور خوبصورت تہذیب کا محافظ کون تھا کون اس کے مدارج کو انسانی زندگی مین داخل کرتا تھا - کون اس کے روزمرہ برتاؤ اور استعمال کا ذمہ دار تھا - کون اس کی بھگتی پیدائش سے ہی بچہ کے اندر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

داخل کرتا تہا۔ راجے اور حاکم بیرونی معاملات کے نگاہ بان تھے۔ براہمن طالبعلم بننے پر ودیا سکھلاتے تھے۔ اگر گھر کی چار دیواری مین جہان تمام اصلی علم اور اصلی مادہ عقل وفہم انسان کے اندر داخل ہوتا ہے۔ بچہ کی خبرگیری کون کرتا تہا۔ ان تمام سوالات کے جواب مین ہم بہارت کی عورتون کی عظمت پیش کرتے ہین۔ یہ انہین کی بدولت تہا کہ یہ تمام تہذیب اپنے روحانی کمالات مین اس قدر بلندی کو حاصل کرسکی۔ بہارت سے بہارت کی عورتون کو الگ کردو باقی تمام اونچے مکان کے کہنڈرات رہجاتے ہین۔ عمارت تمام چکنا چور ہوجاتی ہے۔ ان عورتوں نے ہی بادرائن۔ شنک۔ دیو۔ کنادو۔ کا تائن۔ بہیشم جیسے عارف باکمال پیدا کئے۔ ان کی بدولت رشی جیون نشو ونما حاصل کرسکا۔ ان کی باعصمت زندگی سے بہارت کا دہن اور دہرم قائم رہا۔ انہون نے ہی بہارت کے زمانہ ادبار مین اپنا جسم آگ کی نذر کر بہارت کی عصمت کی رکہشا کی۔ غرض کہ یہ تمام باغ انہی کے ہاتہہ سے لگایا گیا تہا۔ یہی بہارت کی تہذیب کی باغبان تہین۔ رشی اسی وجہ سے عورت کی اس قدر عزت وحرمت کرتے تھے۔ پاکیزہ عورت انسانی زندگی مین آب حیات ہے۔ ہندو علم ادب مین کوئی مذہبی کتاب نکالو۔ اس مین عورت کی عزت وحرمت کے بارہ مین باربار تاکیدین موجود ہونگی۔ کیون بہارت مین سیتا دروپدی جیسی جانباز عورتین پیدا ہوسکین۔ کیون بہارت مین گارگی میتری جیسی فلسفہ دان استریان پیدا ہوئین۔ کیون بہارت مین سے لیلاوتی۔ ودیاوتی جیسی باکمال عالم وفاضل عورتین ظاہر ہوئین۔ کیون یہان ہر ایک فلسفہ۔ ہر ایک علم پر عورت کی بزرگی کی مہر ثبت ہے۔ اس کے دست مبارک نے ہر ایک چیز کو عین ضابطہ سے دہرا ہے۔ یہ تمام تجربات اس امر کی خاص اور عام شہادت دیتے ہین کہ ہندو سوسائٹی مین عورتون کی ہمیشہ خاص عزت رہی ہے۔ سیتا کی عصمت اور جانبازی کو دیکہو۔ انوسویا کی دانشمندی اور نیک بختی کو ملاحظہ کرو۔ مندالسا کی لیاقت اور قابلیت پر نگاہ ڈالو۔ مندودری کی حکمت علمی اور ملکی مدبری کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

والبو۔ گارگی۔ اور میتریی کے فلسفہ دانی سے افلاطون۔ سپنسر۔ ایمرسن کی نہایت باریک خیالات کا مقابلہ کرو۔

بھارت کی عورتین

بھارت کی عورتین میدان لیاقت اور امتحان قابلیت مین تمام دنیا کو چلینج دیتی ہین۔ وفاداری اُن پر ختم ہے۔ ہریشچندر کی تمام قربانیون مین اسکی عورت کیسی وفاداری سے اس کا ساتھ دیتی ہے۔ اپنے خاوند کا قرضہ ادا کرنے کی خاطر اپنے آپ کو داسی بنانا منظور کرتی ہے۔ آپنے والدین کا راج پاٹ چھوڑ خاوند کی خدمت کی خاطر تمام اقسام کی آفتین سہتی ہے۔ راجہ نل کی استری دمینتی کی قربانیون کو ملاحظہ کریں۔ راجہ کے ساتھ جنگل مین بن باس منظور کرتی ہے۔ جنگل کی تمام مصیبتین جھیلنا اپنی خوش قسمتی مین شمار کرتی ہے ازان بعد راجہ کے اس کو اکیلے چھوڑ جانے پر سخت مایوسی سے اکیلی اپنے والدین کے گھر کا راستہ لیتی ہے۔ وہان بھی راجہ نل کے دوبارہ بلوانےکی تدبیر نکالتی ہے علم و دانشمندی۔ ودیا اور دہرم مین بھارت کی استریان اپنی نظیر آپ ہین۔ مہارانی لیلاوتی مصنف مشہور کتاب لیلاوتی۔ علم ریاضی مین اعلیٰ باکمال عورت تھی۔ اس کی لیاقت کی طفیل بھارت مین علم سنسکرت کو دوبارہ فروغ ہوا۔ راجہ بھوج کے وقت مین سنسکرت شاعری اور علم ریاضی مین گنت ودیا کو اس کی بابرکت ذات سے جو عروج حاصل ہوا۔ وہ آج تک یادگار زمانہ ہے۔ ہندوؤن کی اعلےٰ ترقی کے زمانہ مین جو کچھ ان روشن ضمیر عورتون سے بن پڑا وہ آجکل کے بڑے بڑے عالمون سے ظہور مین آنا محال ہے۔ لپامدرا جسنے رگ وید منڈل اول انوواک اٹھارہ کی سنسکرت زبان مین ویاکھیا کی ہے اپلا جسنے رگ وید منڈل آٹھ انوواک اول کی ویاکھیا کی ہے۔

سلبھا جسنے ادہیاتم ودیا کا پرچار تمام بھارت ورش مین کیا (ملاحظہ ہو مہابھارت) دیوہوتی کے نام نامی سے بھارت کے تمام عالم و فاضل واقف ہین اس مبارک ذات سے کپل دیو جیسے عالم فلسفہ دان کا صدور ہوا۔ کوشیلا جس نے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیتی شاستر رچا - سومترا جیسے دہرم نیتی بنائی - لکشمی دیوی جسنے متاکشرا کی تشریح طیار کی - ودیا دہری جسنے شنکراچاریہ جیسے مشہور و معروف عالم کو ایک ہار نیچا دکھلا دیا - ودیوتما زوجہ کالیداس مشہور ملک الشعرا ہندوستان یہ اس عالم و فاضل عورت کی بدولت تہا کہ کالیداس ایسا نامور شاعر بنا - روایت بیان کرتی ہے کہ کالیداس بڑا مورکھ ان پڑہ تہا - ودیوتما بڑے بڑے ودیا دان پنڈتوں کو امتحان لیاقت مین ہرا دیا تہا - آخر جب اس کی شادی کالیداس سے ہو گئی تو اس نے اپنے مورکھ خاوند کو عالم بنانے کا قصد کیا اور اس مین جسقدر کامیاب ہوئی - کالیداس کی شہرت سے بخوبی عیان ہے ہندالسا کی ریم و دیا سے تمام ودیا دان پنڈت واقف ہین - اس گیانی استری نے اپنے پتروں کو پیدائش سے ہی ایسا گیان سکہلایا کہ اس کی برکت سے تمام لڑکے گیان وان مہاتما بن گئے - غرضکہ ایک کیا انیک نام ہین جنکی ایک بڑی فہرست طیار ہو سکتی ہے - یہ تمام بہارت کی قدیمی علمی ترقی اور لیاقت کی داد دیتے ہین - نہ صرف علوم مین بلکہ تمام معاملات دنیا مین بہارت کی عورتون کو بڑی دسترس حاصل تھی - ان کی صلاح سے راجے راج کرتے تھے - ان کے مشورہ سے گرہستی گرہست کے تمام کام کرتے تھے - ہر ایک معاملہ کی ان کو خبر تھی - ہر ایک راز سے وہ آگاہ تہین - تعلیم عورت کے واسطے ویسی ہی ضروری تھی جیسے کریتی سیو لازمی شرط تھی -

(۴) بہارت مین یہ سب کچہ تہا مگر ایک بات ایسی تھی جو ان سب برکتون کو دوبالا کرتی تھی - چال چلن علم کا زیور ہے جہاں آچرن ٹھیک نہین وہان تمام ودیا بے فائدہ ہے بلکہ عالم کو آلہ شیطانیت بناتی ہے - عالم بے عمل ایک ایسے خشک درخت کی مانند ہے جس کا نہ کوئی سایہ ہے اور نہ کوئی پہل ہے اور نہ ہی لکڑی سوائے جلانے کے کسی کار آمد ہے - بہارت کی عورتین عالم تہین فاضل تہین - مگر سب سے بڑہکر پتی برتا تہین - یہ پتی برت دہرم آفت اور مصیبت کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمانے مین جو کمالات دکھلاتا ہے اُس کو کوئی قلم تحریر نہین کر سکتی ہے۔ یہ احاطہ امکان سے باہر ہے کہ دنیا مین کوئی قوم اِن کو دوبارہ نمونہ روشن مین دکھلا سکے۔ اِن ہی برتا استریون کا نام بھارت کے اجڑے ویرانہ مین بھی کنندہ موجود ہے۔ وہ اپنا جسم اِس کی پاک دھنی کی حفاظت مین آگ کی نظر کر گئین جب تک سورج و چاند رہیگا لوگ ان کے واقعات پڑھکر مردہ سے زندہ ہونگے۔

اِن کی تمام زندگی خود انکاری کی زندگی تھی۔ پتی خواہ کس حال مین ہو وہ اس کا ساتھ دیتی تھین۔ ان کے اندر سے نفسانیت کا تمام ..... خیال بدر ہو چکا تھا۔ جس چیز سے پتی سکھی ہو وہ ہی ان کا سکھ تھا۔ پتی کے عیوب وہ بڑی بردباری اور الفت سے برداشت کرتی تھین۔ ہمیشہ محبت سے گفتگو کرتی۔ ہمیشہ ہمدردی دل سے کام کرتی تھین۔ خانہ داری کے تمام فرائض کو محض فرض سمجھکر ادا کرتی تھین۔ دوسرے آدمیون کو بھائی یا باپ کے بجائے خیال کر اپنے افلاس کو دوسرون کی دولت سے ہزار درجہ بہتر خیال کرتی تھین۔ قناعت سے تونگر۔ محبت سے شاکر۔ محنت سے صابر۔ خاوند کی رضا پر اِن کی خوشنودی کا انحصار تھا۔ اِن تمام خدمات کے صلہ مین خواہ خاوند کی جانب سے محبت ملے یا نفرت حاصل ہو وہ پرواہ نہین کرتی تھین۔ پتی کو معبود سمجھ اِس کے ہی دھیان مین جان دینا بھی مباح سمجھتی تھین۔ دھن جائے۔ اولاد جائے۔ مگر ننگ و ناموس نہ جائے۔ یہی اُن کا دہرم تھا۔ بڑے بڑے کڑے وقتون مین جب تمام رشتہ دار دوست آشنا جواب دیدیتے ہین یہ عورتین آخری دم تک ساتھ نباہتی تھین۔ تمام دکھون مین خاوند کے ساتھ رہتی تھین جو کچھ خاوند ایمانداری سے کما لائے وہ ہی اِن کا دھن تھا۔ جو کچھ وہ ہاتھ سے کھانے کو دے وہی اِن کی غذا تھی۔ اِن کا تمام جسم و دل پتی کی خدمت مین حاضر تھا۔ یہ خدمت گذاری کا معراج تھا جو بھارت کی عورتون کا عام شیوہ زندگی تھا اِس کو خاوند پرستی کہین یا سداچار کہین۔ دنیا پرستی کہین یا دین داری کہین مگر خاوند اور عورت کا تعلق قدیمی بھارت مین عشق مجازی سے عشق حقیقی مین تبدیل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوچکا تھا۔ شخصیت جس کے مغربی لوگ مشتاق ہیں۔
بے مہار زندگی جس کے موجودہ آزادی پسند لوگ اس قدر شائق ہیں

خدمت گذاری کا معراج

خودرائی جس کی آجکل کی عورتیں خاص مداح ہیں۔ بھارت کی پتی برتا عورتوں کے دل و دماغ سے کوسوں دور تھی۔ اپنی خواہش کو وہ خاوند کی نذر کر چکی تھیں۔ دل سے دل۔ روح سے روح ملا چکی تھیں۔ اس واسطے علیحدگی محال تھی۔ زندگی اور موت میں پتی کا ساتھ لازمی شرط تھا لوک پرلوک میں۔ دنیا اور آخرت میں دونوں کی قرابت امر مسلمہ تھا۔ پتی کی موت پر سنسار اندھیرا تھا۔ اس کی تمام برکتیں۔ اس کی تمام نعمتیں دوزخ سے بدتر تھیں تمام سامان عیش و عشرت تمام لوازمات عافیت موت سے بدتر تھے۔ پتی کے بعد جیون محال تھا۔ دن رات اسی کا دھیان تھا۔ موت کا خوف ان کے بے باک دل سے دور ہوچکا تھا۔ وہ خوشی خوشی چتا پر چڑھتی تھیں۔ دنیا کی تمام دولت یا لیاقت ان کے طاقتور دل کو ذرا بھی اپنے مضبوط ارادہ سے ہلا نہیں سکتی تھی۔ چتا کی خوفناک آگ جوں جوں جسم میں سرایت کرتی تھی اپنے محبوب کے نزدیک جانے کا خیال ان کی طبیعت کو فرحت بخشتا تھا۔ معراج عبادت نے عجب طاقت دی۔ جسم جل کر راکھ ہو جاتا تھا۔ رشتہ دار واپس گھر کی طرف مراجعت کرتے تھے۔ مگر ستی کا مضبوط ارادہ ہر ایک کے دل میں دھرم کی مضبوطی کو ایسا قائم کر دیتا تھا کہ پھر کوئی تلوار۔ حرص یا لالچ اسکو ذرا بھی کمزور نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ اس مبارک پاک راکھ کو سر پر دھرتے تھے۔ نیک نہاد عورتیں ہندوستان میں آجتک ان مقامات کی عبادت کرنا اپنے دھرم کا ایک جز خیال کرتی ہیں۔ زمانہ بدل گیا ساری بات افسانہ بن گئی۔ عورتیں اور مرد ان حکایات کو پڑھ کر اپنے دیش کی گذشتہ جانبازی اور قربانی کو کبھی کبھی یاد کرتے ہیں مگر یاد رکھو۔ اگر اس دنیا میں آجتک کبھی دنیا کو معراج انسانی زندگی میں حیرت دیتے ہیں تو یہ بھارت کا ہی دیش ہے۔ اور یہ ان نیک نہاد پاک عورتوں کی بدولت ہے کہ آجتک اس دھرم میں باوجود بھاری اسقدر تباہی کے جان باقی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) دہرم خدائی قانون ہے۔ اپنے محافظ کو یہ بچاتا ہے۔ اپنے دشمن کو یہ گراتا ہے۔ اس کے دوست بنو۔ سب اقسام کی برکتیں تمہاری قدم بوسی کرتی ہیں۔ اس کی عداوت میں قدم رکھو۔ زندگی بھر عذاب اور آفت لازم آتی ہے۔ نہ یہ کسی کا طرفدار ہے نہ کسی کا خاص خیر خواہ ہے۔ جو اس کا بنے اس کا یہ بھی بنتا ہے۔ دنیا میں اس کو کسی سے پیار نہیں اور نہ ہی کسی سے خاص عداوت ہے جو اس سے پیار کرتے ہیں اُن کے بچاؤ کی خاطر یہ بھی ہر دم طیار رہتا ہے جو اس کے مخالف بنتے ہیں اُن کی عذاب کے واسطے یہ بھی مسلح ہوتا ہے۔ اس کے سامان حفاظت اور غارت بھی نرالے ہیں ظاہرہ طور پر تو کسی کو نظر آتے نہیں ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ اس کا دوست ضرور فنا ہوگا۔ برباد ہوگا۔ رسوا ہوگا۔ مگر آناً فاناً دہرم چپ چاپ طریق سے اپنے دوست کی حفاظت کیواسطے ایسے سامان کر دیتا ہے کوئی اس کی موجودگی کو پہچان نہیں سکتا۔ جب آتا ہے تو پورا مسلح ہو کر آتا ہے اس کے ہتھیار بھی عجیب ہیں۔ یہ دنیا کے دوستوں کی طرح اپنے مطلب براری کی خاطر کام نہیں کرتا ہے۔ اس کی غرض اپنا بچاؤ اور دوست کا بچاؤ نہیں ہے۔ یہ تمام قدرت کی تمام طاقت سے مسلح ہو کر آتا ہے۔ آگ اس کو جلا نہیں سکتی۔ پانی اس کو ڈوبا نہیں سکتا۔ ہوا اس کو اڑا نہیں سکتی۔ تلوار اس کو کاٹ نہیں سکتی۔ کوئی شے اس کو نابود نہیں کر سکتی۔ اپنے دوست کی حفاظت ہی اس کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ اپنے دشمنوں کو گرانا بھی اس کا ہمیشہ مدعا ہوا کرتا ہے۔ جب یہ طیار ہو کر آتا ہے تو تمام زمین و آسمان کی طاقتوں میں ہل چل مچتی ہے۔ زمین کانپتی ہے۔ ہوا لرزاں ہوتی ہے۔ پانی اپنی حدود بندی سے دور بھاگتا ہے۔ غرضیکہ قدرت کی تمام آفتیں انسانی گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ ہر ایک انسان کی موت کے بعد اسکے اعمال کا نقشہ دہرم راج کے سامنے پیش ہوتا ہے وہ اپنے دوست کو امان بخشتا ہے۔ اس کی نیک نہادی کا اجر دیتا ہے

دہرم کیا طاقت ہو | اب اپنے دشمنوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اُن کو ...

* قانون کرم کے مطابق جب کسی فعل بد کی سزا ملنے یا نیکی کے اجر کا موقعہ آتا ہے [illegible] دیتی نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتا ہے۔ پاپیو۔ گناہ گارو۔ اپنے پاؤن پر آپ کلہاڑی کیون مارتے ہو۔ وہ
تمام بیہودہ اشیا جن کے خیر پر میرے اٹل قانون کو توڑ رہے تھے
اب تم سے علیحدہ ہوئیں۔ گناہ گار خوف اور دہشت سے لرزان ہوتے ہیں
دھرم انکے پاپون کو زندہ شکل میں ان کے دل کے روبرو پیش کرتا ہے۔ اندرونی
فوٹو دکھلاتا ہے۔ وہ مارے خوف کے بھاگتے ہیں۔ دھرم اب سزا کی جانب
رجوع کرتا ہے۔ یم راج کے قاصد گناہ گار کو اس کے افعال اور اعمال کے مطابق دوزخ
کے نظاروں کی سیر کرواتے ہیں۔ ہر ایک کو اس کے سنسکاروں کے مطابق قدرت
مختلف منازل میں سے لیے پھرتی ہے۔ جہاں گناہ گار انکے سیہ کاریوں کے سامان سے محروم
اپنی بد عادات کا حقیقی انجام دیکھتا ہے۔ پاپی مر جاتا ہے۔ اپنا نمونہ زندگی اور موت پیچھے
چھوڑ جاتا ہے۔ لوگ دونوں کو دیکھتے ہیں مگر دنیا کا جال ایسا زور آور ہے کہ پھر باز نہیں
آتے۔ دنیا میں ایسے شہوت پرست و نفس پرور شخص ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جنہوں نے
پاکیزہ عورتوں کی عصمت بگاڑنے پر کمر باندھی ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ پتی برتا
عورت کا جسم آتش خیز پہاڑ ہے جو جس وقت پھٹتا ہے اپنے لاوے سے تمام قرب و جوار
شہر۔ گاؤں۔ جاندار یا بے جان اشیا کو تباہ کر ڈالتا ہے۔ یہ آتش خیز اگرچہ ظاہری
صورت میں بند نظر آتا ہے۔ مگر جب اسکے ساتھ کوئی غیرت کا عنصر ٹکر کھاتا ہے فوراً
غضب میں آتا ہے۔ اور جب یہ شعلہ زن ہوتا ہے۔ تو سب طرف مکمل غارت گری کی
آفت برساتا ہے۔ یہ آتش خیز دنیا میں کئی بار پھٹ چکا ہے۔ اور دنیا کی تاریخ کو کئی بار
پلٹ چکا ہے۔ راون کی عالیشان طاقت راکشش قوم کا تمام اقبال و حشمت لنکا کی تمام دولت
اس آتش خیز کے لاوا کی نذر ہوئی۔ کوروں کا تمام کروفر۔ دریودھن کی تمام سلطنت
دھرت راشٹر کی تمام طاقت۔ مہابھارت کی تمام برکات اس کے طوفان کے بھینٹ
ہوئی علاؤالدین خلجی کی تمام شجاعت۔ خاندان خلجی کی تمام حکمت اسی کی آتش کے
نذر ہوئی نہ راون رہا نہ اس کا تکبر و غرور رہا۔ نہ کورو رہے دریودھن نہ اسکے دوست آشنا رہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ علاؤالدین خلجی رہا - اور نہ اس کا خاندان رہا۔ مگر بھارت کی پاکیزہ عصمت عورتیں جنکی بددعائیں ان کی بربادی کا موجب ہوئی آج تک تاریخ دنیا میں سورج اور چاند کی طرح اپنی خوبصورتی اور نیک نہادی کو بھارت کے آسمان پر روشن کر رہی ہیں

(۱) اخلاق ایک کرامت ہے - یہی سب سے اعلےٰ کرامت اس دنیا میں ہے سب چیزوں کی یہ جڑ ہے سب طاقتوں کا یہ مخزن ہے - جسکے پاس یہ دولت ہے - وہ دنیا میں کسی دوسری دولت کا محتاج نہیں - جس کے پاس یہ نعمت نہیں ہے اسکے پاس اگر دنیا کی تمام دولت حکومت اور طاقت ہے - تو ہیچ ہے - آدمی کی حیثیت کا اصلی اور اعلےٰ معیار اسکا اخلاق ہے نہ کہ اسکی بیرونی دولت یا طاقت ہے - وہ سخت غلطی کرتے ہیں جو آدمی کی حیثیت کو اس کی دولت سے ماپتے ہیں - یہ مادی تہذیب کا گھمنڈ ہے جسکا نتیجہ دنیا میں ہر طرف عذاب ہے مادی سائنس اسوقت تک اس قدرت کی بیرونی طاقتوں کی تحقیقات میں مصروف اسکی اندرونی نعمتوں سے بالکل بے خبر ہے -

دنیا کے اندر اس اندرونی طاقت کا انکشاف شاذونادر اپنا کچھ حقیقی جلوہ دکھاتا ہے جب ان جہاں میں مسیح اور بدھ جیسے عارفان باکمال اس اندرونی جلوہ کو ظاہر دکھلانیکا اعلان دیتے ہیں - گورو نانک دیو مہاپربھو جیسے مہاپرش کبھی کبھی اس جہان میں اخلاقی طاقتوں کا معجزہ دکھلانے کی منادی کرتے ہیں - اور دنیاداروں کو اخلاق کی پوشیدہ طاقتوں سے باخبر کرتے ہیں - مگر چونکہ یہ جلوہ شاذونادر ظہور میں آتا ہے دنیادار اسکی خوبصورتی سے انکار کرتے ہیں - اور عالم مدہوشی میں اسکے اعلےٰ قوانین کو توڑتے ہیں - کاش کہ اس دنیا میں مسیح اور بدھ جیسے مہاتما ہر ایک زمانہ میں اپنا ظہور دکھلاتے تا کہ دنیادار اخلاق کی کرامت سے واقف رہتے - چونکہ ایسے باکمال مہاتما ہر ایک زمانہ میں کھلم کھلا اعلان اخلاقی کرامات کا دینے والے پیدا نہیں ہوتے - اسواسطے اہل دنیا کا ایمان اخلاقی کرامت میں قائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے - مگر تاہم صداقت ہمیشہ صداقت ہے - جو مسیح یا بدھ کر سکا ہے وہ ہر ایک شخص اس اخلاقی منزل پر پہونچکر کر سکتا ہے - یاد رکھو کہ یہ تمام قدرت ایک مہاپرش کے سات فرمانبردار بنتی ہے اور اپنی تمام نعمتوں کو خود بخود حاضر خدمت کرتی ہے - اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

واسطے اخلاق کی ترقی ہی تہذیب کا اصلی مقصد ہے۔ اور اخلاق کے تنزل پر تمام دولت اور حشمت بیکار ٹھہرتی ہے۔ جس زمانہ میں اخلاق بڑھتا ہے۔ اسکو ترقی کا زمانہ شمار کریں اور جب اخلاق بگڑ جاتا ہے اسکو زمانہ تنزل خیال کریں۔ آدمی عجیب کمالات کا مخزن ہے۔ سب طاقتیں اسکے اندر نہاں موجود ہیں۔ اگر آدمی کہیں اپنی طاقتوں سے باخبر ہوتا تو ہرگز گنہ پاپ کے نزدیک نہ جاتا۔ مغرب میں آدمی کی چند بیرونی طاقتوں کا انکشاف ہوا ہے اور تمام دنیا مادی ترقی کے کرشمات دیکھکر حیران و ششدر ہو رہی ہے۔ ایک دفعہ انسان کی اندرونی طاقتوں کا انکشاف ہونے دو۔ دنیا دار خود بخود ہندو رشیوں کے کمالات کے معتقد بنتے ہیں۔ صداقت میں جو طاقت ہے۔ دنیا میں کسی چیز میں نہیں ہے۔ ایک دفعہ آپ سچ بولنے کی پرتگیا کر لیویں اور خواہ جان کیوں نہ معرض خطر میں پڑ جائے لیکن جھوٹ بولنے کا نام نہ لیویں۔ نہایت کڑے وقتوں میں بھی ثابت قدم رہیں۔ قدرت کے ہر ایک قسم کے امتحان میں مستقل مزاج رہیں۔ خواہ کسی قسم کا لالچ یا خوف دلایا جاوے۔ لیکن ہمت نہ ہاریں پھر دیکھیں نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہر ایک قسم کی عافیت و حشمت۔ طاقت و اقبال خود بخود ہمرکاب ہوتا ہے۔ تمام طاقتیں اس کائنات کی خود بخود آپ کے حکم کی تعمیل کرتی ہیں۔ ہم ہندو شاستروں میں تپ کی طاقت کا ذکر بارہا مطالعہ کرتے ہیں۔ ہندو رشی اس تپ کی بدولت ہر ایک قسم کا کمال حاصل کرتے تھے۔ راجہ لوگ اس تپ کی بدولت ہر ایک قسم کا اقبال پاتے تھے۔ تپ ناممکن کو ممکن بناتا تھا۔ ہر ایک مشکل کو آسان بناتا تھا یہ بھارت کی تمام تکالیف کا مشکل کشا تھا۔ بھارت میں تپوبن ہر ایک علاقہ میں موجود تھے۔ ناظرین فدا چاہیں کہ یہ تپ کیا تھا اور اس کی اسقدر تعریفیں بار بار شاستروں اور پورانوں میں کیوں مندرج ہیں۔ بھارت کی تمام ترقی کا راز یہی تپ تھا اسکا مفصل ذکر اور اسکے تمام پہلوؤں پر وچار تو یہاں مشکل ہے مگر ہم اسقدر ذکر کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ تپ اخلاقی تکمیل ہے۔ اخلاقی جلوہ ہے مجسم نیکی و پرہیزگاری ہے اخلاقی فرائض کی صادق ادائیگی ہے دھرم کی نشکام سیوا ہے نہ کسی کو ستائیں اور نہ آزار دینے کا خیال دل میں پیدا کریں برہمچریہ قائم رکھیں دل کو نیک جذبات سے متاثر کریں۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب کی جانب پریم کی نظر ڈالین، سب کی خدمت کرنے کو طیار ہین۔ لیکن کسی سے فائدہ کی امید نہ رکھین۔ یہ تپ ہے۔ اسکو تپکر ایک بار اسکا جلوہ ملاحظہ کرین اگر رشیون کے کمالات سے بہر معتقد نہ بنین تو مصنف کو یاوہ گو اور شاسترون کو جھوٹا ٹھہرائین۔ چونکہ اس اخلاقی تکمیل مین عورت آدمی کیساتھ اعلےٰ حصہ دار ہے اور اسکا اعلیٰ فرض پتی برت دھرم ہے یہی اسکا تپ ہے یہی اسکا دیوتا ہے۔ اسواسطے جو عورت اپنے اس تپ کو پوری محبت سے نبھاتی ہے۔ اسکے اندر عجیب و غریب کراماتون کا جلوہ نمودار ہوتا ہے اور اس کی زبان اور کلام مین جو طاقت نمودار ہوتی ہے اسکا مقابلہ کوئی انسانی طاقت نہین کر سکتی۔ یہ پتی برت دھرم کا راز مخفی ہے اور یہی وجہ اسکی تمام عظمت اور بار بار ہدایت کی ہے۔

(۲) ہم نے ذکر کیا کہ اخلاق ایک طاقت ہے۔ یہ محض خوبصورتی نہیں ہے۔ جس سے سوسائٹی آسائش حاصل کر سکے بلکہ ویسی ہی ایک طاقت ہے جیسے بجلی۔ آگ۔ گرمی۔ روشنی وغیرہ ہین اگر کوئی آگ کو ہاتھ لگاتا ہے تو آگ اسپر کوئی رحم نہین کرتی۔ اپنے دھرم سے اسکو فوراً باخبر کر دیتی ہے۔ اپنی خاصیت سے اسکو فوراً مطلع کر دیتی ہے۔ ویسے ہی یا اخلاق عورت کو جو کوئی آزار دیتا ہے۔ وہ بھی فوراً گرفتار بلا ہوتا ہے۔ قدرت اسپر کوئی رحم ظاہر نہین کر سکتی تب وہ اخلاق کی طاقت سے باخبر ہوتا ہے۔ جہان مظلوم بالکل معصوم اور پاکیزہ خاطر ہوتا ہے وہان سزا بھی بڑی سخت ظہور مین آتی ہے۔ عیاش عالم بدمستی مین دولت۔ طاقت کے تکبر مین اپنے فعل کی بدنتیجی کو ہرگز ملاحظہ نہین کرتا۔ اس دلکے اوپر پردہ کدورت ایسا چھا جاتا ہے کہ وہ قدرت کے باضابطہ عمل کو ہرگز خیال مین نہین لاتا۔ خودغرض کا غلام شہوت کا خادم ایسا بنتا ہے کہ کوئی نصیحت یا عبرت اس کے دل پر اثر نہین کرتی۔ پاپی جرم کا مرتکب بنتا ہے۔ وہ عورت کے حقیقی جلوہ سے بالکل بے خبر بنتا ہے وہ نہین جانتا کہ اس کے اس فعل سے عورت کا سب سے پیارا دھرم۔ سب سے اعلےٰ نعمت برباد ہو جاویگی جس کا نتیجہ شاید عورت کی ساری عمر کی بربادی ہوگا۔ شہوت عیاش کے دل سے تمام نیک جذبات کو بدر کر ڈالتی ہے۔ وہ اپنے عنصر زندگی کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھولتا ہے۔ مگر قدرت اپنے خطا کار کو ہرگز معاف نہیں کر سکتی۔ نہ یہ انسانی جہالت یا مدہوشی کو ملحوظ رکھتی ہے۔ جو لوگ دوسروں کی عورتوں کی عزت بگاڑتے ہیں اسکے ناپاک جذبات انکی اپنی عورتوں اور اولاد میں متاثر بن انکی عصمت بگاڑنے کا موجب بنتے ہیں۔ گویا وہ اپنے برگِ زندگی کو خود کاٹتے ہیں۔ عیاش نہ محض اپنے واسطے موجب عذاب بنتا ہے بلکہ سوسائٹی کے واسطے برا نمونہ قائم کرتا ہے +

اس زمانہ کے لوگ خیال کی طاقت سے واقف نہیں رہے ہیں وہ نہیں جانتے ہیں کہ ہمارے بدخیال ہمارے واسطے کسقدر زحمت کا موجب بن سکتے ہیں جب کہ ہمارے نیک خیال ہمارے واسطے کیسی خوبصورت رہائش گاہ قائم کر دیتے ہیں۔ اسی خیال کی طاقت سے ہم دوسروں کے واسطے راحت یا عذاب پیدا کر سکتے ہیں تپ کی تمام کرامت کا مصدر یہی خیال ہے۔ جوں جوں ہم اپنے اندر نیک اور خوبصورت خیال کو قائم کرتے جاتے ہیں ہم اپنی طاقت کو بڑھاتے جاتے ہیں۔ یہی رشیوں کے تپ کی حقیقت ہے اور یہی برت و دھرم کی اصلی طاقت کا راز ہے۔ عورت کے پاس صرف ایک شستر ہے۔ لیکن یہ سب سے خوفناک شستر ہے یہ ایسا ہتھیار ہے کہ کوئی طاقت اس کائنات میں اس ہتیار کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایک بار عورت کو اس ہتیار کی طاقت سے باخبر کردو۔ اسکے اندر جلوہ خدائی نمودار ہوتا ہے۔ اسکی عصمت ہی اسکا ہتھیار ہے۔ یہاں یہ بگڑتی ہے تمام دنیا بگڑ جاتی ہے۔ عورت کے پاکیزہ جسم کو خراب ہونے دو۔ تمام انتظام سوسائٹی تمام روحانیت اور تمام اخلاق برباد ہوتا ہے۔ عورت کے جسم کو پاکیزہ رکھو تمام سوسائٹی۔ تمام انتظام ملک۔ دنیا میں عمدگی سے چلتا رہتا ہے۔ عصمت نہ صرف انتظام سوسائٹی کے واسطے مفید ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ اخلاق ایک طاقت ہے یہ عورت کا سب سے اعلیٰ محافظ ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار سے وہ کام نکلتے ہیں۔ جو دنیا کے توپ و تفنگ۔ نیزہ یا تلوار سے ہرگز نکل نہیں سکتے۔ کوئی بیرونی طاقت اس کے سامنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حقیقت نہیں رکھتی ہے۔ قدرت خود اسکے سامنے سلام کرتی ہے پاکیزہ عورت اس قدرت کا سب سے اعلیٰ اور عمدہ پھول ہے۔ وہ نزاکت اور لطافت کا مکمل ظہور ہے۔ قدرت اسکو نہایت پیاری محبوب خیال کرتی ہے۔ اسلئے اپنی تمام طاقت سے اسکی حفاظت کرتی ہے جو شخص اسکی پردہ دری کی جانب راغب ہوتا ہے۔ وہ قدرت کی تمام طاقت سے آمادہ پرخاش ہوتا ہے۔ اسواسطے سزا بھی نہایت سخت ملتی ہے رشی آئین زنا کی سزا موت دیتا ہے۔ زانی سوسائٹی کا سب سے بڑا مجرم ہے۔

زنا کی سزا جو شخص دوسروں کی عورتوں کی بےحرمتی کرتا ہے وہ دنیا میں سب سے بڑا گناہ گار ہے۔ اگر وہ دولت مند ہے تو اسکی دولت اسکے واسطے طوق لعنت ہے۔ اگر وہ طاقتور حاکم ہے تو اسکی حکومت اسکے واسطے مصدر شیطانیت ہے۔ اگر وہ ریاکار بدمعاش ہے تو اسکی بدمعاشی اسکے گلے میں زنجیر ہے۔ بالی بانر قوم کا سب سے بڑا بہادر سردار تھا اسکی بہادری ہندوستان کی دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اسکے سامنے راون کی تمام طاقت قابلیت بچوں کا کھیل تھی اپنے زمانہ میں بالی کا نام بہادروں کی فہرست میں نمبر اول تھا اسنے راون کو اپنے گھر میں قید رکھا تھا۔ خادم رکھا تھا۔ مگر اس بہادری نے بالی کے دماغ کو [illegible] لا دیا تھا۔ حکومت اور طاقت کے دماغ سے اسنے حقیقی بھائی سگریو کی عورت تارا بائی کو وہ زبردستی اپنے قابو میں لے آیا تھا۔ رام چندر نے ایام بن باس میں سیتا کی مفارقت میں سگریو سے رابطہ اتحاد قائم کر چکے تھے۔ دونوں کی باہمی مصیبت سے رشتہ اتحاد قائم کرنے میں مدد بن چکی تھی۔ سگریو نے رام چندر کے فرمان کے مطابق بالی سے لڑائی ٹھانی اس جنگ میں رام چندر نے بالی کو قتل کر ڈالا۔ بالی مقتول اب مہاراج سے سوال کرتا ہے۔ تلسی داس اس سوال وجواب کو اپنی مشہور کتاب تلسی رامائن میں یوں بیان کرتے ہیں۔

धर्म हेत अवतरऔ गुसाईं
मारयो मोहे व्याध की न्याइ
मैं बैरी सुग्रीव प्यारा

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

कारण कौन नाथ मोहे मारा
अनुज बधू भगिनी सुत नारी
सुन शठ यह कन्या सम चारी
इनको कुदृष्टि बिलोकि जो ही ताको मारे कछु
पाप नहीं है

جواب   انوج بہو۔ بہگنی۔ سُت ناری۔ سُن شٹھ اے کنیا سم چاری اِنہ کو درِشٹی
بلوکے جو ہی مارے کچھ دوش نہ ہوئی ہی۔ بالی سوال کرتا ہے کہ سگریو کو آپنے پیار کیا
مجھکو قتل کیا ہیں سے آپکا کیا قصور کیا تھا۔ آپ نے دہرم کی ہت کی خاطر سنسار میں
جنم لیا تھا۔ مجھکو شکاری ہمارے کیوں قتل کیا۔ رام چندر جواب دیتے ہیں۔ بیٹے بیٹے کی عورت
بہن بہائی کی عورت آپنی لڑکی کے برابر ہوتی ہیں ان کی طرف جو شخص نظر غیرت سے
دیکھتا ہے۔ اس کے قتل کرنے میں کوئی دوش گناہ نہیں ہے۔ یہی رشی آئین تھا۔
رام چندر بسبب راجہ ہونے کے قانونی سزا دینے میں پورے حق بجانب تھے

(۸) بہارت کی عورتوں کی پاک دامنی کے حالات پڑھکر بے رحم سے بے رحم انسان کا بہی
کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کے ظالموں کا حال پڑھکر چہاتی پر سانپ سا لوٹ جاتا ہے۔
جو شجاعت ان عورتوں نے اپنی پاک دامنی کو اپنے دشمنوں کے پنجے سے بچانے میں ظاہر کی ہے
آجتک کوئی جرنیل یا بہادر شاید ہی اس دنیا میں دکھلا سکا ہو جہاں جہاں ان کے
حالات پڑھے جاتے ہیں۔ مردہ دل انسان بہی ایکبار زندہ ہو جاتے ہیں سیتا کی بہادری
اور اخلاقی شجاعت کو ملاحظہ کریں۔ اسکی محبت اور الفت اسکی جان بازی اور وفاداری
دیکھیں۔ ہر ایک اپنی نظیر آپ ہے۔ روز شادی سے موت کے دن تک سیتا بچاری کو
ایک دن بہی دنیاوی آسائش کا شاید ہی نصیب ہوا ہو۔ ایام بلوغت میں شادی اور
خاوند کا فکر تھا رام چندر سے بیاہ ہونے کے بعد رام چندر کو کیکئی سے مہاراجہ دشرتھ کی وعدہ
الفائی کی خاطر بن باس نصیب ہوا سیتا اس بن باس میں بلا کسی معاہدہ
بلا کسی شرط کے محض محبت سے رام میں گرفتار ہو رام چندر کے ساتھ جانے کو طیار ہوتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رام چندر بہتیرا سمجھاتے ہیں مگر وہ پرواہ نہیں کرتی۔ جنگل کی تکالیف کو گھر کے تمام سامان عیش و عشرت پر ترجیح دیتی ہے۔ اپنے خاوند کی قرابت کو محلات کی آسائیش پر فوقیت دیتی ہے۔ جنگل میں جا کر وہاں بھی امن نہیں ملتا ہے۔ بلکہ دن رات کی فکر و اندیشہ و دکھ تکلیف سے بہت بڑھ کر سیتا بیچاری کو راون کی ریاکاری کا شکار بننا پڑتا ہے۔ جب راون چھل کرنے جاتا ہے تو گویا اسکے سامنے سخت اور اصلی آزمائیش کا موقعہ آتا ہے مگر سیتا اس امتحان میں پوری کامیاب نکلتی ہے۔ راون کے دام فریب سے بخوبی آگاہ ہیں۔ دوسری دفعہ اسکے فن و فریب میں نہیں پھنستی ہے۔ راون تمام اقسام کے زر و جواہر۔ دولت و حشمت کے سامانات اسکے ترغیب دینے کی خاطر پیش کرتا ہے۔ خوف دہشت دلاتا ہے۔ قتل و موت کا پیغام سناتا ہے۔ ہر ایک قسم کی آفت و تکلیف سے دوکھی کرتا ہے۔ مگر سیتا کی ثابت قدمی میں ذرا فرق نہیں آیا۔ وہ اپنی زبان سے راون کو جواب دیتی ہے۔

नाहं मौ पयिकी भार्या पर भार्या सती तव ।
साधु धर्म मवेक्षस्व साधु साधु व्रतंचर ।
यथा तव तथान्येषां रक्ष्या दारा निशाचर
आत्मान मुपमां कृत्वा स्वेषु दारेषु रम्यताम् ।
अतुष्टं स्वेषु दारेषु चपलं चपलेन्द्रियम् ।
नयान्ति निकृति प्रज्ञं परदाराः पराभवम् ॥
इह सन्तो न वासन्ति सतो वा नानु वर्तसे ।
यथाहि विपरीता ते बुद्धिरा चार वर्जिता ।
शक्या लोभयितुं नाहं ऐश्वर्येण धनेन वा ।
अनन्या राघवेणा हं भास्करेण यथा प्रभा ॥

سیتا کی پاک دامنی میں کوئی تیری بناوٹی عورت نہیں ہوں۔ میں بیگانی عورت ہوں۔ اور تپی بھرتا ہوں۔ تو نیک دہرم کو دیکھ۔ اور نیک برت کو دہارن کر دا اے نشاچر۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جسطرح تجھکو اپنی عورتون کی رکھشا کرنی جائز ہے۔ اسی طرح دوسرون کو بھی جائز ہے آپنی
مثال لیکر اپنی عورتون پر ہی قناعت کرنی چاہئیے۔ جو اپنی عورتون مین خوش نہین ہو سکتا ہی
اور جسکے حواس منسہ قابو مین نہین ہین۔ اس نفس پرست کو عقل سے خالی انسان کو
بیگانی عورتین بے عزتی کا شکار بناتی ہین۔ یا تو اس جگہ کوئی نیک مرد نہین ہے یا تو انکا کہنا
نہین مانتا۔ کیونکہ تیری عقل آچار سے ہٹ الٹی ہے شان و شوکت سے یا دولت سے مین
تجھسے للچانے کے قابل نہین ہون۔ رام چندر کے بغیر مین اسیطرح ہون جسطرح سورج کے بغیر
دہوپ ہوتی ہے راون کے قتل کے بعد سیتا مہاراجہ رام چندر کے ساتھ اجودھیا مین واپس
ہوتی ہے رام چندر راج کرتے ہین مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد سیتا کو پھر وہی بن باس
نصیب ہوتا ہے۔ حالت حمل مین شیرون اور چیتون کا ساتھ ملتا ہے ایک دہوبی کے
طعن و تشنیع سے جو وہ اپنی عورت کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ رام چندر اپنی نسبت رعایا کے
خیالات کا اندازہ لگاتے ہین اور خود بر انگیختہ ہونے سے پرہیز کرنا چاہتے ہین۔ ایک طرف سیتا
کی پاک دامنی اور عصمت کا انکو یقین الیقین ہے۔ دوسری طرف رعایا کے اندر اسکی نسبت
بدگمانی پھیل کر ان کے اخلاق کی تباہی کا اندیشہ دامنگیر ہے راجہ قدیمی بھارت مین نمونہ
اخلاق تھا۔ رعایا اس اخلاق کی پیرو کار تھی راجہ کے اعمال کی تقلید رعایا ہمیشہ کرتی ہی
راجہ رام چندر اپنی نسبت کسی بدگمانی کو قائم رکھنا ہرگز نہین چاہتے۔ سیتا کو پھر بن
باس ملتا ہے۔ اور یہ سب آفت اس معصوم بے گناہ دیوی پر بلا وجہ آتی ہے۔ پہلے بن باس
مین رام ساتھ تھے۔ اس بن باس مین کوئی سہارا نہین۔ مگر سیتا کا مادہ عجیب و غریب
طاقت کا بنا تھا۔ وہ اپنے دھرم مین دلیسی قائم ہے۔ لکشمن چھوڑ کر چلے جاتے ہین مگر سیتا
دم نہین مارتی۔ بالمیک رشی اس حالت مین اس بے کس بے گناہ کے مددگار بنتے ہین ان
کے آشرم مین دو کنور نونہال اسکے بطن سے پیدا ہوتے ہین۔ آخر رام چندر کے دربار مین
یہ دونون کنور ایام بلوغت مین اپنی ماتا کے حاضر ہوتے ہین۔ اور سیتا وہان ہی اس دنیا
سے رحلت کرتی ہے۔ رام چندر کا اخلاق عجیب ہے مگر سیتا کا اخلاق عجیب تر ہے
رام چندر کی تمام خوبصورتی اسکی خوبصورتی اخلاق کے روبرو پھیکی معلوم ہوتی ہے رام چندر کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام بہادری اسکی بہادری کے سامنے پوشیدہ ہوتی ہے رامائن کا ہیرو رام چندر ہے
اسکے ہیروان سیتا ہے۔ مگر یا ملیک اخلاقی شجاعت میں بازی سیتا کو دیتے ہیں ٹامس
ایک عالی خیال صوفی ہے وہ سیتا کی تعریف میں ارقام کرتا ہے۔ اشعار

بہر کارے کہ او سایہ فتادہ — بنائے قبلۂ عصمت نہادہ
تنش را پیرہن عریاں نہ دیدہ — چو جان اندر تن و تن جاں ندیدہ

(۸) تاریخ بھارت میں سیتا کی نظیر موجود تھی مگر دریودھن باز نہ آیا اسکے ریاکار دوستوں و غاباز صلاح کاروں۔ کم ظرف سپاہ سالاروں کی عقل میں ایسا فتور آیا۔ لالچ اور حرص نے انکی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھی کہ بالا دروپدی کو سبھا میں طلب کیے اور اسکی حرمت کو خاک میں ملائے دم نہیں لیتے تھے۔ پانڈو راجہ یدھشٹر ملکی رسم و رواج کے عیب کا شکار ہو چکا تھا قمار بازی نے پانڈوں کا تمام حشمت و اقبال کوروں کے سپرد کر دیا تھا۔ یدھشٹر اور اس کے تمام بھائی سبھا میں موجود تھے۔ وہ اپنا سب کچھ ہار چکے تھے۔ آخر دروپدی بھی ہاری گئی۔ جب وہ دوشاشن کے خونخوار ہاتھوں سے پکڑی ہوئی سبھا میں لائی گئی تو اس نے تمام حاضرین جلسہ سے سوال کیا کہ آیا راجہ نے پہلے مجھکو ہارا تھا۔ یا کہ اپنے آپ کو۔ اس قانونی نکتہ کو کوئی بھی حاضرین سے حل نہیں کر سکا کہ آیا راجہ کو اپنے ہارنے کے بعد دروپدی کو ہارنے کا حق رہا تھا یا کہ نہیں۔ یا بصورت دیگر وہ اسکو اول ہی اول کیسے ہار سکتا تھا۔ در واقع کیا تھا آخر مایوس ہو دروپدی رحم کی ملتجی ہوتی ہے۔ مگر دریودھن لہو و لعب کی آتش سے جل رہا ہے دوشاسن دروپدی کی ننگ و ناموس پر حملہ آور ہوتا ہے۔ کپڑے اتارنے کی خاطر طیار ہوتا ہے دروپدی دہرم کی بدولت بچ نکلتی ہے مگر کورو آپنے اس جرم کی سزا بڑے سخت پاتے ہیں مہابھارت کا خوفناک جنگ اسی پاپ کا ثمرہ ہے جسمیں دریودھن مع اپنے تمام رفیقوں کے ہلاک ہوتا ہے۔

(۹) حریص ہمیشہ اندیشہ رہتے ہیں۔ شہوت پرست ہمیشہ خوار رہتے ہیں۔ دوسروں کو خوار کرتے ہیں اور آپ بھی خستہ حال ہوتے ہیں نہ خود آرام میں بیٹھتے ہیں نہ دوسروں کو آرام کرنے دیتے ہیں۔ حرص دو دھاری تلوار ہے۔ جس طرف سے پکڑو کاٹتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عاشق و معشوق دونوں گرفتار بلا ہوتے ہیں علاء الدین خلجی عالم ضعیفی ہیں گرویدہ شہوت بنتا ہے جون جون عمر دیبوڑھا ہوتا ہے حرص جوان ہوتی ہے پدمنی کی خوبصورتی کا کمال حسن علاء الدین کے اندر عشق کی خوفناک آگ شعلہ زن ہوتی ہے۔ فوراً حکم بنام راجہ بھیم جاری ہوتا ہے کہ پدمنی کو ہمارے محلات شاہی میں داخل کردو راجہ بھیم پدمنی کا خاوند اس ہتک کو گوارا نہیں کرسکتا آخر قید ہوکر دہلی کے قعلہ میں محبوس کیا جاتا ہے۔ رانی راجہ کو قید سے نکالنے کی تدبیر نکالتی ہے۔ سولہ سو سہیلی کو ساتھ لانے کا بہانہ بنا اجازت شاہی حاصل کرتی ہے

پدمنی کی پاک دامنی

سولہ سو راجپوتنی من چلے بہادر ساتھ لے عورتوں کا لباس پہنا۔ دہلی کا رستہ لیتی ہے وہاں سے بندی خانہ سے راجہ کو آزاد کر چتوڑ کے شہر کی جانب مراجعت کرتی ہے۔ صبح ہونے پر دربار شاہی میں ساری کیفیت ظاہر ہوتی ہے پادشاہ اپنی تمام فوج کو کوچ کا حکم دیتا ہے۔ چتوڑ کا قعلہ محاصرہ کیا جاتا ہے بھیم اپنی تمام دوستوں رشتہ داروں کے ساتھ اپنے شہر و عزت کی حفاظت میں جان دیتا ہے۔ تمام خاندان سوائے ایک بچہ کے جسکو بھاگنے کی اجازت راجہ خود دیتا ہے۔ تباہ ہوتا ہے۔ اب پدمنی اپنی پاک دامنی کی حفاظت میں تمام رانیوں کو ساتھ لے چتا پر چڑھتی ہے۔ آن کی آن میں راکھ کا ڈھیر لگتا ہے فاتح محلات راجہ میں داخل ہوتا ہے۔ پدمنی کا مکان دریافت کرتا ہے۔ مگر سوائے راکھ کے ڈھیر کے کچھ نہیں پاتا ہے۔ عجب زمانہ تھا۔ عجب خیالات تھے۔ مگر اس جانباز کا اثر علاء الدین خلجی کے سخت دل پر کیا ہوتا ہے۔ تمام عمر عذاب میں کٹتی ہے آخر ملک کافور کی تدبیروں سے وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے۔ اسکی موت کے بعد اسکی اولاد بڑی سخت بے حرمتی سے قتل ہوتی ہے۔ ایک جانشین دوسرے کے ہاتھ سے مرتا ہے۔ تھوڑے برس کے قلیل عرصہ میں خلجی خاندان تاریخ ہندوستان سے رخصت ہوتا ہے۔ خلجی تلوار کو بھارت کی پاکیزہ عورتوں نے کند کر دیا۔ شہوت کی شہ زوری کی تمام طاقت کو ان پاکیزہ عصمت عورتوں کی شجاعت نے کمزور کر دیا۔ نیچر کی اخلاقی طاقت نے اس تلوار کی مغرور طاقت کو آخر بالکل مغلوب کر دیا نہ علاء الدین بچا نہ اس کا خاندان بچا مگر بھارت کی پاکیزگی بھارت کو بچا گئی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۹) بھگتی اور گیان مین عورتون کے کمالات خاص طور پر قابل تحسین و آفرین ہین عورت کا دل
قدرتاً منبع محبت ہے۔ لاکھ تقصیر کرو وہ معاف کر دیتی ہے۔ اس کی محبت کا دائرہ کسی
خاص حدود سے محدود نہین۔ اسکی محبت کی گہرائی کو کوئی پیمانہ ناپ نہین سکتا۔ اسکی
الفت بھری نگاہین۔ اولاد۔ خاوند۔ تمام قبیلہ کے درد دکھ کو کافور کر دیتی ہین۔ کام
کر کے آؤ۔ سارے دن کی تھکاوٹ سے چور ہو کر آؤ۔ عورت کی پاک محبت تمام مصیبت کو
راحت مین تبدیل کر دیتی ہے۔ گھر قبلۂ عصمت ہے۔ عورت بذات خود منبع راحت ہے۔
جو دنیادار عورت کے اس پاک جذبہ سے محروم ہے وہ واقعی بدبخت ہے۔ غریبی کو یہ
تونگری مین تبدیل کر دیتی ہے۔ افلاس کو یہ فیض مآب برکت بنا دیتی ہے۔ دکھ کو سکھ
اور درد کو یہ راحت بنا دیتی ہے۔

عورت کی بے لاگ محبت یہ ہی محبت عشق مجازی سے جب عشق حقیقی کا رخ اختیار کرتی
ہے تو بڑے بڑے عجوبات صادر کرتی ہے۔ عورت کی محبت ہمیشہ بے لاگ ہے۔
وہ اولاد سے اولاد کی خاطر پیار کرتی ہے۔ خاوند سے خاوند کی خاطر محبت کرتی ہے خود
غرضی اور نفسانیت کا اسکے دل مین نام و نشان نہین۔ خودی کو اسمین دخل نہین۔ اولاد
لائق ہو۔ نالائق ہو۔ خاوند برا ہو بھلا ہو۔ عورت کا پیار رتی بھی کم نہین ہوتا۔ اسکے اندر جذبہ
محبت ویسا ہی موجود ہے وہ اپنی اولاد سے فائدہ کی توقع نہین رکھتی مگر پیار ہمیشہ کرتی
ہے خاوند ہزار خطا کر کے گھر آتا ہے۔ عورت پھر بھی اسکو پناہ دیتی ہے۔ یہ ہی بے لاگ
محبت جب عشق الٰہی مین تبدیل ہوتی ہے۔ تو غضب ڈھاتی ہے۔ میران بائی کی یکتائی
محبت سے گوپیون کے پریم سے سب ہندو واقف ہین۔ مگر اس پریم کی اصلی راز کو
بہت کم لوگ سمجھتے ہین۔ میران بائی ہندوستان کے میدان مین جذبہ محبت عالمگیر مین مست پڑی ہر
نہ جسم کی خبر ہے نہ اپنی سدھ ہے خبر ملتی ہے کہ بندرابن کے بن مین ایک بڑے مہاتما دو یا دون سے بذریعہ
ست نارائن سادھو رہتے ہین۔ کرشن بھگتی مین میران بائی کا پریم اس امر کا مقتضی
ہوتا ہے کہ مہاراج کا درشن کیا جائے۔ میران عریضہ ارسالی خدمت کرتی ہے۔ مہاتما
جواب دیتے ہین کہ ہم نے روز سنیاس سے آجتک استری کا درشن نہین کیا ہے۔ اسواسطے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قابل معذوری ہوں۔ اس جواب کے وصول ہونے پر میراں بائی دوسرا خط ارسال کرتی ہے۔ کہ ناتھ۔ اس بندرابن کے زمین میں مجھکو صرف ایک ہی پُرش نظر آتا ہے۔ وہ میرا پیارا محبوب کرشن ہے۔ باقی تمام عورتیں ہی عورتیں دکھلائی دیتی ہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ کو پرش یعنی مردیت کا فخر کسطرح حاصل ہے۔ اس رقعہ کے وصول ہونے پر آچاریہ میراں بائی کی قدم بوسی کی خاطر خود حاضر ہوتے ہیں اور اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ تیرا درشن مجھے لبھ ہے۔ جس نے اس جسم میں کرشن مہاراج میں ایسی بھگتی حاصل کی ہو جو میرے جیسے متضمون کو باوجود استقدر ریاضت سخت کے آجتک نصیب نہیں ہو سکی میراں تیرا وشواس اور عمل دونوں قابل تحسین ہیں۔ میں تیری زیارت سے فیضیاب ہوا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے۔ عالم وجد میں میراں بائی خالص محبت کے جذبہ میں چند وچن اپنی زبان سے گاتی ہے

میراں بائی ٹیک۔ میرے من رام نام دوسرا نہ کوئی۔

(۱) آئی تھی بھگتی کاج جگت دیکھ موہی   پرتھا نردیہ کھیری انت سے روئی
(۲) سادھن سنگ بیٹھ بیٹھ لوک لاج کھوئی   اب تو بات پھیل گئی جانے سب لوئی
(۳) دودھ کی مٹکیا میں نے جتن سے بلوئی   مکھن نکھن کاڑھ لیا چھاچھ پیوے کوئی
(۴) چندر ہار پھینک من تلسی کی مالا پروئی   شال دوشالہ چھوڑ اب اوڑھ لئی لوئی
(۵) گنگا جمنا نہائے مل کر کایا دھوئی   من کا میل جبھی گیا نام جپل ملوئی

(میرے من رام نام دوسرا نہ کوئی)

(۱) سنگ کی سکھیاں بدرا پی پی ہوئی مدماتی   میں مدھو پریم متی کا مست رہوں دن راتی
(۲) نین کا تیل پران کا دورا اور سرت کی باتی   انوبھو جیوتی ایک جن مٹ سے جگ دن راتی
(۳) جن کے پیا پردیس بستے ہیں لکھ لکھ بھیجے پاتی   میرے پیا میرے گھٹما ہیں بچن کرت شرماتی

میں تورے رنگ راچی سانورے میں تورے رنگ راچی

(۱) جو لوگ محبت کے پاک جذبہ کو نہیں سمجھتے وہ ہمیشہ عورتوں کے اندر اس جذبہ کے ظہور کو نفس پرستی سے منسوب کرتے ہیں۔ جنکا اپنا اخلاق گندہ ہوچکانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عورتوں کو ہمیشہ نظرِ غیر سے دیکھنے کے عادی ہیں وہ عابد اور معبود کے پاک تعلق کو ہرگز فہم میں
نہیں لا سکتے۔ وید دھرم کے رموز کو سمجھنے سے پیشتر دل کی صفائی لازمی شرط ہے۔ خاوند کے
ساتھ نفسانی جذبہ کے بھوگ ختم ہونے پر عورت اور مرد کے درمیان عابد اور معبود کا رشتہ
قائم ہوتا ہے لذات جسمانی کا خیال فنا ہونے پر صادق محبت اور یگانگت کا ناطہ مضبوط ہوتا ہے
اور تب شادی کا اصلی مقصد پورا ہونے کا وقت آتا ہے۔ عورت اور مرد اب کسی دنیاوی
غرض سے وصل نہیں کرتے۔ اولاد کی تمنا ان کے دلوں سے دور ہو چکتی ہے۔
نفسانیت کا دورہ ختم ہو چکتا ہے۔ دونوں ملکر مالک کائنات کے حضور میں اصلی اعلیٰ
محبت کے لئے دعا گو ہوتے ہیں یگناولکھ اپنی استری میتری کو دنیا کو
ترک ہونیکے وقت پر سب اقسام کے زر و جواہر پیش کرتا ہے۔

میتری — حکومت اور حفاظت کے واسطے راجہ جنک خود موجود ہیں جو رشی کے شاگرد رشید
ہیں۔ گھر میں اولاد ہے۔ یعنی کاتائنی کا لڑکا کاتائن رشی موجود ہے جو اسکے واسطے بمنزلہ
اپنی اولاد کے ہے۔ مگر میتری ان سب زر و جواہرات کو پرے ہٹاتی ہے خاوند سے فریاد رس
ہوتی ہے کہ جب تمام عمر تمہاری خدمت میں گذاری اب کہاں جا سکتی ہوں۔ ان زر و جواہر
چھوڑ جب آپ جنگل کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ تو ضرور کسی ان سے بہتر شئے کی خاطر
جاتے ہیں۔ پھر مجھے اس شئے سے کیوں محروم چھوڑتے ہو۔

یگناولکھ قائل ہوتے ہیں۔ آخر برہم گیان کا اپدیش شروع ہوتا ہے۔ میتری کے سوال
و جواب سنکر آج کل کے بڑے بڑے عالم دنگ رہ جاتے ہیں۔ یہی اصلی مقصد
شادی ہے۔ جہاں یہ مقصد نہیں ہے وہاں شادی محض نفس پرستی یا عیاشی کا
دوسرا نام ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہند و تہذیب

ناظرین پر اس کتاب کے مطالعہ سے روشن ہو گیا ہوگا۔ کہ ہند و تہذیب کی اصل بنیاد روحانیت ہے۔ اس کا تمام فلسفہ اسی روحانیت کی تلاش ہے۔ اس روحانیت کا مغربی علوم سے ملاپ اس زمانہ کا نادر واقعہ ہے۔ ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ برٹش گورنمنٹ کی اس ملک میں آمد ایک خدائی انتظام تھا۔ مذہبی آزادی موجودہ تعلیم سائنس اور مغربی علوم کی اشاعت اس حکومت کی اعلےٰ برکت تھی جنہیں نیکدلی اور کوشش سے برٹش گورنمنٹ نے اپنے اس فرض کو ادا کیا ہے اور اس پہلو میں دنیا کی سب سے پرانی قوم یعنی آریہ جاتی کے دوبارہ زندہ کرنے میں امداد دی ہے وہ واقعی یادگار روزگار رہیگی۔ آئندہ زمانہ کی تاریخ میں یہ درحقیقت انگلستان کا فخر ہوگا کہ اس نے ہم کو موجودہ زمانہ کے علوم سے بہرہ ور کر نے میں اور حالات وقت سے مطابقت دلانے میں قابل قدر امداد کی ہے جس امداد کے بغیر یہ قطعی ناممکن تھا کہ ہم اپنی ہستی موجودہ زمانہ کی کشمکش میں قائم رکھ سکتے سوشل رسومات کی اصلاح نیک اور باطل خیالات سے نجات ہی مختلف فرقوں کا ایک منزل پر اجتماع اس تعلیم اور آزادی کا اعلےٰ ثمرہ تھا۔

برٹش گورنمنٹ کی برکتیں

بھارت کا آئندہ مشن اس روحانیت اور مغربی علوم کا یکجا ملاپ ہے مغربی سائنس اور ہند و فلسفہ کے نیک نتائج سے آئندہ دنیا کو بہرہ ور کرتا ہے۔ مغربی تہذیب کے نیک اوصاف سے اغماض حماقت ہے۔ مغربی تہذیب نے انسان اور اقوام کو ان کے جداگانہ میدان زندگی سے نکال کر ایسے تعلقات میں لا وابستہ کیا ہے جنمیں ایک قوم کا امن و آرام دوسری قوم کی بہبودی میں مشتمل ہے اس تہذیب نے انسانی دنیا کو ایک نئی منزل پر لا کھڑا کیا ہے جسمیں ہماری اخلاقی اور تمدنی بہبودی مشترکہ ہے اس واسطے انسان اور اقوام کے باہمی تعلقات آئندہ زمانہ میں باہمی محبت میں منسلک ہونگے۔ محبت کے جواب میں محبت ہر جگہ موجود ہے قدرت قانون مجسم ہے اس کی صادق تحقیقات دنیا کے سامنے ایک نیا میدان زندگی اسی طرح کھولدیگی جس طرح موجودہ سائنس کی آمد نے دنیا میں ایک نیا دورہ آغاز کر دیا تھا مگر اس نئی سائنس کا پیغام

آئندہ روحانیت کا ظہور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صادق محبت اور روحانیت ہوگا۔ ایک نئی زندگی دنیا میں داخل ہوگی۔ ویدک روحانیت
کو اپنا حقیقی جلوہ دکھانے کا موقع حاصل ہوگا۔ باہمی نفرت حسد و کینہ۔ مقابلہ کے
ناپاک جذبات دنیا سے بدر ہو جائینگے۔ اس وقت تک سائنس نے علوم قدرت کو محدود
کر خود غرضی اور نفسانیت کی عینک لگا کر قدرت کے ہر ایک ظہور کو مطالعہ کیا ہے
یہی وجہ دنیا کے مذہبی ادبار اور موجودہ مادہ پرستی کی ہے۔ اس مادہ پرستی نے
اہل دنیا کو مذہب کے حقیقی جلوہ سے بالکل بیخبر بنا دیا ہے۔ ادھر اہل ہنود زمانہ
کی نیک اوصاف سے غافل اس کی بدعملیوں کو اختیار کر اپنی مصیبتوں کو آپ
ادرباد کرتے رہے ہیں۔ قدرت اپنے خطاکار کو دونو جہان میں نہیں چھوڑتی
یہ غلط ہے کہ ہم مرنے کے بعد ہی اپنے افعال اور اعمال کی سزا اور جزا پاتے ہیں۔
بلکہ دونو جہان میں یکساں معاوضہ حاصل کرتے ہیں نیکی یا سعادت مندی ہمیشہ
سکھ روپ ہے۔ جبکہ بدی کے معنی قانون قدرت سے انحراف ہے۔ اسیواسطے دکھ روپ ہے
پس آؤ۔ دنیا کو اس نئے صادق مشن کا پیغام دیں حضرت انسان کو اسکے
پاک مشن زندگی سے باخبر کریں استری میں پتی بھاؤ اور پتی میں استری بھاو پیدا
کریں۔ پتر میں پتری بھاؤ اور بھائیوں میں براتری بھاؤ پیدا کریں تمام انسانوں
میں بہتر بھاؤ پیدا کریں اور انسانی دنیا کو ان بہشتی نعمتوں کا مژدہ سنائیں جن میں
آیندہ کا اوم داخل ہوگا جبکہ تمام انسانی دنیا ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتی ہوئی
اپنے آسمانی باپ کے روبرو صف آرا کھڑی ہوگی ایسا زمانہ کب آئیگا حضرت
انسان تیرے اختیار میں ہے تیرا بہشت اور دوزخ تیرے اپنے ہاتھ میں ہے
دل کی آنکھیں کھول اور اس قدرت کو دیکھ یہ شانتی کا روپ ہے مخزن علم
و نور ہے۔ اس میں مصیبت و عذاب کا نام و نشان نہیں ہے۔ اسکے صادق
قوانین کی تعمیل کرو اور اسکی صادق راحت میں داخل ہو۔ صداقت میں ہی ہم رہتے ہیں صداقت
سے ہی ہم بڑھتے ہیں صداقت سے ہم پھلتے پھولتے ہیں ✣ اوم شانتی شانتی شانتی

حصہ اول ختم ہوا ✣

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

224

Entered in Database

Signature with Date

पुस्तकालय
गुरुकुल काँगड़ी.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

3412
गुरुप्रसाद शास्त्री, ले.

150458 72/273
3418
गोस्वामी, राजकमल, अनु.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar